مرزا غلام قادیانی کے دس کفریات پر مشتمل فاضل ہند کی شہرہ آفاق تصنیف

قادیانی کذاب

المعروف

السوء والعقاب

اعلیٰحضرت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ

تسہیل و تخریج

مفتی سید مبشر رضا قادری

منتظم اعلیٰ ختم نبوت فورم

نام کتاب .... قادیانی کذاب

مصنف .... اعلیٰحضرت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمۃ

تسہیل و تخریج از .... مفتی سید مبشر رضا قادری

طبع اول .... 6 جمادی الاول 1440ھ/12 جنوری 2019ء

تعداد 1100

قیمت ....

www.khatmenbuwat.org

اَنَا خَاتَمُ النبیین

میں آخری نبی ہوں

لانبی بَعدِی

میرے بعد کوئی نبی نہیں

فہرس

انتساب

میں اس ادنا کاوش کا ثواب اپنی والدہ مرحومہ کی روح کو ایصال کرتا ہوں اللہ پاک والدہ مرحومہ مغفورہ کو جنت الفردوس میں سیدہ کائنات بتولِ جنت حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین

ختم نبوت کے تمام مجاہدین کو اللہ پاک دین و دنیا کی بھلائیاں عطا فرمائے آمین

کتاب میں کسی بھی قسم کی غلطی پائیں تو ہمیں لازمی مطلع کریں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کی جائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلے اسے پڑھیں

برصغیر پاک وہند میں جب انگریز اپنا جڑیں مضبوط کر چکا تو ملکہ وکٹوریا کے جاسوسوں نے انگریز حکومت کو اس خطہ پر مستحکم کرنے کے لیے ایک رپورٹ تیار کی جس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مرزا غلام قادیانی انگریزوں نے اپنی سرپرستی میں اسلام کے مدمقابل ایک نئے دین کے لیے کھڑا کیا تھا:

”یہاں کے باشندوں کی ایک بہت بڑی اکثریت پیری مریدی کے رجحانات کی حامل ہے۔ اگر اس وقت ہم کسی ایسے غدار کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو جائیں جو ظلی نبوت کا دعوی کرنے کو تیار ہو جائے تو اس کے اس کے حلقہ نبوت میں ہزاروں لوگ جوق در جوق شامل ہو جائیں گے، لیکن مسلمانوں میں اس قسم کے دعویٰ کے لیے کسی کو تیار کرنا ہی بنیادی کام ہے۔ یہ مشکل حل ہو جائے تو اس کی نبوت کو حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ ہم اس سے پہلے برصغیر کی تمام حکومتوں کو غدار تلاش کرنے کی حکمت عملی سے شکست دے چکے ہیں۔ وہ مرحلہ اور تھا۔ اس وقت فوجی نقطہ نظر سے غداروں کی تلاش کی گئی تھی، لیکن اب جبکہ ہم برصغیر کے چپہ چپہ پر حکمران ہو چکے ہیں اور ہر طرف امن وامان بھی بحال ہو گیا ہے تو ان حالات میں ہمیں کسی

لیے منصوبے پر عمل کرنا چاہیے جو یہاں کے باشندوں کے داخلی انتشار کا باعث ہو“

(عبدالرشید ارشد: بیس بڑے مسلمان صفحہ 6)

یہ رپورٹ ہمیں بتاتی ہے کہ دین اسلام کے شیرازہ کو بکھیرنے کے لیے انگریزوں نے کتنی محنت شاقہ سے کام لیا، اس رپورٹ پر کام کیا گیا اور قادیان سے مرزا غلام قادیانی اور ایران سے بہاءاللہ ایرانی کو چنا گیا جن سے نبوت کے دعوے کروائے گئے۔

مرزا غلام قادیانی انگریز سرکار کی سرپرستی میں کتابیں لکھتا ہے جس میں قرآن وحدیث کی نئی نئی تشریحات پیش کرتا ہے حکم صریح کو پس پشت ڈال کر اس میں تاویلات کرتا ہے اور یہ سب کچھ وہ انگریز سرکار کے کہنے پر کرتا ہے۔

انگریز کا خود کاشتہ پودا

مرزا غلام قادیانی خود قبول کرتا ہے کہ وہ انگریز کا خود کاشتہ پودہ ہے:

”وہ تمام جانفشانیاں پچاس سالہ میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضیٰ اور میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی جن کا تذکرہ سرکاری چٹھیات اور سرلیپل گرفن کی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور نیز میری قلم کی وہ خدمات جو میری اٹھارہ سال کی تالیفات سے ظاہر ہیں۔ سب کی سب ضائع اور برباد نہ جائیں اور خدانخواستہ سرکار انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور خیرخواہ خاندان کی نسبت کوئی تکدّر خاطر اپنے دل میں پیدا کرے۔ اس بات کا علاج تو غیر ممکن ہے کہ ایسے لوگوں کا منہ بند کیا جائے جو اختلاف مذہبی کی وجہ سے یا نفسانی حسد اور بغض اور کسی ذاتی غرض کے سبب سے جھوٹی مخبری پر کمربستہ ہو جاتے ہیں صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچا۵۰ س برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حُکّام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیرخواہ اور خدمت

گذار ہیں ۔اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے ۔"

(روحانی خزائن جلد 13 کتاب البریہ صفحہ 349، 350) سکین نمبر 1 صفحہ نمبر 61,62 پر دیکھئے

ملکہ وکٹوریا کی چاپلوسی

" اے ملکہ معظمہ تیرے وہ پاک ارادے ہیں جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے جس سے آسمان رحمت کے ساتھ زمین کی طرف جھکتا جاتا ہے اس لئے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے موزوں ہو۔سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے اے مبارک اور بااقبال ملکہء زمان جن کتابوں میں مسیح موعود کا آنا لکھا ہے ان کتابوں میں صریح تیرے پُر امن عہد کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں"

(روحانی خزائن، جلد 15 ستارہ قیصرہ: صفحہ 117) سکین نمبر 2 صفحہ نمبر 63 پر دیکھئے

" میں اس کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگر چہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہر گز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے ۔اگر چہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی ۔"

(روحانی خزائن، 12 تحفہ قیصریہ: صفحہ 284، 283) سکین نمبر 3 صفحہ نمبر 64,65 پر دیکھئے

" جو عالی جناب قیصرہ ہند ملکہ معظمہ والی انگلستان و ہند دام اقبالہا بالقابہا کے حضور میں بتقریب جلسہ جوبلی شصت سالہ بطور مبارکباد پیش کیا گیا ہے۔ مبارک! مبارک!!

مبارک!!!اسؔ خدا کا شکر ہے جس نے آج ہمیں یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھلایا کہ ہم نے اپنی ملکہ معظمہ قیصرہ ہند و انگلستان کی شصت سالہ جوبلی کو دیکھا۔جس قدر اس دن کے آنے سے مسرت ہوئی کون اس کو اندازہ کرسکتا ہے؟ ہماری محسنہ قیصرہ مبارکہ کو ہماری طرف سے خوشی اور شکر سے بھری ہوئی مبارکباد پہنچے۔خدا ملکہ معظمہ کو ہمیشہ خوشی سے رکھے!"

(روحانی خزائن، جلد 12 تحفہ قیصریہ: صفحہ 254، 253) سکین نمبر 4 صفحہ نمبر 66,67 پر دیکھئے

یہ تمام تحاریر بتاتی ہیں کہ مرزا غلام قادیانی نے اپنے آقا انگریز سرکار اور بالخصوص ملکہ وکٹوریہ کی شان میں جو قصیدے گائے ہیں یہ صرف اور صرف اسلام دشمنی کی بنا پر تھا اور آپ یہ بھی تو دیکھیں کہ اسلام ہمیں بتاتا ہے کہ یہود و نصاریٰ تمہارے کھلے دشمن ہیں مگر مرزا غلام قادیانی جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اپنے آپ کو اسلام کا داعی و مصلح کے طور پر پیش کرتا ہے وہ جب ان یہود و نصاریٰ کی چاپلوسی کرے گا اور ان کی گود میں بیٹھے گا تو اس کا کھڑے کیے گئے مذہب قادیانیت کے خلیفے کس طرح ان انگریز دشمنان اسلام کی گود سے بچ سکتے ہیں یہی وجہ ہے کہ موجودہ قادیانی کاغذی خلیفہ مرزا مسرور یورپ کے انگریزوں کی جوتیاں پالش کر رہا ہے اور تمام قادیانی امت بھی انگریزوں کے قصیدے گانے میں مصروف نظر آتے ہیں۔ سکین نمبر 5 صفحہ نمبر 68 پر دیکھئے

عقیدہ ختم نبوت اور انگریزوں کی سازشیں

سطور بالا سے آپ کو پتہ چل گیا ہو گا کہ مرزا غلام قادیانی انگریزوں کا وفادار اور خود کاشتہ پودا تھا، یہی وجہ تھی کہ انگریز سرکار نے اپنے راستے کی دیوار یعنی دین اسلام تھا جس سے شرشار ہو کر تمام مسلمان اپنے عقائد ونظریات پر کسی قسم کا سمجھوتا نہیں کرتے ۔انگریز کے علم میں تھا کہ عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کی ریڈھ کی ہڈی ہے اگر ہم مسلمانوں میں سے کچھ افراد سے نبوت کے دعوے کروانے میں کامیاب ہو گئے تو فتح ہمارا مقدر ہے ۔اسی وجہ سے اپنے قدیم وفاداروں کی اولادوں میں سے مرزا غلام قادیانی اور بہاء اللہ ایرانی کو چنا گیا اور ان سے نبوت

کے دعوے کروائے گئے۔اس پر تمام مسلم علماء اٹھ کھڑے ہوئے ان میں سے اولین بریلی کے علم وفضل کے چراغ اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان بریلوی تھے جنہوں نے مرزا غلام قادیانی کے عقائد ونظریات کی تردید کی اور امت مسلمہ کو بتایا کہ مرزا غلام قادیانی کا اسلام سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے یہ شخص فقط یہود ونصاریٰ کا جاسوس ہے جو اسلام میں فتنہ وفساد چاہتا ہے۔

امام احمد رضا اور تحفظ عقیدہ ختم نبوت

برصغیر پاک وہند میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کے خانوادے نے منکرین ختم نبوت اور قادیانیت کا رد کیا۔امام احمد رضا محدث بریلوی نے مرزا قادیانی کو صرف کافر ہی نہیں قرار دیا بلکہ اس کو مزید منافق بھی کہا ہے اور اپنے فتوؤں میں اس کو اس کے اصلی نام کے غلام قادیانی کے نام سے تعبیر کیا ہے۔مرتد ومنافق وہ شخص ہے جو کلمہ اسلام پڑھتا ہے۔اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔اس کے باوجود اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی یا رسول کی توہین کرتا ہے' یا ضروریات دین سے کسی شے کا منکر ہے۔اس کے احکام کافر سے بھی سخت تر ہیں۔امام صاحب نے مرزا غلام قادیانی اور منکرین ختم نبوت کو رد ابطال میں متعدد فتویٰ کے علاوہ جو مستقل رسائل تصنیف کئے ہیں' ان کے نام یہ ہیں۔

1۔ جزاء اللہ عدوہ بآباہ ختم النبوۃ: یہ رسالہ 1317ھ میں تصنیف ہوا۔اس میں عقیدہ ختم نبوت پر 120 حدیثیں اور منکرین کی تکفیر پر جلیل القدر ائمہ کرام کی تیس تصریحات پیش کی گئی ہیں۔

2۔ السوء والعقاب علی المسیح الکذاب: یہ رسالہ 1320ھ میں اس سوال کے جواب میں تحریر ہوا کہ اگر ایک مسلمان مرزائی ہو جائے تو کیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جائے گی؟ امام احمد رضا نے دس وجوہات سے مرزا غلام قادیانی کا کفر ثابت کر کے احادیث کے نصوص اور دلائل شرعیہ سے ثابت کیا کہ سنی مسلمہ عورت کا نکاح باطل ہو گیا۔وہ اپنے کافر مرتد

شوہر سے فوراً علیحدہ ہو جائے۔

3۔ قهر الدیان علی فرقه بقادیان: یہ رسالہ 1323ھ میں تصنیف ہوا۔اس میں جھوٹے مسیح قادیان کے شیطانی الہاموں' اس کی کتابوں کے کفریہ اقوال سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کی پاک وطہارت اور ان کی عظمت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

4۔ المبین ختم النبین: یہ رسالہ 1326ھ میں اس سوال کے جواب میں تصنیف ہوا کہ ''خاتم النبیین میں لفظ النبیین پر جو الف لام ہے' وہ مستغرق کا ہے۔یہ عہد خارجی کا ہے۔امام احمد رضا نے دلائل کثیرہ واضح سے ثابت کیا ہے کہ اس پر الف لام استغراق کا ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔

5۔ الجزار الدیان علی المرتد القادیان: یہ رسالہ 3 محرم الحرام 1340ھ کو ایک استفتیٰ کے جواب میں لکھا گیا اور اس سال 25 صفر المظفر 1340ھ کو آپ کا وصال ہوا۔

6۔ المعتقد: امام احمد رضا کے مستند افتاء سے ہندوستان میں جو سب سے پہلا رسالہ قادیانیت کی رد میں شامل ہوا' وہ ان کے صاحبزادے مولانا مفتی حامد رضا خان نے 1315ء/1896ء الصارم الربانی علی اسراف القادیانی کی نام سے تحریر کیا تھا جس میں مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور غلام قادیانی کذاب کی مثیل مسیح ہونے کا زبردست رد کیا گیا ہے۔امام احمد رضا نے خود اس رسالے کو سراہا ہے۔مذکورہ بالا سطور سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ منکرین نبوت اور قادیانیوں کی رد میں امام احمد رضا کس قدر سرگرم' متعدد متحرک اور فعال تھے۔وہ اس فتنے کے ظہور ہوتے ہی اس کی سرکوبی کے درپے تھے۔اس فتنے کی رد میں امام احمد رضا کی مساعی جمیلہ اس قدر قابل ستائش اور قابل توجہ ہے کہ ہر موافق و مخالف نے انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔

(ماخوذ از: روزنامہ جنگ ہفتہ 28 جمادی الثانی 1423ھ/7 دسمبر 2002)

قادیانی کذاب

ہماری یہ کتاب اعلحضرت کی کتب میں سے دوسرے نمبر پر آنے والی " السوء والعقاب علی المسیح الکذاب " کی تسہیل وتخریج ہے جس میں ہم نے اعلحضرت کی عبارات کے مشکل الفاظ کی آسان اردو میں تشریحی ترجمہ کرنے کی کوشش کی ہے اور اعلحضرت نے جو حوالہ جات دیئے تھے ان کو اصل کتب سے تلاش کر کے ان کے اصل سکین بھی ہم نے کتاب کے آخر میں لگا دیئے ہیں۔ کیونکہ قادیانیوں کی پرانی کتب میں سے اکثر و بیشتر مقامات پر نئی اشاعت میں سے معترضہ عبارات کو نکال دیا گیا ہے یا اس میں تبدیلیاں کر دی گئی ہیں۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ قادیانیت پر تحقیق کرنے والے قارئین جب نئی کتب سے حوالہ تلاش کرتے ہیں تو ان کو پرانی کتب کے دیئے گئے حوالہ جات نہیں ملتے اور وہ مولفِ کتاب کو ملامت کرتے ہیں کہ اس نے جھوٹ بولا ہے اور مرزا قادیانی نے تو ایسا کچھ بھی نہیں لکھا کیوں کہ نئی اور پرانی اشاعتوں میں صفحات کا بہت زیادہ فرق ہے۔ اسی طرح عربی کتب کے حوالہ جات کے تلاش کرنے میں بھی علماء کو دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے بسا اوقات مطلوبہ کتب لائبریری میں موجود نہیں ہوتیں اس لئے اگر کوئی شخص تحقیق کرنا چاہے تو اس کو دقت سے بچانے کے لیے ہم نے آپ کے لیے اہتمام کیا ہے کہ دیئے گئے تمام حوالہ جات کے اصل کتب کے سکین لگائے جائیں۔ امید ہے یہ ادنا سی کاوش آپ کو پسند آئے گی۔

السوء والعقاب علی المسیح الکذاب

(جھوٹے مسیح پر وبال اور عذاب ۱۳۲۰ھ بمطابق 1902ء)

سوال:

ایک شخص مسلمان تھا اور ان کا نکاح ایک مسلمان خاتون سے ہوا، دونوں میاں بیوی بخوشی زندگی گزار رہے تھے ان کی اولاد بھی ہوگئی ہے اب اچانک شوہر کا دماغ پھر گیا اور اس نے اسلام کو چھوڑ کر قادیانیت قبول کر لی ہے جس پر بیوی اپنے مرتد شوہر سے الگ ہو چکی ہے، سوال یہ ہے کہ اس مرتد شوہر نے اپنی بیوی کا مہر معجل، مؤجل دینا ہے جو کہ اس پر قرض ہے اور یہ بھی بتادیں کہ جو اولاد پیدا ہوئی ہے وہ ابھی چھوٹے بچے ہیں کیا یہ عورت کو ملیں گے یا شوہر کو؟

(اس سوال پر امرتسر کے کچھ مفتیانِ کرام نے فتویٰ دیا ہے وہ بھی پیش خدمت ہے)

خلاصہ جواباتِ امرتسر

(۱) شخص مذکور بباعث آنکہ بہم عقیدہ مرزا کا ہے جو باتفاق علمائے دین کافر ہے، مرتد ہو چکا، منکوحہ زوجیت سے علیحدہ ہو چکی، کل مہر بذمہ مرتد واجب الادا ہو چکا، مرتد کو اپنی اولادِ صغار پر ولایت نہیں۔ (ابو محمد زبیر غلام رسول الحنفی القاسمی عفی عنہ)

(۲) شک نہیں کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو رسول اللہ، نبی اللہ کہتا ہے اور اس کے مرید اس کو نبی مرسل جانتے ہیں، اور دعویٰ نبوت کا بعد رسول اللہ کے بالاجماع کفر ہے، جب اس طائفے کا ارتداد ثابت ہوا، پس مسلمہ ایسے شخص کے نکاح سے خارج ہوگئی ہے، عورت کو مہر ملنا ضروری ہے، اور اولاد کی ولایت بھی ماں کا حق ہے، عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی۔

(۳) لا یشک فی ارتداد من نسب المسمریزم الذی ھو من اقسام السحر الی الانبیاء علیھم السلام واھان روح اللہ عیسٰی بن مریم علیھما السلام وادعی النبوۃ وغیرھا من الکفریات کالمرزا فنکاح المسلمۃ لا شک فی فسخہ لکن لھا المھر والاولاد الصغائر۔
ابو الحسن غلام مصطفی عفی عنہ۔

ترجمہ: بیشک جو شخص جادو کی قسم مسمریزم کو انبیاء علیہم السلام کی طرف منسوب کرے اور حضرت روح اللہ عیسٰی بن مریم علیہما السلام کی توہین کرے اور نبوت کا دعویٰ وغیرہ کفریات کا ارتکاب کرے جیسے مرزا قادیانی، تو اس کے مرتد ہونے میں کیا شک ہے، تو مسلمان عورت کا اس سے نکاح بلا شک فسخ ہوجائے گا لیکن اس مسلمان عورت کو مہر و اولاد کا استحقاق ہے۔ (ابوالحسن غلام مصطفٰی عفی عنہ)

(۴) شک نہیں کہ مرزا کے معتقدات کا معتقد مرتد ہے، نکاح منفسخ ہوا، اولاد عورت کو دی جائے گی، عورت کامل مہر لے سکتی ہے۔ (ابو محمد یوسف غلام محی الدین عفی عنہ)

(۵) انچہ علمائے کرام از عرب وہند و پنجاب در تکفیر مرزا قادیانی و معتقدان وے فتویٰ دادہ اند ثابت و صحیح ست قادیانی خود را نبی و مرسل یزدانی قرار میدہد، وتوہین وتحقیر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وانکارِ معجزات شیوہ

اوست کہ از تحریر اتش پر ظاہر ست (نقل عبارات ازالہ رسائل مرزاست)۔(احقر عباد اللہ العلی واعظ محمد عبدالغنی)

علماء عرب وہند و پنجاب نے مرزا قادیانی اور اس کے معتقدین کی تکفیر کا جو فتویٰ دیا ہے وہ صحیح و ثابت ہے، مرزا قادیانی اپنے کو نبی و رسول یزدانی قرار دیتا ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین و تحقیر کرنا اور معجزات کا انکار کرنا اس کا شیوہ ہے۔ جیسا کہ اس کی تحریروں سے ظاہر ہے (یہ عبارات ازالہ اوہام میں منقول ہیں جو کہ مرزا کے رسائل میں سے ایک رسالہ ہے) احقر عباد اللہ العلی واعظ محمد عبدالغنی

(۶) احقر العباد خدا بخش امام مسجد شیخ خیر الدین۔

(۷) شک نہیں کہ مرزا قادیانی مدعی نبوت و رسالت ہے (نقل عبارات کثیرہ ازالہ وغیرہا تحریرات مرزا) پس ایسا شخص کافر تو کیا میرا وجدان یہی کہتا ہے کہ اس کو خدا پر بھی ایمان نہیں، ابوالوفاء ثناء اللہ کفاہ اللہ مصنف تفسیر ثنائی امرتسری۔

(۸) قادیانی کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کو ضروریاتِ دین سے انکار ہے نیز دعویٰ رسالت کا بھی چنانچہ (ایک غلطی کا ازالہ) میں اس نے صراحتاً لکھا ہے کہ میں رسول ہوں۔ لہٰذا غلام احمد اور اس کے معتقدین بھی کافر بلکہ اکفر ہوئے، مرتد کا نکاح فسخ ہوجاتا ہے، اولادِ صغار والد کے حق سے نکل جاتی ہے، پس مرزائی مرتد سے اولاد لے لینی چاہیے اور مہر معجل اور مؤجل لے کر عورت کو اس سے علیحدہ کرنا چاہیے۔ (ابوتراب محمد عبدالحق باز ارصابونیاں)

(۹) مرزائی مرتد ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے منکر معجزات کو مسمریزم تحریر کیا ہے، مرزا کافر ہے، مرزا سے جو دوست ہو یا اس کے دوست سے دوست وہ بھی کافر مرتد ہے۔ (صاحبزادہ صاحب سید ظہور الحسن قادری فاضلی سجادہ نشین حضرات سادات جیلانی بٹالہ شریف)

(۱۰) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد نبوت و رسالت کا دعویٰ اور ضروریات دین

کا انکار بیشک کفر وارتداد ہے ایسے شخص پر قادیانی ہو یا غیر، مرتدوں کے احکام جاری ہوں گے۔

(نور احمد عفی عنہ)

از جناب مولانا مولوی محمد عبد الغنی صاحب امرتسری باسم سامی حضرت عالم اہلسنّت دام ظلہم العالی

بخدمت شریف جناب فیض مآب قامع فساد و بدعات دافع جہالت وضلالات مفخر العلماء الحنفیه قاطع اصول الفرقة الضالة النجدیه مولانا مولوی محمد احمد رضاخاں صاحب متعنا الله بعلمه تحفه تحیات وتسلیمات مسنونه رسانیده مکشوف ضمیر مہر انجلا، آنکه چوں دریں بلا داز مدّت مدیده به ظہور دجّال کذّاب قادیانی فتور وفساد برخاسته است بموجب حکم آزادگی به ہیچ صورتے درچنگ علما آں د ہری رہزن دین اسلام نمی آید، اکنوں ایں واقعه درخانه یک شخص حنفی شد که زنے مسلمه درعقد شخصے بود ه آں مرد مرزائی گردید زن مذکوره ازوے ایں کفریات شنیده گریز نموده بخانه پدر رسید، لہٰذا برائے آں و برائے سد آینده و تنبیه مرزائیاں فتوی ہذا طبع کرده آید امید که آں حضرت ہم بمہر ودستخط شریف خود مزین فرمایند که باعثِ افتخار باشد سفیر از ندوه کدام مولوی غلام محمد ہوشیار پوری وارد امرتسر ازمدت دو ماه شده است فتوائے ہذا نزد وے فرستادم مشار الیه دستخط ننمود وگفت اگر

دریں فتوی دستخط کنم ندوه ازمن بیزار شو د خاکش بدہن، ازیں جہت مرد ماں بلده را بسیار بدظنی درحق ندوه می شود زیاده چه نوشته آید جزاکم الله عن الاسلام والمسلمین۔ الملتمس بنده کثیر المعاصی واعظ محمد عبدالغنی از امرتسر کڑه گربا سنگھ کُوچه ٹنڈا شاه۔

بخدمت شریف جناب فیض مآب قامع فساد و بدعات، جہالت وگمراہی کو دفع کرنے والے، حنفی علماء کا فخر، گمراہ نجدی فرقہ کے اصول کو مٹانے والے مولانا مولوی احمد رضا خاں صاحب، اللہ تعالیٰ ہمیں اس کے علوم سے بہرہ ور فرمائے، سلام وتحیت مسنونہ پیش ہوں، دلی مراد واضح ہو کہ جب سے اس علاقہ میں قادیانی فتور وفساد برپا ہوا ہے قانونی آزادی کی وجہ سے اس بے دین اسلام کے ڈاکو پر علماء کی گرفت نہ ہوسکی ابھی ایک واقعہ حنفی شخص کے ہاں ہوا ہے کہ اس کے نکاح میں مسلمان عورت تھی وہ شخص مرزائی ہوگیا اس کی مذکورہ عورت نے اس کے کفریات سن کر اس سے علیحدگی اختیار کر کے اپنے والد کے گھر چلی گئی، لہٰذا اس واقعہ اور آئندہ سدِّ باب اور مرزائیوں کی تنبیہ کے لئے یہ فتوٰی طبع کرایا ہے امید ہے کہ آپ بھی اپنی مہر اور دستخط سے اس کو مزین فرمائیں گے جو کہ باعثِ افتخار ہوگا۔ ندوہ کا ایک نمائندہ مولوی غلام محمد ہوشیار پوری دو ماہ سے امرتسر میں آیا ہوا ہے میں نے یہ فتوٰی اس کے پاس بھیجا تا کہ وہ دستخط کر دے تو اس نے کہا اگر میں نے اس فتوٰی پر دستخط کیے تو ندوہ والے مجھ سے ناراض ہو جائیں گے اس کے منہ میں خاک ہو، اس کی اس بات کی وجہ سے شہر کے لوگ ندوہ والوں سے نہایت بدظن ہو گئے ہیں۔ مزید کیا لکھوں، اللہ تعالیٰ آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزاء عطا فرمائے، الملتمس گنہگار بندہ واعظ محمد عبد الغنی از امرتسر کڑہ گربا سنگھ کوچہ ٹنڈا شاہ۔

(یہاں سے اعلیٰحضرت کا جواب شروع ہو رہا ہے)

جواب:

الحمدللہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ وعلیٰ اٰلہ و صحبہ المکرمین عندہ رب انی اعوذبک من ھمزات الشیطین واعوذبک رب ان یحضرون۔

تمام تعریفیں اللہ وحدہ لاشریک کے لئے ہیں، اور صلوٰۃ وسلام اس ذات پر جس کے بعد نبی نہیں ہے اور اس کی آل واصحاب پر جو عزت وکرامت والے ہیں، اے رب! میں تیری پناہ چاہتا ہوں شیطان کی کھلی بدگوئیوں سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں انکے حاضر ہونے سے۔

اللہ عزوجل دین حق پر استقامت عطا فرمائے اور ہر گمراہی اور وبال سے بچائے، قادیانی مرزا کا اپنے آپ کو مسیح ومثل مسیح کہنا تقریباً تمام لوگوں کے علم میں ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ:

عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو (شراب کے تمام عیب بیان کئے اب اس کے ہنر بھی بیان کر)

فقیر کو بھی مرزا غلام قادیانی کے مسیح ومثیل مسیح کے دعویٰ پر کوئی اعتراض نہیں بلکہ

میں تو کہتا ہوں کہ مرزا غلام قادیانی خالص مسیح ہے لیکن مسیح کون سا؟ مسیح ابن مریم علیہ السلام نہیں بلکہ مسیح دجال علیہ اللعنۃ ہے۔ اس سوال سے پہلے بھی سہارن پور سے ایک سوال آیا تھا جس کا جواب میرے بیٹے فاضل نوجوان مولوی حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا تھا جو اس نام سے چھپ چکا ہے "الصارم الربانی علی اسراف القادیانی"۔ اس رسالہ کو مولانا قاضی عبدالوحید حنفی فردوسی صاحب نے اپنے ماہنامہ رسالہ **"تحفہ حنفیہ"** میں عظیم آباد انڈیا سے شائع کیا۔ الحمدللہ ہمارے اس شہر میں مرزا غلام قادیانی کا فتنہ ابھی تک نہیں آیا اور اللہ پاک سے دعا ہے کہ مرزا قادیانی کا فتنہ ہمارے شہر میں کبھی نہ آئے۔ ہمارے شہر میں مرزا قادیانی کی کتب نہیں ملتیں، سائل نے اس سوال کے ساتھ مرزا قادیانی کے کفریات ولغویات پر مشتمل چند تحریرات کے سکین بھیجے ہیں جن کے مطالعہ سے پتہ چلا کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ جات کفر سے بھرے پڑے ہیں جابجا ان چیزوں کا انکار کیا گیا جن کا دین اسلام کے لیے اقرار کرنا ضروری ہے اس کے علاوہ بہت سی ایسی صورتیں ہیں جن کی بنا پر یہ شخص کافر وزندیق ٹھہرتا ہے۔ فقیر ان میں سے بعض کی اجمالی تفصیل بیان کرتا ہے۔

کفر نمبر 1

مُبَشِّرًا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (سورہ الصف آیت 6)

اس کے تحت اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ جو عبارت لے کر آئے ہیں وہ مرزا غلام قادیانی کی مختلف کتب سے چند عبارات کا مجموعہ ہے لہٰذا ہم یہاں ان عبارات کو تفصیلی ذکر کر رہے ہیں۔

عبارت نمبر 1

"مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وَآخَرِینَ مِنْھُمْ لَمَّا

يَلْحَقُوا بِهِمْ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے" ۔(روحانی خزائن، جلد18 ایک غلطی کا ازالہ: صفحہ 212) سکین نمبر6 صفحہ نمبر69 پر دیکھئے

عبارت نمبر2

" خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس ۲۶ برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد اور احمد رکھا ہے" (روحانی خزائن، جلد22 حقیقۃ الوحی: صفحہ 502) سکین نمبر7 صفحہ نمبر70 پر دیکھئے

سورہ الصف آیت 6 کی وضاحت

"وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ ۖ فَلَمَّا جَاءَهُم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿الصف6﴾"

ترجمہ کنزالایمان: اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے بولے یہ کھلا جادو۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا مسیح ربّانی عیسیٰ بن مریم روح اللہ علیہما الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ مجھے اللہ عزوجل نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے توریت کی تصدیق کرتا اور اس رسول کی خوشخبری سناتا جو میرے بعد تشریف لانے والا ہے جس کا نام پاک احمد ہے ۔ایک غلطی کا ازالہ کتاب میں مرزا قادیانی نے بالکل واضح طور پر اپنے آپ کو احمد کہا ہے اور آیت کا مصداق اپنے آپ کو ٹھہرایا ہے۔

کفر نمبر2

محدث بمعنیٰ نبی ہونے کا دعویٰ

" یہ عاجز خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا ہے"

(خزائن، جلد3 توضیح مرام: صفحہ 60) سکین نمبر8 صفحہ نمبر71 پر دیکھئے

''اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔''

مرزا نے تذکرہ کتاب کے اس ایک صفحہ نمبر 82 پر 6 دعویٰ جات کیے ہیں (داود، محدث اللہ، مادہ فاروقی، ابراھیم، خلیل اللہ، اسد اللہ) سکین نمبر9 صفحہ نمبر72 پر دیکھئے

" پس آپ کے دعویٰ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور نہ ہی آپ کا کوئی الہام یا آپ کی کوئی تحریر منسوخ ہوئی بلکہ نبوت کی مسلمانوں میں رائج تعریف کے پیش نظر 1902ء سے پہلے آپ نبی کے لفظ کو ظاہر سے پھیر کر بمعنیٰ محدث لیتے تھے لیکن 1901ء کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو نبوت کی حقیقت کا انکشاف کیا، اسی پہلی چیز کا نام بحکم الٰہی نبوت رکھا اور اس نئی تعریف کے تحت اپنے آپ کو نبی قرار دیا"

(روحانی خزائن جلد18 صفحہ دیباچہ 9) سکین نمبر10 صفحہ نمبر73 پر دیکھئے

" نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدائے تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے ۔اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے ۔"

(خزائن جلد3، اِزالہ اوہام: صفحہ 320) سکین نمبر11 صفحہ نمبر74 پر دیکھئے

لا الہ الا اللہ لقد کذب عدوّ اللہ ایھا المسلمون (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں،

دشمن خدانے جھوٹ بولااے مسلمانو!)

سید المحدثین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں کہ انہیں کے واسطے حدیث محدثین آئی۔انھیں کے صدقے میں ہم نے اس پر اطلاع پائی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: قَدْ كَانَ يَكُونُ فِي الْأُمَمِ قَبْلَكُمْ مُحَدَّثُونَ، فَإِنْ يَكُنْ فِي أُمَّتِي مِنْهُمْ أَحَدٌ، فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهُمْ" رواہ احمد والبخاری عن ابی هريرة واحمد ومسلم والترمذی والنسائی عن ام المؤمنين الصديقة رضی الله تعالیٰ عنهما۔

ترجمہ: اگلی امتوں میں کچھ لوگ محدث ہوتے تھے یعنی فراست صادقہ والہام حق والے، اگر میری امت میں ان میں سے کوئی ہوگا تو وہ ضرور عمر بن خطاب ہے رضی اللہ تعالٰی عنہ ہوں گے۔ (اسے احمد اور بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے اور احمد، مسلم، ترمذی اور نسائی نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت کیا۔)

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الانبیاء، رقم الحدیث 3469، دارالفکر بیروت، لبنان)

سکین نمبر 12 صفحہ نمبر 75,76 پر دیکھئے

لَقَدْ كَانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الأُمَمِ مُحَدَّثُونَ، فَإِنْ يَكُ فِي أُمَّتِي أَحَدٌ، فَإِنَّهُ عُمَرُ « زَادَ زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ

(صحیح البخاری، کتاب اصحاب النبی، رقم الحدیث 3689 دارالفکر بیروت، لبنان)

سکین نمبر 13 صفحہ نمبر 77,78 پر دیکھئے

پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق نبی غیب داں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح طور پر ارشاد فرمایا: لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ كَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ

ترجمہ: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوسکتا تو عمر ہوتا

(المعجم الکبیر، صفحہ 298، مکتبۃ ابن تیمیہ القاہرہ)

سکین نمبر 14 صفحہ نمبر 79,80 پر دیکھئے

(فضائل صحابہ، جلد اول، صفحہ 356، جامعۃ ام القری مکہ)

سکین نمبر 15 صفحہ نمبر 81,82 پر دیکھئے

اس ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سن کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ یہ قطعاً نہیں سمجھے تھے کہ میں نبی ہوں یا پھر نبوت کا دروازہ کھلا ہے مگر پنجابی کذاب مدعی نبوت مرزا قادیانی نے اس حدیث سے نبوت کا دروازہ کھولنا چاہا اور آج کل کے قادیانی بھی اس کو اکثر پیش کرتے ہیں، جھوٹوں پر اللہ کی بے شمار لعنت

کفر نمبر 3

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"

(خزائن جلد 18، دافع البلاء صفحہ 231)

سکین نمبر 16 صفحہ نمبر 83,84 پر دیکھئے

کفر نمبر 4

مجیب پنجم نے نقل کیا، و نیز میگوید کہ خدائے تعالٰی نے براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا ہے اور نبی بھی، ان اقوال خبیثہ میں

اوّلاً:

کلامِ الٰہی کے معنی میں صریح تحریف کی کہ معاذ اللہ آیہ کریمہ میں یہ شخص مراد ہے نہ کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم۔

ثانیاً:

نبی اللہ و رسول اللہ وکلمۃ اللہ عیسٰی روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر افتراء کیا وہ اس کی بشارت دینے کو اپنا تشریف لانا بیان فرماتے تھے۔

ثالثاً:

اللہ عزوجل پر افتراء کیا کہ اس نے عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس شخص کی بشارت دینے کے لئے بھیجا، اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

قُلۡ إِنَّ الَّذِینَ یَفۡتَرُونَ عَلَى اللَّهِ الۡكَذِبَ لَا یُفۡلِحُونَ ﴿سورہ یونس آیت 69﴾

ترجمہ کنزالایمان: تم فرماؤ وہ جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا۔

اور فرماتا ہے:

إِنَّمَا یَفۡتَرِي الۡكَذِبَ الَّذِینَ لَا یُؤۡمِنُونَ ﴿سورہ النحل آیت 105﴾

ترجمہ کنزالایمان: جھوٹ بہتان وہی باندھتے ہین جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے۔

رابعاً:

اپنی گھڑی ہوئی کتاب براہین غلامیہ کو اللہ عزوجل کا کلام ٹھہرایا کہ خدائے تعالٰی نے براہین احمدیہ میں یوں فرمایا، اور اللہ عزوجل فرماتا ہے:

فَوَیۡلٌ لِّلَّذِینَ یَكۡتُبُونَ الۡكِتَابَ بِأَیۡدِیهِمۡ ثُمَّ یَقُولُونَ هَٰذَا مِنۡ عِندِ اللَّهِ لِیَشۡتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِیلًا ۖ فَوَیۡلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتۡ أَیۡدِیهِمۡ وَوَیۡلٌ لَّهُم مِّمَّا یَكۡسِبُونَ ﴿سورہ البقرۃ آیت 79﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو خرابی ہے ان کے لئے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ خدا کے پاس سے ہے کہ اس کے عوض تھوڑے دام حاصل کریں تو خرابی ہے ان کے لئے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ان کے لئے اس کمائی سے۔

ان سب سے قطع نظر ان کلمات ملعونہ میں صراحۃً اپنے لئے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا ہے اور وہ باجماعِ قطعی کفر صریح ہے، فقیر نے "رسالہ جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم

النبوۃ ۱۳۱۷ھ" خاص اسی مسئلے میں لکھا اور اس میں آیت قرآن عظیم اور ایک سو دس (۱۱۰) حدیثوں اور تیس (۳۰) نصوص کو پیش کیا ہے، اور ثابت کیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا، ان کے زمانہ میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرض اعین ہے اور جزء ایمان ہے۔

وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّینَ ﴿سورہ احزاب آیت 40﴾

ترجمہ کنزالایمان: ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے۔

یہ نصِ قرآن ہے اس کا انکار کرنے والا بلکہ اس عقیدہ کے منکر کے کفر میں بھی شک کرنے والا یا پھر ادنیٰ خفیف سا احتمال بھی دل میں لانے والا بالاجماع کافر ملعون اور ہمیشہ جہنم میں رہنے والا ہے۔

قولِ دوم وسوم میں شائد وہ یا اس کے شیطان پیروکار تاویل کی آڑ لیں کہ یہاں نبی و رسول سے معنی لغوی (یعنی خبردار یا خبر دہندہ اور فرستادہ) مراد ہیں حالانکہ یہ محض ایک دھوکہ وفریب ہے اور کچھ نہیں۔

اوّلاً:

صریح لفظ میں تاویل نہیں سنی جاتی، فتاوٰی خلاصہ وفصول عمادیہ و جامع الفصولین وفتاوٰی ہندیہ وغیرہا میں ہے:

واللفظ للعمادی لو قال انا رسول الله او قال بالفارسیة من پیغمبرم یرید به من پیغام می برم یکفر۔

یعنی اگر کوئی اپنے آپ کو اللہ کا رسول کہے یا بزبان فارسی کہے میں پیغمبر ہوں اور مراد یہ لے کہ میں کسی کا پیغام پہنچانے والا ایلچی ہوں کافر ہو جائے گا۔

(الفتاوىٰ الھندیہ، جلد 2، کتاب السیر/ باب فی احکام المرتدین، صفحہ 285، دارالکتب العلمیۃ،

بیروت، لبنان)

سکین نمبر17 صفحہ نمبر85,86 پر دیکھئے

امام قاضی عیاض کتاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفٰی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم میں فرماتے ہیں:

قال احمد بن ابی سلیمٰن صاحب سحنون رحمھما اللہ تعالیٰ فی رجل قیل لہ لا وحق رسول اللہ فقال فعل اللہ برسول اللہ کذاوذکر کلا ما قبیحا. فقیل لہ ما تقول یا عدو اللہ فی حق رسول اللہ فقال لہ اشد من کلامہ الاول ثم قال انما اردت برسول اللہ العقرب فقال ابن ابی سلیمٰن للذی سألہ اشھد علیہ وانا شریکک یرید فی قتلہ و ثواب ذٰلک. قال حبیب بن الربیع لان ادعاء التاویل فی لفظ صراح لا یقبل

یعنی امام احمد بن ابی سلیمان تلمیذ و رفیق امام سحنون رحمہما اللہ تعالیٰ سے ایک مرد کی نسبت کسی نے پوچھا کہ اس سے کہا گیا تھا رسول کے حق کی قسم اس نے کہا اللہ رسول اللہ کے ساتھ ایسا ایسا کرے اور ایک بدکلام ذکر کیا کہا گیا اے دشمن خدا! تو رسول اللہ کے بارے میں کیا بکتا ہے تو اس سے بھی سخت تر لفظ بکا پھر بولا میں نے تو رسول اللہ سے بچھو مراد لیا تھا۔ امام احمد بن ابی سلیمان نے مستفتی سے فرمایا تم اس پر گواہ ہو جاؤ اور اسے سزائے موت دلانے اور اس پر جو ثواب ملے گا اس میں میں تمہارا شریک ہوں، (یعنی تم حاکم شرع کے حضور اس پر شہادت دو اور میں بھی سعی کروں گا کہ ہم تم دونوں بحکم حاکم اسے سزائے موت دلانے کا ثوابِ عظیم پائیں) امام حبیب بن ربیع نے فرمایا یہ اس لئے کہ کھلے لفظ میں تاویل کا دعوٰی مسموع نہیں ہوتا۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفٰی، جلد الثانی، صفحہ 217، دار الکتب العلمیۃ)

سکین نمبر18 صفحہ نمبر87,88 پر دیکھئے

(شرح الشفا القاضی عیاض، جلد الثانی، صفحہ 394، 395، دار الکتاب العلمیۃ، بیروت، لبنان)

سکین نمبر19 صفحہ نمبر89,90,91 پر دیکھئے

ملا علی قاری شرح شفاء میں فرماتے ہیں:

ثم قال انما اردت برسول اللہ العقرب فانہ ارسل من عندا لحق وسلط علی الخلق تاویلا للرسالۃ العرفیۃ بالارادۃ اللغویۃ وھو مردود عندالقواعد الشرعیۃ

یعنی وہ جو اس مردک نے کہا کہ میں نے بچھو مراد لیا، اس طرح اس نے رسالت عرفی کو معنی لغوی کی طرف ڈھالا کہ بچھو کو بھی خدا ہی نے بھیجا اور خلق پر مسلط کیا ہے، اور ایسی تاویل قواعدِ شرع کے نزدیک مردود ہے۔

(نسیم الریاض، جلد الرابع صفحہ 343، دار الکتب العربی، بیروت)

سکین نمبر20 صفحہ نمبر92,93 پر دیکھئے

علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں:

ھذا حقیقۃ معنی الارسال وھذا مما لا شک فی معناہ وانکارہ مکابرۃ لکنہ لا یقبل من قائلہ وادعاؤہ انہ مرادہ لبعدہ غایۃ البعد، وصرف اللفظ عن ظاھرہ لا یقبل کما لو قال انت طالق قال اردت محلولۃ غیر مربوطۃ لا یلتفت لمثلہ و یعد ھذیانا اھ ملتقطا

یعنی یہ لغوی معنی جن کی طرف اس نے ڈھالا ضرور بلاشک حقیقی معنی ہیں اس کا انکار ہٹ دھرمی ہے بایں ہمہ قائل کا ادعا مقبول نہیں کہ اس نے یہ معنی لغوی مراد لئے تھے، اس لئے کہ یہ تاویل نہایت دور از کار ہے اور لفظ کا اس کے معنی ظاہر سے پھیرنا مسموع نہیں ہوتا جیسے کوئی اپنی عورت کو کہے تو طالق ہے اور کہے میں نے تو یہ مراد لیا تھا کہ تو کھلی ہوئی ہے بندھی نہیں ہے (کہ لغت میں طالق کشادہ کو کہتے ہیں) تو ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور اسے ہذیان سمجھا جائے گا۔

سکین نمبر21 صفحہ نمبر94,95 پر دیکھئے

(نسیم الریاض، جلد الرابع صفحہ 343، دار الکتب العربی، بیروت، لبنان)

ثانیا:

وہ بالیقین ان الفاظ کو اپنے لئے مدح وفضل جانتا ہے، نہ ایک ایسی بات کہ

دندان تو جملہ در دہانند چشمان تو زیر ابرو انند

(تیرے تمام دانت منہ میں ہیں، تیری آنکھیں ابرو کے نیچے ہیں)

کوئی عاقل بلکہ نیم پاگل بھی ایسی بات کو جو ہر انسان ہر بھنگی چمار بلکہ ہر جانور بلکہ ہر کافر مرتد میں موجود ہو محل مدح میں ذکر نہ کریگا نہ اس میں اپنے لئے فضل وشرف جانے گا بھلا کہیں براہین غلامیہ میں یہ بھی لکھا کہ سچا خدا وہی ہے جس نے مرزا کی ناک میں دو (۲) نتھنے رکھے، مرزا کے کان میں دو (۲) گھونگے بنائے، یا خدا نے براہین احمدیہ میں لکھا ہے کہ اس عاجز کی ناک ہونٹوں سے اوپر اور بھوؤں کے نیچے ہے، کیا ایسی بات لکھنے والا پورا مجنون پکّا پاگل نہ کہلایا جائے گا۔ اور شک نہیں کہ وہ معنی لغوی یعنی کسی چیز کی خبر رکھنا یا دینا یا بھیجا ہوا ہونا، ان مثالوں سے بھی زیادہ عام ہیں بہت جانوروں کے ناک کان بھویں اصلاً نہیں ہوتیں مگر خدا کے بھیجے ہوئے وہ بھی ہیں، اللہ نے انہیں عدم سے وجود نر کی پیٹھ سے مادہ کے پیٹ سے دنیا کے میدان میں بھیجا جس طرح اس مرد کو خبیث نے بچھّو کو رسول بمعنی لغوی بنایا۔

مولوی معنوی قدس سرہ القوی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:

کل یوم ھو فی شان بخواں مرورا بیکار و بے فعلے مداں

(روزانہ اللہ تعالیٰ اپنی شان میں، پڑھ اس کو بیکار اور بے عمل ذات نہ سمجھ۔)

کمتریں کارش کہ ہر روز ست آں کُوسہ لشکر روانہ میکند

(اس کا معمولی کام ہر روز یہ ہوتا ہے کہ روزانہ تین لشکر روانہ فرماتا ہے۔)

لشکرے زاصلاب سوئے امہات بہر آں تا در رحم روید نبات

(ایک لشکر پشتوں سے امہات کی طرف، تاکہ عورتوں کے رحموں میں پیدائش ظاہر فرمائے۔)

لشکرے زار حام سوئے خاکدان تاز نر ومادہ پر گردد جہاں

(ایک لشکر ماؤں کے رحموں سے زمین کی طرف، تاکہ نر و مادہ سے جہان کو پُر فرمائے۔)

لشکرے از خاکداں سوئے اجل تابہ بیند ہر کسے حسنِ عمل

(ایک لشکر دنیا سے موت کی جانب تاکہ ہر ایک اپنے عمل کی جزا کو دیکھے۔)

(مثنوی مولوی معنوی، دفتر اول صفحہ 321، حامد اینڈ کمپنی اردو بازار لاہور)

سکین نمبر 22 صفحہ نمبر 96,97 پر دیکھئے

حق عزوجل فرماتا ہے:

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ آيَاتٍ مُّفَصَّلَاتٍ فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿سورہ الاعراف آیت 133﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو بھیجا ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور گھن (یا کلنی یا جوئیں) اور مینڈک اور خون جدا جدا نشانیاں تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم قوم تھی۔

کیا مرزا قادیانی ایسی ہی رسالت پر فخر رکھتا ہے جسے ٹڈی اور مینڈک اور جُوں اور کتے اور سوّر سب کو شامل مانے گا، ہر جانور بلکہ ہر حجر و شجر بہت سے علوم سے خبردار ہیں اور ان کا ایک دوسرے کو خبر دینا احادیث صحیحہ سے ثابت۔

حضرت مولوی قدس سرہ المعنوی ان کی طرف سے فرماتے ہیں:

ما سمیعیم و بصیریم وخوشیم باشما نامحرماں ما خامشیم

ہم آپس میں سننے، دیکھنے والے اور خوش ہیں، تم نامحرموں کے سامنے ہم خاموش ہیں۔

(مثنوی مولوی معنوی، دفتر سوم، صفحہ 106 لاہور)

سکین نمبر 23 صفحہ نمبر 98,99 پر دیکھئے

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَن فِيهِنَّ ۚ وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَٰكِن لَّا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ ۗ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ﴿سورہ الاسراء آیت 44﴾

ترجمہ کنزالایمان: اس کی پاکی بولتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوتی اس کی پاکی نہ بولے ہاں تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے بیشک وہ حلم والا بخشنے والا ہے۔

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما من شیئ الاّ یعلم انّی رسول اللہ الا کفرۃ او فسقۃ الجن والانس رواہ الطبرانی فی الکبیر عن یعلی بن مرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصححہ خاتم الحفاظ

کوئی چیز ایسی نہیں جو مجھے اللہ کا رسول نہ جانتی ہو سوا کافر جن اور آدمیوں کے۔(طبرانی نے کبیر میں یعلٰی بن مرہ سے روایت کیا اور خاتم الحفاظ نے اسے صحیح کہا۔)

(مجمع الزوائد، جلد التاسع صفحہ 6، دارالکتب العربی، بیروت، لبنان)

سکین نمبر24 صفحہ نمبر100,101 پر دیکھئے

(الایماء الی زوائد الامالی، صفحہ 115، مطبوعہ اضواء السلف)

سکین نمبر25 صفحہ نمبر102,103 پر دیکھئے

حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ ﴿سورہ النمل آیت 22﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو ہد ہد کچھ زیادہ دیر نہ ٹھہرا اور آ کر عرض کی کہ میں وہ بات دیکھ کر آیا ہوں جو

حضور نے نہ دیکھی اور میں شہر سبا سے حضور کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں۔

حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ما من صباح ولا رواح الا وبقاع الارض ینادی بعضها بعضا، یا جارۃ هل مربک الیوم عبد صالح صلّی علیک او ذکر اللہ ؟فان قالت نعم رأت ان لها بذٰلک فضلا ۔رواہ الطبرانی فی الاوسط وابونعیم فی الحلیۃ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

کوئی صبح اور شام ایسی نہیں ہوتی کہ زمین کے ٹکڑے ایک دوسرے کو پکار کر نہ کہتے ہوں کہ اے ہمسائے! آج تجھ پر کوئی نیک بندہ گزرا جس نے تجھ پر نماز پڑھی یا ذکر الٰہی کیا، اگر وہ ٹکڑا جواب دیتا ہے کہ ہاں تو وہ پوچھنے والا ٹکڑا اعتقاد کرتا ہے کہ اسے مجھ پر فضیلت ہے۔(اسے طبرانی نے اوسط میں اور ابونعیم نے حلیہ میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا)

(مجمع الزوائد، جلد2، صفحہ6، دارالکتب العربی، بیروت، لبنان)

سکین نمبر26 صفحہ نمبر104,105 پر دیکھئے

(المعجم الاوسط، جلد1، صفحہ 177، مطبوعہ دارالحرمین القاہرہ)

سکین نمبر27 صفحہ نمبر106,107 پر دیکھئے

تو خبر رکھنا، خبر دینا سب کچھ ثابت ہے۔ کیا مرزا ہر اینٹ پتھر، ہر بت پرست کافر، ہر ریچھ بندر، ہر کتے سؤر کو بھی اپنی طرح نبی و رسول کہے گا؟ ہرگز نہیں، تو بات واضح ہے کہ معنی لغوی ہرگز مراد نہیں بلکہ یقیناً وہی شرعی وعرفی رسالت و نبوت مقصود اور کفر وارتداد یقینی قطعی موجود۔

وبعبارۃ اخری معنی کے چار ہی قسم ہیں:

(1)لغوی (2)شرعی (3)عرفی (4)عام یا خاص

یہاں عرف عام تو بعینہ وہی معنی شرعی ہے جس پر کفر قطعاً حاصل، اور ارادہ لغوی کا ادعاء یقیناً باطل،

اب یہی رہا کہ فریب دہی عوام کو یوں کہہ دے کہ میں نے اپنی خاص اصطلاح میں نبی و رسول کے معنی اور رکھے ہیں جن میں مجھے سگ وخوک سے امتیاز بھی ہے اور حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وصفِ نبوت میں اشتراک بھی نہیں، مگر حاش للہ! ایسا باطل ادعاء اصلاً شرعاً عقلاً عرفاً کسی طرح بادشتر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا، ایسی جگہ لغت وشرع وعرف عام سب سے الگ اپنی نئی اصطلاح کا مدعی ہونا قابل قبول ہو تو کبھی کسی کافر کی کسی سخت سے سخت بات پر گرفت نہ ہو سکے کوئی مجرم کسی معظم کی کیسی ہی شدید توہین کر کے مجرم نہ ٹھہر سکے کہ ہر ایک کو اختیار ہے اپنی کسی اصطلاح خاص کا دعوٰی کر دے جس میں کفر و توہین کچھ نہ ہو، کیا زید کہہ سکتا ہے خدا دو ہیں جب اس پر اعتراض ہو کہہ دے میری اصطلاح میں ایک کو دو کہتے ہیں، کیا عمرو جنگل میں سوٗر کو بھاگتا دیکھ کر کہہ سکتا ہے وہ قادیانی بھاگا جاتا ہے، جب کوئی مرزائی گرفت چاہے کہہ دے میری مراد وہ نہیں جو آپ سمجھے میری اصطلاح میں ہر بھگوڑے یا جنگلی کو قادیانی کہتے ہیں، اگر کہیئے کوئی مناسبت بھی ہے تو جواب دے کہ اصطلاح میں مناسبت شرط نہیں لامشاحۃ فی الاصطلاح (اصطلاح میں کوئی اعتراض نہیں) آخر سب جگہ منقول ہی ہونا کیا ضرور، لفظ مرتجل بھی ہوتا ہے جس میں معنی اوّل سے مناسبت اصلاً منظور نہیں، معہذا قادی بمعنی جلدی کنندہ ہے یا جنگل سے آنے والا۔

قادیان اور قادیانی کی لغوی تشریح

قاموس میں ہے:

قدت قادیۃ جاء قوم قدا قحموا من البادیۃ والفرس قدیانا اسرع

قوم جلدی میں آئی، قدت قادیۃ کا ایک معنی قدت من البادیۃ یا قدت الفرس جنگل سے آیا، یا گھوڑے کو تیز کیا۔

(القاموس المحیط، صفحہ 1323، مؤسسۃ الرسالۃ)

سکین نمبر 28 صفحہ نمبر 108,109 پر دیکھئے

(الجاسوس، صفحہ 65، دار النوادر)

سکین نمبر 29 صفحہ نمبر 110,111 پر دیکھئے

(تاج العروس، جلد 16، صفحہ 277، 278، التراس العربی)

سکین نمبر 30 صفحہ نمبر 112,113,114 پر دیکھئے

قادیان اس کی جمع اور قادیانی اس کی طرف منسوب یعنی جلدی کرنے والوں یا جنگل سے آنے والوں کا ایک، اس مناسبت سے میری اصطلاح میں ہر بھگوڑے جنگلی کا نام قادیانی ہوا، کیا زید کی وہ تقریر کسی مسلمان یا عمرو کی یہ توجیہ کسی مرزائی کو مقبول ہو سکتی ہے، حاشا وکلّا کوئی عاقل ایسی بناوٹوں کو نہ مانے گا بلکہ اسی پر کیا موقوف، یوں اصطلاح خاص کا ادعاء مسموع ہو جائے تو دین و دنیا کے تمام کارخانے درہم برہم ہوں، عورتیں شوہروں کے پاس سے نکل کر جس سے چاہیں نکاح کر لیں کہ ہم نے تو ایجاب وقبول نہ کیا تھا، اجازت لیتے وقت ہاں کہا تھا، ہماری اصطلاح (ہاں) بمعنی (ہوں) یعنی کلمہ جزر وانکار ہے، لوگ بیع نامے لکھ کر رجسٹری کرا کر جائدادیں چھین لیں کہ ہم نے تو بیع نہ کی تھی بیچنا لکھا تھا، ہماری اصطلاح میں عاریت یا اجارے کو بیچنا کہتے ہیں الٰی غیر ذٰلک من فسادات لا تحصٰی (ایسے بہت سے فسادات ہوں گے) تو ایسی جھوٹی تاویل والا خود اپنے معاملات میں اسے نہ مانے گا، کیا مسلمانوں کو زن ومال اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالی علیہ وسلم) سے زیادہ پیارے ہیں کہ جورو اور جائداد کے باب میں تاویل سنیں اور اللہ ورسول کے معاملے میں ایسی ناپاک بناوٹیں قبول کر لیں لا الٰہ الا اللہ مسلمان ہرگز ایسے مردود بہانوں پر التفات بھی نہ کریں گے انہیں اللہ ورسول اپنی جان اور تمام جہان سے زیادہ عزیز ہیں وللہ الحمد جل جلالہ وصلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم خود ان کا رب جل وعلا قرآن عظیم میں ایسے بیہودہ عذروں کا دربار جلا چکا ہے۔

فرماتا ہے:

لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ﴿سورہ التوبۃ آیت 66﴾

ترجمہ کنز الایمان: بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر

ثالثاً:

کفرچہارم میں امتی و نبی کا مقابلہ صاف اسی معنی شرعی وعرفی کی تعیین کر رہا ہے۔

رابعاً:

کفراول میں تو کسی جھوٹے ادعائے تاویل کی بھی گنجائش نہیں، آیت میں قطعاً معنی شرعی ہی مراد ہیں نہ کہ لغوی، نہ اس شخص کی کوئی اصطلاح خاص، اور اسی کو اس نے اپنے نفس کے لئے مانا تو قطعاً یقیناً بمعنی شرعی ہی اپنے نبی اللہ ورسول اللہ ہونے کا مدعی اور وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴿سورہ احزاب آیت 40﴾ ترجمہ کنزالایمان: ہاں اللہ کے رسول ہیں اورسب نبیوں کے پچھلے کا منکر اور باجماع قطعی جمیع امت مرحومہ مرتد وکافر ہوا، سچ فرمایا سچے خدا کے سچے رسول سچے خاتم النّبیین محمد مصطفی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے کہ عنقریب میرے بعد آئیں گے ثلثون دجّالون کذّابون کلھم یزعم انہ نبی تیس(۳۰) دجال کذاب کہ ہر ایک اپنے کو نبی کہے گا وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی۔

حالانکہ میں خاتم النّبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں، اٰمنت اٰمنت صلی اللہ تعالٰی علیک وسلم میں ایمان لایا میں ایمان لایا، اللہ تعالٰی آپ پر صلوٰۃ و سلام نازل فرمائے۔ اسی لئے فقیر نے عرض کیا تھا کہ مرزا ضرور مثیل مسیح ہے صدق بلکہ مسیح دجّال کا کہ ایسے مدعیوں کو یہ لقب خود بارگاہ رسالت سے عطا ہوا والعیاذ باللہ رب العٰلمین۔

(سنن ابی داؤد، جلد4، باب الملاحم، صفحہ 121، رقم الحدیث 4333، المکتبۃ العصریۃ)

سکین نمبر31 صفحہ نمبر115,116 پر دیکھئے

(المعجم الاوسط، جلد3، صفحہ 317، مطبوعہ دار الحرمین)

سکین نمبر32 صفحہ نمبر117,118 پر دیکھئے

(جامع المسانید والسنن، جلد2، صفحہ 402، رقم الحدیث 2277، السعودیہ)

سکین نمبر33 صفحہ نمبر119,120 پر دیکھئے

کفر نمبر5

”دافع البلاء“ میں حضرت مسیح علیہ السلام سے اپنی برتری کا اظہار کیا ہے۔ مزید یہ کہ مرزا غلام قادیانی کذاب نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی شان میں جا بجا توھین کی جن کی تفصیلات مندرجہ ذیل کتب میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے ان کے اصل سکین کتاب کے آخر پر لگا دیئے گئے ہیں۔

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی توھین

”آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔“

(خزائن جلد 11، ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، صفحہ 291)

سکین نمبر34 صفحہ نمبر121 پر دیکھئے

”آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔“

(خزائن جلد 11، ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، صفحہ 290)

سکین نمبر35 صفحہ نمبر122 پر دیکھئے

”یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہو گیا تھا۔“

(خزائن جلد 9، معیار المذہب، صفحہ 484)

سکین نمبر36 صفحہ نمبر123 پر دیکھئے

”کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی

جائے مَیں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر مَیں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو مَیں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔''

(خزائن جلد 19، صفحہ 435)

سکین نمبر37 صفحہ نمبر 124 پر دیکھئے

''نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جوانجیل کا مغز کہلاتی ہے۔ یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔''

(خزائن جلد 11، ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، صفحہ 290)

سکین نمبر38 صفحہ نمبر 125 پر دیکھئے

''مسیح کا چال چلن آپ کے نزدیک کیا تھا۔ ایک کھاؤ پیو۔ شرابی۔ نہ زاہد نہ عابد۔ نہ حق کا پرستار۔ متکبر۔ خود بین۔ خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔''

(خزائن جلد 9، نور القرآن نمبر 2، صفحہ 387)

سکین نمبر39 صفحہ نمبر 126 پر دیکھئے

''جو شخص کشمیر سری نگر محلہ خان یار میں مدفون ہے اس کو ناحق آسمان پر بٹھایا گیا۔ کس قدر ظلم ہے۔ خدا تو بپابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لا سکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کر دیا ہے۔''

(خزائن جلد 18، دافع البلاء، صفحہ 235)

سکین نمبر40 صفحہ نمبر 127 پر دیکھئے

کفر نمبر 6

مرزا غلام قادیانی کذاب حضرت عیسیٰ ابن مریم کی توہین کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

(خزائن جلد 22، تتمہ حقیقت الوحی، صفحہ 483)

سکین نمبر41 صفحہ نمبر 128 پر دیکھئے

کفر نمبر 7

اشتہار معیار الاخیار (یہ اشتہار مرزا کے مجموعہ اشتہارات جلد 3 میں شامل ہے) میں لکھا ہے میں بعض نبیوں سے بھی افضل ہوں۔ یہ ادعاء بھی باجماعِ قطعی کفر وارتداد یقینی ہیں، فقیر نے اپنے فتویٰ مسمّٰی بہ ردّالرفضة میں شفاء شریف امام قاضی عیاض وروضہ امام نووی وارشاد الساری امام قسطلانی وشرح عقائد نسفی وشرح مقاصد امام تفتازانی واعلام امام ابن حجر مکی ومنح الروض علامہ قاری وطریقہ محمدیہ علامہ برکوی وحدیقہ ندیہ مولیٰ نابلسی وغیرہا کتب کثیرہ کے نصوص سے ثابت کیا ہے کہ باجماعِ مسلمین کوئی ولی کوئی غوث کوئی صدیق بھی کسی نبی سے افضل نہیں ہوسکتا، جوایسا کہے قطعاً اجماعاً کافر ملحد ہے۔

ازاں جملہ شرح صحیح بخاری شریف میں ہے:

النبی افضل من الولی وھو امر مقطوع بہ والقائل بخلافہ کافر کانہ معلوم من الشرع بالضرورۃ

یعنی ہر نبی ہر ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ یہ ضروریاتِ دین سے ہے۔

(ارشاد الساری، جلد الاول، صفحہ 214، دار الکتاب العلمیة، بیروت، لبنان)

سکین نمبر42 صفحہ نمبر 129,130 پر دیکھئے

(المفھم، جلد 6، کتاب النبوۃ، باب: موسیٰ مع الخضر علیہ السلام، صفحہ 217،، دار ابن کثیر، بیروت)

سکین نمبر43 صفحہ نمبر 131,132 پر دیکھئے

کفر نمبر 7 میں ایسے ایک لطیف تاویل کی گنجائش تھی کہ یہ لفظ (نبیوں) بتقدیم نون نہیں بلکہ (بنیوں) بہ تقدیم باہے یعنی بھنگی درکنار کہ خود ان کے تو لال گرو کا بھائی ہوں ان سے تو افضل ہوا ہی چاہوں میں تو بعض بنیوں سے بھی افضل ہوں کہ انہوں نے صرف آٹے دال میں ڈنڈی ماری اور یہاں وہ ہتھ پھیری کی بلیبوں کا دین ہی اڑ گیا، مگر افسوس کہ دیگر تصریحات نے اس

تاویل کی جگہ نہ رکھی۔

کفر نمبر 8

مرزا کذاب اپنی کتاب ازالہ اوہام میں حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کے معجزات کو جن کا ذکر خدا وند تعالیٰ بطور احسان فرماتا ہے **مسمریزم** لکھ کر کہتا ہے: "اگر میں اس قسم کے معجزات کو مکروہ نہ جانتا تو ابن مریم سے کم نہ رہتا۔"

(خزائن جلد3 ازالہ اوہام حصہ اول، صفحہ 255 تا 258) سکین نمبر 44 صفحہ نمبر 136-133 پر دیکھئے

یہ کفر متعدد کفروں کا خمیرہ ہے معجزات کو مسمریزم کہنا ایک کفر کہ اس تقدیر پر وہ معجزہ نہ ہوئے بلکہ معاذ اللہ ایک کسبی کرشمے ٹھہرے، اگلے کافروں نے بھی ایسا ہی کہا تھا۔

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِي عَلَيْكَ وَعَلَىٰ وَالِدَتِكَ إِذْ أَيَّدتُّكَ بِرُوحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا ۖ وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ ۖ وَإِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِإِذْنِي فَتَنفُخُ فِيهَا فَتَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِي ۖ وَتُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ بِإِذْنِي ۖ وَإِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِي ۖ وَإِذْ كَفَفْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَنكَ إِذْ جِئْتَهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ

﴿سورہ المائدۃ آیت 110﴾

ترجمہ کنزالایمان: جب اللہ فرمائے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! یاد کر میرا احسان اپنے اوپر اور اپنی ماں پر جب میں نے پاک روح سے تیری مدد کی تو لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر ہو کر اور جب میں نے تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور توریت اور انجیل اور جب تو مٹی سے پرند کی سی مورت میرے حکم سے بناتا پھر اس میں پھونک مارتا تو وہ میرے حکم سے اڑنے لگتی اور تو مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے شفا دیتا اور جب تو مُردوں کو میرے

حکم سے زندہ نکالتا اور جب میں نے بنی اسرائیل کو تجھ سے روکا جب تو ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر آیا تو ان میں کے کافر بولے کہ یہ تو نہیں مگر کھلا جادو۔

مسمریزم بتایا یا جادو کہا، بات ایک ہی ہوئی یعنی الٰہی معجزے نہیں کسبی ڈھکوسلے ہیں، ایسے ہی منکروں کے خیال ضلال کو حضرت مسیح کلمۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علی سیدہ وعلیہ وسلم نے بار بار بتاکید رد فرمادیا تھا اپنے معجزات مذکورہ ارشاد کرنے سے پہلے فرمایا:

وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ ۖ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿سورہ آل عمران آیت 49﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف، یہ فرماتا ہو کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مُردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر رکھتے ہو، بیشک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

پھر دوبارہ فرمایا:

وَجِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿سورہ آل عمران آیت 50﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور میں تمہارے پاس پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں، تو اللہ

سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

مگر جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رب کی نہ مانے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کیوں ماننے لگا، یہاں تو اسے صاف گنجائش ہے کہ اپنی بڑائی سمجھی کرتے ہیں ع

کس نہ گوید کہ دروغ من ترش ست

(کوئی نہیں کہتا کہ میرا جھوٹ ترش ہے)

پھر ان معجزات کو مکروہ جاننا دوسرا کفر یہ کہ کراہت اگر اس بنا پر ہے کہ وہ فی نفسہ مذموم کام تھے جب تو کفر ظاہر ہے۔

قال اللہ تعالیٰ:

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ﴿سورہ البقرۃ آیت 253﴾

ترجمہ کنزالایمان: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا۔

اور اسی فضیلت کے بیان میں ارشاد ہوا:

وَآتَيْنَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنَاتِ وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ ﴿سورہ البقرۃ آیت 87﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو کھلی نشانیاں عطا فرمائیں اور پاک روح سے اس کی مدد کی۔

کفر نمبر 9

اور اگر اس بنا پر ہے کہ وہ کام اگرچہ فضیلت کے تھے مگر میرے منصب اعلیٰ کے لائق نہیں تو یہ وہی نبی پر اپنی تفضیل ہے ہر طرح کفر وارتداد قطعی سے مفر نہیں، پھر ان کلمات شیطانیہ میں مسیح کلمۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدہ وعلیہ وسلم کی تحقیر تیسرا کفر ہے اور ایسی ہی تحقیر اس کلام ملعون کفر ششم میں تھی اور سب سے بڑھ کر اس کفر نہم میں ہے کہ ازالہ صفحہ ۱۶۱ پر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت لکھا بوجہ مسمریزم کے عمل کرنے کے تنویر باطن اور توحید اور دینی استقامت میں کم درجے

پر بلکہ قریب ناکام رہے

انا للہ وانا الیہ راجعون، الا لعنۃ اللہ علیٰ اعداء انبیاء اللہ وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ انبیائہ وبارک وسلم۔

(ازالہ اوہام ص ۱۱۶)

ہر نبی کی تحقیر مطلقاً کفر قطعی ہے جس کی تفصیل سے شفاء شریف وشروح شفاء وسیف مسلول امام تقی الملۃ والدین سبکی وروضہ امام نووی ووجیز امام کردری واعلام امام حجر مکی وغیرہا تصانیف ائمہ کرام کے دفتر گونج رہے ہیں نہ کہ نبی بھی کون نبی مرسل نہ کہ مرسل بھی کیسا مرسل اولوالعزم نہ کہ تحقیر بھی کتنی کہ **مسمریزم** کے سبب نور باطن نہ نور باطن بلکہ دینی استقامت نہ دینی استقامت بلکہ نفس توحید میں کم درجہ بلکہ ناکام رہے اس ملعون قول لعن اللہ قائلہ وقابلہ (اسے کہنے والے اور قبول کرنے والے پر اللہ کی لعنت) نے اولوالعزمی ورسالت ونبوت درکنار اس عبداللہ وکلمۃ اللہ وروح اللہ علیہ وصلوٰۃ اللہ وسلام وتحیات اللہ کے نفس ایمان میں کلام کردیا اس کا جواب ہمارے ہاتھ میں کیا ہے سوا اس کے کہ:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ﴿سورہ احزاب آیت 57﴾

ترجمہ کنزالایمان: بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

کفر نمبر 10

ازالہ صفحہ ۶۲۹ پر لکھتا ہے:

ایک زمانے میں چار سو نبیوں کی پیشگوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے۔

(خزائن جلد 2، شہادۃ القرآن، صفحہ 341)

سکین نمبر45 صفحہ نمبر137,138 پر دیکھئے

(خزائن جلد13، ضرورۃ الامام صفحہ 488)

یہ اس کی پیش بندی ہے کہ یہ کذّاب اپنی بڑ میں ہمیشہ پیشگوئیاں ہانکتا رہتا ہے اور بعنایت الٰہی وہ آئے دن جھوٹی پڑا کرتی ہیں تو یہاں یہ بتانا چاہتا ہے کہ پیشگوئی غلط پڑی کچھ شان نبوت کے خلاف نہیں معاذ اللہ اگلے انبیاء میں بھی ایسا ہوتا ہے۔

یہ صراحۃً انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی تکذیب ہے عام اقوام کفار لعنھم اللہ کا کفر۔

اللہ عزت عزّ جلالہ نے یوں ہی تو بیان فرمایا:

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿سورہ الشعراء آیت 105﴾

ترجمہ کنزالایمان: نوح کی قوم نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ الْمُرْسَلِينَ ﴿سورہ الشعراء آیت 160﴾

ترجمہ کنزالایمان: لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا۔

كَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ ﴿سورہ الشعراء آیت 123﴾

ترجمہ کنزالایمان: عاد نے رسولوں کو جھٹلایا۔

كَذَّبَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ الْمُرْسَلِينَ ﴿سورہ الشعراء آیت 176﴾

ترجمہ کنزالایمان: بن والوں نے رسولوں کو جھٹلایا۔

وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَثَمُودُ ﴿سورہ الحج آیت 42﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر یہ تمہاری تکذیب کرتے ہیں تو بیشک ان سے پہلے جھٹلا چکی ہے نوح کی قوم اور عاد اور ثمود۔

آئمہ کرام فرماتے ہیں، جو نبی پر اس کی لائی ہوئی بات میں کذب جائز ہی مانے اگرچہ وقوع نہ جانے باجماع کفر ہے نہ کہ معاذ اللہ چارسو انبیاء کا اپنے اخبار بالغیب میں کہ وہ ضرور اللہ ہی کی

طرف سے ہوتا ہے۔ واقع میں جھوٹا ہو جانا۔

شفا شریف میں ہے:

من دان بالوحدانیۃ وصحۃ النبوۃ و نبوۃ بنبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ولکن جوز علی الانبیاء الکذب فیما اتوا بہ ادعی فی ذٰلک المصلحۃ بزعمہ اولم یدعھا فھو کافر باجماع

یعنی جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت نبوّت کی حقانیت ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو بایں ہمہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پر انکی باتوں میں کذب جائز مانے خواہ بزعمِ خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا نہ کرے ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔

(الشفا بتعریف المصطفیٰ، جلد2، صفحہ 214،215، مرکز اہل السنۃ برکات رضا، ہند)

سکین نمبر46 صفحہ نمبر139-141 پر دیکھئے

ظالم نے چارسو کہہ کر گمان کیا کہ اس نے باقی انبیاء کو تکذیب سے بچا لیا حالانکہ یہی آیتیں جو ابھی تلاوت کی گئی ہیں شہادت دے رہی ہیں کہ اس نے آدم نبی اللہ سے محمد رسول اللہ تک تمام انبیائے کرام علیہم افضل الصلوٰۃ والسلام کو کاذب کہہ دیا کہ ایک رسول کی تکذیب تمام مرسلین کی تکذیب ہے۔

دیکھو قوم نوح وہود وصالح ولوط وشعیب علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک ہی نبی کی تکذیب کی تھی مگر قرآن نے فرمایا: قوم نوح نے سب رسولوں کی تکذیب کی، عاد نے کل پیغمبروں کو جھٹلایا، ثمود نے جمیع انبیاء کو کاذب کہا، قوم لوط نے تمام رسل کو جھوٹا بتایا، ایکہ والوں نے سارے نبیوں کو دروغ گو کہا، یونہی واللہ اس قائل نے نہ صرف چارسو بلکہ جملہ انبیاء ومرسلین کو کذاب مانا۔

فلعن اللہ من کذب احدا من انبیائہ وصلی اللہ تعالیٰ علی انبیائہ ورسلہ والمؤمنین بھم اجمعین، وجعلنا منھم وحشرنا فیھم

وادخلنا معهم دار النعیم بجاههم عنده وبرحمته بهم ورحمتهم بنا انه ارحم الراحمین والحمد لله رب العٰلمین۔

اللہ تعالیٰ کے کسی نبی کو جھوٹا کہنے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء ورسولوں پر اور ان کے وسیلہ سے تمام مومنین پر رحمت فرمائے اور ہمیں ان میں بنائے، ان کے ساتھ حشر اور ان کے ساتھ جنت میں داخل فرمائے، ان کی اپنے ہاں وجاہت اور ان پر اپنی رحمت اور انکی ہم پر رحمت کے سبب وہ برحق بڑا رحیم ورحمٰن ہے سب حمدیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو سب جہانوں کا رب ہے۔

طبرانی معجم کبیر میں وَبَر حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فَإِنِّي أَشْهَدُ عَدَدَ تُرَابِ الدُّنْيَا أَنَّ مُسَيْلِمَةَ كَذَّابٌ

(المعجم الکبیر، جلد24، صفحہ 153، 154، مکتبۃ ابن تیمیہ) سکین نمبر47 صفحہ نمبر 144-142 پر دیکھئے

ترجمہ: بیشک میں ذرہ ہائے خاک تمام دنیا کے برابر گواہیاں دیتا ہوں کہ مسیلمہ (جس نے زمانہ اقدس میں ادعائے نبوت کیا تھا) کذاب ہے۔

وانا اشهد معک یارسول الله (یارسول اللہ! میں بھی آپ کے ساتھ گواہی دیتا ہوں) اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ عالم پناہ کا یہ ادنیٰ کتا بعدد دانہائے ریگ وستارہائے آسمان گواہی دیتا ہے اور میرے ساتھ تمام ملائکہ سمٰوٰت وارض وحاملانِ عرش گواہ ہیں اور خود عرش عظیم کا مالک گواہ ہے:

وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ﴿سورہ الفتح آیت 28﴾

ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ کافی ہے گواہ

کہ ان اقوال مذکورہ کا قائل بیباک کافر مرتد ناپاک ہے۔

اگر یہ اقوال مرزا کی تحریروں میں اسی طرح ہیں تو واللہ واللہ وہ یقینا کافر اور جو اس کے ان اقوال یا ان کے امثال پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر، ندوہ مخذولہ اور اس کے اراکین کہ صرف طوطے کی طرح کلمہ گوئی پر مدار اسلام رکھتے اور تمام بد دینوں گمراہوں کو حق پر جانتے، خدا کو سب سے یکساں راضی مانتے، سب مسلمانوں پر مذہب سے لادعوے دینا لازم کرتے ہیں جیسا کہ ندوہ کی روداد اوّل ودوم ورسالہ اتفاق وغیرہا میں مصرح ہے ان اقوال پر بھی اپنا وہی قاعدہ ملعونہ مجرد کلمہ گوئی نیچریت کا اعلیٰ نمونہ جاری رکھیں اس کی تکفیر میں چون وچرا کریں تو وہ بھی کافر، وہ اراکین بھی کفار، مرزا کے پیرو اگرچہ خود ان اقوال انجس الابوال کے معتقد نہ بھی ہوں مگر جب کہ صریح کفر وکھلے ارتداد دیکھتے سنتے پھر مرزا کو امام وپیشوا ومقبول خدا کہتے ہیں قطعاً یقینا سب مرتد ہیں سب مستحق نار۔

(یہ اقوال دوسرے کے منقول تھے اس فتوے کے بعد مرزا کی بعض نئی تحریریں خود نظر سے گزریں جن میں قطعی کفر بھرے ہیں بلاشبہ وہ یقینا کافر مرتد ہے۔)

شفاء شریف میں ہے:

نکفر من لم یکفر من دان بغیر ملة المسلمین من الملل اووقف فیهم اوشک

یعنی ہم ہر اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو کافر کو کافر نہ کہے یا اسکی تکفیر میں توقف کرے یا شک رکھے۔

(الشفا بتعریف المصطفیٰ، 2، صفحہ 216، مرکز اہل السنۃ برکات رضا، ہند)

(الشفا بتعریف المصطفیٰ، صفحہ 851، جائزۃ دبئی) سکین نمبر48 صفحہ نمبر 148-145 پر دیکھئے

شفاء شریف نیز فتاوٰی بزازیہ ودرر وغرر وفتاوٰی خیریہ ودر مختار ومجمع الانہر وغیرہا میں ہے:

من شک فی کفره وعذابه فقد کفر

جو اس کے کفر و عذاب میں شک کرے یقیناً خود کافر ہے۔

(الدر المختار، کتاب الجہاد، صفحہ 345، دار الکتاب العلمیۃ، بیروت، لبنان)

سکین نمبر 49 صفحہ نمبر 149,150 پر دیکھئے

اور جو شخص باوصف کلمہ گوئی وادعائے اسلام، کفر کرے وہ کافروں کی سب سے بدتر قسم مرتد کے حکم میں ہے، ہدایہ و درمختار و عالمگیری وغرر و ملتقی الابحر و مجمع الانہر وغیرہا میں ہے:

صاحب الھوٰی ان کان یکفر فھو بمنزلۃ المرتد 8

بدعتی اگر کفر کرے تو وہ مرتد کے حکم میں ہے۔

(الدر المختار، کتاب الوصایا، صفحہ 744، دار الکتب العلمیۃ) سکین نمبر 50 صفحہ نمبر 151,152 پر دیکھئے

فتاوٰی ظہیریہ و طریقہ محمدیہ و حدیقہ ندیہ و برجندی شرح نقایہ و فتاوٰی ہندیہ میں ہے:

ھٰؤلاء القوم خارجون عن ملّۃ الاسلام واحکامھم احکام المرتدین

یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اور انکے احکام بعینہٖ مرتدین کے احکام ہیں۔

(فتاوٰی عالمگیری المعروف فتاوٰی ھندیہ، جلد 2، صفحہ 264، بالمطبعۃ الکبرٰی، مصر)

سکین نمبر 51 صفحہ نمبر 153,154 پر دیکھئے

اور شوہر کے کفر کرتے ہی عورت نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے، اب اگر بے اسلام لائے اپنے اس قول و مذہب سے بغیر توبہ کئے یا بعد اسلام و توبہ عورت سے بغیر نکاح جدید کئے اس سے قربت کرے زنائے محض ہو جو اولاد ہو یقیناً ولد الزنا ہو، یہ احکام سب ظاہر اور تمام کتب میں دائر وسائر ہیں۔

فی الدر المختار عن غنیۃ ذوی الاحکام مایکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا

درمختار میں غنیۃ ذوی الاحکام سے منقول ہے جو بالاتفاق کفر ہو وہ عمل، نکاح کو باطل کر دیتا ہے اسکی اولاد ولد الزنا ہے۔

(الدر المختار، کتاب الجہاد، صفحہ 348، دار الکتاب العلمیۃ، بیروت)

سکین نمبر 52 صفحہ نمبر 155,156 پر دیکھئے

اور عورت کا کل مہر اس کے ذمّہ عائد ہونے میں بھی شک نہیں جب کہ خلوت صحیحہ ہو چکی ہو کہ ارتداد کسی دَین کو ساقط نہیں کرتا۔

فی التنویر وارث کسب اسلامہ وارثہ المسلم بعد قضاء دین اسلامہ وکسب ردتہ فی بعد قضاء دین ردتہ

تنویر میں ہے قرضہ کی ادائیگی کے بعد اس کے اسلامی وقت کی کمائی کا وارث مسلمان ہے اور اس کے ارتدادی دور کی کمائی بیت المال میں جمع ہوگی۔

(الدر المختار، کتاب الجہاد، صفحہ 348، دار الکتاب العلمیۃ) سکین نمبر 53 صفحہ نمبر 157,158 پر دیکھئے

اور معجل تو فی الحال آپ ہی واجب الادا ہے، رہا مؤجل، وہ ہنوز اپنی اجل پر رہے گا، مگر یہ کہ مرتد بحال ارتداد ہی مر جائے یا دار الحرب کو چلا جائے اور حاکم شرع حکم فرمادے کہ وہ دار الحرب سے ملحق ہو گیا اس وقت مؤجل بھی فی الحال واجب الادا ہو جائے گا اگرچہ اجل موعود میں دس بیس برس باقی ہوں۔

درمختار میں ہے کہ اگر قاضی نے مرتد کو دار الحرب سے ملحق ہونے کا فیصلہ دے دیا تو اس کا دَین لوگوں کو حلال ہے، رد المحتار میں ہے کیونکہ دار الحرب سے لاحق ہونے پر حربی ہو گیا اور حربی اسلام کے احکام میں مُردوں کی طرح ہوتے ہیں مگر اس کا طوق قاضی کے فیصلہ پر دائمی قرار پائے گا کیونکہ قبل ازیں اس کے واپس دار الاسلام آنے کا احتمال ہے، تو جب اس کی موت ثابت ہوگئی تو موت سے متعلقہ تمام احکام نافذ ہو جائیں گے جیسا کہ نہر نے ذکر کیا۔

لِأَنَّهُ بِاللَّحَاقِ صَارَ مِنْ أَهْلِ الْحَرْبِ وَهُمْ أَمْوَاتٌ فِي حَقِّ أَحْكَامِ الْإِسْلَامِ فَصَارَ كَالْمَوْتِ إِلَّا أَنَّهُ لَا يَسْتَقِرُّ لَحَاقُهُ إِلَّا بِالْقَضَاءِ لِاحْتِمَالِ الْعَوْدِ. وَإِذَا تَكَرَّرَ مَوْتُهُ تَثْبُتُ الْأَحْكَامُ الْمُتَعَلِّقَةُ بِهِ كَمَا ذُكِرَ نَهْرٌ

(الدرالمختار، کتاب الجہاد، صفحہ 348، دارالکتاب العلمیۃ، بیروت، لبنان)

سکین نمبر 54 صفحہ نمبر 159,160 پر دیکھئے

اولاد صغار ضرور اس کے قبضے سے نکال لی جائے گی۔

حذرا علی دینهم الاتری انهم صرحوا بنزع الولد من الام الشفیقة المسلمة ان کانت فاسقة والولد یعقل یخشی علیه التخلق بسیرها الذمیة فما ظنک بالاب المرتد والعیاذ بالله تعالیٰ قال فی ردالمحتار الفاجرة بمنزلة الکتابیة فان الولد یبقی عندها الی ان یعقل الادیان کما سیاتی خوفا علیه من تعلمه منها ما تفعله فکذا الفاجرة

نابالغ بچوں کے دین کے خطرے کی وجہ سے، کیا آپ نے نہ دیکھا کہ فقہاء نے مسلمان شفیق ماں اگر فاسقہ ہو تو اس سے بچے کو الگ کرنے کی تصریح کی ہے بچے کے سمجھدار ہونے پر اس کی ماں کے بُرے اخلاق سے متاثر ہونے کے خوف کی وجہ سے، تو مرتد باپ کے بارے میں تیرا کیا گمان ہوگا، والعیاذ باللہ تعالیٰ، ردالمحتار میں فرمایا کہ فاجر عورت اہلِ کتاب عورت کے حکم میں ہے کہ اس کے پاس بچہ صرف اس وقت تک رہے گا جب تک دین سمجھنے نہ پائے جیسا کہ بیان ہوگا، اس خوف سے کہ کہیں بچہ اس کے اعمال سے متاثر نہ ہو جائے، تو فاجرہ عورت کا بھی یہی حکم ہے۔

(اللباب، جلد الرابع صفحہ 150، المکتبۃ العمیۃ، بیروت، لبنان)

سکین نمبر 55 صفحہ نمبر 161,162 پر دیکھئے

وانت تعلم الولد لا یحضنه الاب الا بعد ما بلغ سبعا او تسعا وذلک عمر العقل قطعا فیحرم الدفع الیه ویجب النزع منه وانما احوجنا الی هذا لان الملک لیس بید الاسلام والافالسلطان این یبقی المرتد حتی یبحث عن حضانته الاتری الی قولهم لا حضانة لمرتدة لانها تضرب وتحبس کالیوم فانی تتفرغ للحضانة فاذا کان هذا فی المحبوس فما ظنک بالمقتول ولکن انا لله وانا الیه راجعون ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

اور تجھے علم ہے کہ والد بچے کو سات یا نو سال کے بعد ہی اپنی پرورش میں لیتا ہے اور یہ سمجھ کی عمر ہے لہٰذا بچے کو اس کے سپرد کرنا حرام ہے اور اس سے الگ کر لینا ضروری ہے اور ہم نے یہ ضرورت اس لئے محسوس کی کہ یہ ملک مسلمان کے اختیار میں نہیں ورنہ اسلامی حکمران مرتد کو کب چھوڑے گا کہ مرتد کی پرورش کا مسئلہ زیر بحث آئے، آپ نے غور نہیں کیا کہ فقہاء کا ارشاد ہے کہ مرتدہ کو حق پرورش نہیں ہے کیونکہ وہ قید میں سزا یافتہ ہوگی جیسا کہ آج ہے لہٰذا وہ پرورش کرنے کی فرصت کہاں پا سکتی ہے تو یہ حکم قیدی کے متعلق ہے تو مقتول مرتد کے متعلق تیرا کیا گمان ہوسکتا ہے، لیکن ہم اللہ تعالیٰ کا مال اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

فان سلطان الاسلام مامور بقتله لایجوز له ابقاؤه بعد ثلثة ایام ۱۲ منه

کیونکہ اسلامی حکمران کو مرتد کے قتل کا حکم ہے تو اسے جائز نہیں کہ مرتد کو تین دن کے بعد باقی رکھے۔

مگر ان کے نفس یا مال میں بدعوے ولایت اس کے تصرفات موقوف رہیں گے اگر پھر اسلام

لے آیا اور اس مذہب ملعون سے توبہ کی تو وہ تصرف سب صحیح ہو جائیں گے اور اگر مرتد ہی مرگیا یا دارالحرب کو چلا گیا تو باطل ہو جائیں گے۔

فی الدرالمختار یبطل منه اتفاقا ما یعتمد الملة وهی خمس النکاح والذبیحة والصید والشهادة والارث ویتوقف منه اتفاقا ما یعتمد المساواة وهو المفاوضة، اوولایة متعدیة وهوالتصرف علی ولده الصغیر، ان اسلم نفذ وان هلک اولحق بدارالحرب وحکم بلحاقه بطل

درمختار میں ہے مرتد کے وہ تمام امور بالاتفاق باطل ہیں جن کا تعلق دین سے ہو اور وہ پانچ امور ہیں: نکاح، ذبیحہ، شکار، گواہی اور وراثت، اور وہ امور بالاتفاق موقوف قرار پائیں گے جو مساوات عمل مثلاً لین دین اور کسی پر ولایت اور یہ نابالغ اولاد کے بارے میں تصرفات ہیں، اگر وہ دوبارہ مسلمان ہوگیا تو موقوف امور نافذ ہو جائیں گے، اور اگر وہ ارتداد میں مرگیا یا دارالحرب پہنچ گیا اور قاضی نے اس کے طوق کا فیصلہ دے دیا تو وہ امور باطل ہو جائیں گے۔

(الدرالمختار، کتاب الجهاد، صفحہ 348، دارالکتاب العلمیة) سکین نمبر 56 صفحہ نمبر 165-163 پر دیکھئے

نسأل الله الثبات علی الایمان وحسبنا الله ونعم الوکیل وعلیه التکلان ولاحول ولا قوة الاّ بالله العلی العظیم وصلی الله تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد واٰله وصحبه اجمعین، اٰمین والله تعالیٰ اعلم۔

ہم اللہ تعالیٰ سے ایمان پر ثابت قدمی کے لئے دعا گو ہیں، ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ اچھا وکیل ہے اور اس پر ہی بھروسا ہے۔

لاحول ولا قوة الا بالله العلی العظیم، وصلی الله تعالیٰ علیٰ سیدنا ومولانا محمد وآله وصحبه اجمعین، آمین۔ والله تعالیٰ اعلم

محمد وصی احمد عبده المذنب احمد رضا البریلوی عبد المصطفٰی احمد رضا خاں
ناصر دین عفی عنه بمحمدن المصطفٰی النبی الامیّ محمدی سُنّی حنفی قادری
صلی الله تعالیٰ علیه وسلّم

تمت بالخیر

یہاں پر اعلحضرت کی کتاب السوء والعقاب کا اختتام ہوا، سابقہ صفحات پر دیئے گئے تمام حوالہ جات کو اصل کتب کے عکس دیکھنے کے لیے دیئے گئے صفحات پر کتاب کے آخر میں چیک کریں۔

حدیثِ صحیح مسلم

قادیانی اکثر ایک صحیح مسلم کی حدیث کا ذکر کر کے کہتے ہیں کہ جی دیکھیں آنے والے کو چار دفعہ نبی اللہ کہا تو چلیں آئیں دیکھیں کہ اس حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیا ہے اور کن کو چار دفعہ نبی اللہ کہا گیا۔

صحیح مسلم میں حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث شریف میں کسی آنے والے نامعلوم کو چار بار نبی اللہ نہیں کہا گیا بلکہ جسے نبی اللہ کہا گیا ہے اس کا تفصیلی تعارف بھی اسی حدیث میں یوں ہے:۔

" فبينما هم كذلك اذ بعث الله المسيح بن مريم فينزل عند المنارة البيضاء شرقي دمشق بين مهرودتين ------- الی آخر الحديث "

دجال اسی حال میں ہوگا (یعنی اپنی شعبدہ بازیاں دکھا رہا ہوگا جس کا ذکر اسی حدیث میں اس سے پہلے ہے) کہ ناگاہ اللہ تعالیٰ مریم کے بیٹے عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجے گا، وہ دمشق کے مشرقی حصے میں ہلکا زردی مائل جوڑا پہنے ہوئے سفید مینار کے پاس اتریں گے، جب وہ اپنا سر مبارک جھکائیں گے تو پانی ٹپکے گا، اور جب وہ سر مبارک اٹھائیں گے تو موتی کی طرح قطرے ٹپکیں گے، جس کافر کو آپ کی سانس پہنچے گی اس زندہ رہنا حلال نہ ہوگا (فوراً مر جائے گا) اور اپ کی سانس وہاں تک پہنچے گی جہاں تک اپ کی نظر جائے گی، پھر وہ عیسیٰ ابن مریم دجال کو تلاش کریں گے یہاں تک کہ اسے بابِ لُدّ کے مقام پر (جو کہ مرزا قادیانی کے بقول بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔ خزائن جلد 3 صفحہ 209) اسے جالیں گے اور قتل کر دیں گے۔

آپ نے دیکھا کہ یہاں واضح طور پر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا نام کے ساتھ

ذکر ہو رہا ہے اور یہ بھی بیان ہو رہا ہے کہ وہ کہاں نازل ہونگے کس طرح نازل ہونگے اور کیسے دجال کو بیت المقدس کے ایک مقام پر قتل کریں گے۔ نیز اسی حدیث میں آگے یہ بھی بیان ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے ہی اللہ یاجوج ماجوج کو نکالے گا اور پھر تمام کے تمام یاجوج ماجوج آپ کی دعا سے ہلاک ہو جائیں گے۔ جبکہ مرزا قادیانی کے نزدیک یاجوج ماجوج سے مراد روسی اور برطانوی اقوام ہیں (خزائن جلد 3 صفحہ 373)

اسی طرح حدیث میں یہ ذکر بھی ہے کہ " فبينما هم كذلك اذ بعث الله ريحا طيبة فتا خذهم تحت آباهم فتقبض روح كل مسلم مومن ومسلم " اسی دوران اللہ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو اُن کی بغلوں کے نیچے لگے گی جس سے ہر مومن اور مسلم کی روح قبض ہو جائے گی۔

میں تمام مسلمانوں سے گزارش کرتا ہوں کہ صحیح مسلم کی یہ پوری حدیث خود ترجمہ کے ساتھ پڑھ لیں انہیں پتہ چلے کہ اس حدیث میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا ذکر ہو رہا ہے یا غلام احمد بن چراغ بی بی کا۔

دوستو! آپ کو اس حدیث کے بارے میں جس میں عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو چار دفعہ نبی اللہ کہا جس کے بارے میں قادیانیوں کا دعویٰ ہے کہ آنے والے کو چار دفعہ نبی اللہ کہا گیا کے بارے میں ایک بڑے مزے کی بات بتانا چاہوں گا۔

مرزا قادیانی نے اسی صحیح مسلم کی حدیث یہی حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ والی روایت کو پوری باترجمہ اپنی کتاب "ازالہ اوہام" میں نقل کی ہے۔ اور آخر اس روایت کو **ضعیف** اور **ساقط الاعتبار ثابت** کرنے پر زور دیا ہے، چنانچہ لکھتا ہے کہ:

"یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد اسماعیل بخاری نے چھوڑ دیا ہے" (خزائن جلد 3 صفحات 209 تا

210)۔

یہاں اگرچہ مرزا قادیانی نے امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ پر صریح جھوٹ بولا ہے کہ انہوں نے اس روایت کو ضعیف سمجھ کر چھوڑ دیا ہے کیونکہ امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے یہ بات کہیں نہیں لکھی۔

لیکن مرزا نے یہ بات لکھ کر صحیح مسلم کی اس روایت کو ضعیف ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ اس نے ایک جگہ یوں بھی لکھا ہے کہ:۔

"جو حدیث امام بخاری کی شرط کے مخالف ہو وہ قبول کے لائق نہیں" (خزائن جلد 17 صفحات 119 تا 120)۔اسی طرح مرزا غلام قادیانی نے یہ بھی لکھا کہ:۔

"اب حاصل کلام یہ ہے کہ وہ دمشقی حدیث جو امام مسلم نے پیش کی ہے (یعنی حضرت نواس بن سمعان والی یہی حدیث) خود مسلم کی دوسرے حدیث سے ساقط الاعتبار ٹھہرتی ہے اور صریح ثابت ہوتا ہے کہ نواس راوی نے اس حدیث کے بیان کرنے میں دھوکہ کھایا ہے" (خزائن جلد 3 صفحہ 220)۔

آپ نے دیکھا مرزا غلام قادیانی صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کو" نواس راوی" جیسے خلاف ادب الفاظ کے ساتھ ذکر کرکے ان کی روایت کو غلط ثابت کرنے کی کس طرح کوشش کر رہا ہے۔

تو پھر مرزا غلام قادیانی کے پیروکاروں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ مرزا قادیانی نزدیک ایک ضعیف اور ساقط الاعتبار روایت کو اپنی دلیل میں پیش کریں اور اس سے مرزا کی جعلی نبوت کو ثابت کرنے کی سعی لاحاصل کریں؟

الغرض صحیح مسلم کی اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح بن مریم علیہما السلام کے نزول کا ذکر فرمایا ہے اور ان کے ہاتھوں دجال کے قتل کا بیان فرمایا ہے ان

کی دعا سے ان کے سامنے تمام یاجوج ماجوج کی ہلاکت کی خبر دی ہے اور ان کے زمانے میں ہی تمام مومنوں اور مسلمانوں کی روحیں قبض ہونے کی خبر بھی دی ہے اور انہی کو" نبی اللہ" فرمایا ہے۔اس میں شک وشبہ والی کونسی بات ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی ہیں جو انہیں نبی اللہ نہیں مانتا وہ مسلمان ہی نہیں ہوسکتا۔اب اگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نبی اللہ فرمایا تو اس میں ایسی کون سی بات ہے جو مرزائی دماغ میں نہیں آتی؟ پھر یہ نہایت احمقانہ بات کی جاتی ہے کہ اس حدیث میں ایک مسیح کے آنے کی خبر دی گئی ہے جبکہ اس حدیث شریف میں" ایک مسیح" کی نہیں بلکہ" حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام" کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔

اس مضمون کے تحت تمام حوالہ جات کے اصل سکین کتاب کے آخر میں صفحہ 166 تا 176 پر ملاحظہ فرمائیں۔

عربی متن مکمل حدیث مسلم

110 (2937) حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ، قَاضِي حِمْصَ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ، ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ [ص:2251]، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ، فَخَفَّضَ فِيهِ وَرَفَّعَ، حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذَلِكَ فِينَا، فَقَالَ: »مَا شَأْنُكُمْ؟« قُلْنَا: يَا رَسُولَاللهِ ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً، فَخَفَّضْتَ فِيهِ وَرَفَّعْتَ، حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ، فَقَالَ: »غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلَيْكُمْ، إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ، فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ، وَإِنْ

يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ، فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ [ص:2252]، إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ، عَيْنُهُ طَافِئَةٌ، كَأَنِّي أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قَطَنٍ، فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ، فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ، إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّأْمِ وَالْعِرَاقِ، فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالًا، يَا عِبَادَ اللهِ فَاثْبُتُوا« قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا لَبْثُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ: »أَرْبَعُونَ يَوْمًا، يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ، وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ« قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ فَذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ، أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ؟ قَالَ: »لَا، اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ« قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللهِ وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الْأَرْضِ؟ قَالَ: " كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ، فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ فَيَدْعُوهُمْ، فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ، فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ، وَالْأَرْضَ فَتُنْبِتُ، فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ، أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًا، وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا، وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ، ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ، فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ، فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ، فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ [ص:2253] لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ، فَيَقُولُ لَهَا: أَخْرِجِي كُنُوزَكِ، فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ، ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا، فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ، ثُمَّ يَدْعُوهُ فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ، يَضْحَكُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ، بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ، إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ، وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ، فَلَا يَحِلُّ لِكَافِرٍ يَجِدُ رِيحَ نَفَسِهِ إِلَّا مَاتَ، وَنَفَسُهُ يَنْتَهِي حَيْثُ يَنْتَهِي طَرْفُهُ، فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ، فَيَقْتُلُهُ، ثُمَّ يَأْتِي عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللهُ مِنْهُ، فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللهُ

إِلَى عِيسَى: إِنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي، لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ، فَحَرِّزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ [ص:2254] وَيَبْعَثُ اللهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ، وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ، فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلَى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا، وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ: لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ مَرَّةً مَاءٌ، وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ، حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ لِأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ، فَيُرْسِلُ اللهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ، فَيُصْبِحُونَ فَرْسَى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ، ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى الْأَرْضِ، فَلَا يَجِدُونَ فِي الْأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا مَلَأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللهِ، فَيُرْسِلُ اللهُ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللهُ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ، فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتَّى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ، ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ: أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ، وَرُدِّي بَرَكَتَكِ، فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ، وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا، وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ، حَتَّى أَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللهُ رِيحًا طَيِّبَةً، فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ، فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ، وَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ، يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ، فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ". (صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال)

ترجمہ:

ابوخیثمہ زہیر بن حرب، ولید بن مسلم، عبدالرحمن بن یزید بن جابر، یحیی بن جارب طائی رض حضرت نواس رض بن سمعان سے روایت ہے کہ ایک صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نے کبھی تحقیر کی (یعنی گھٹایا) اور کبھی بڑا کر کے بیان فرمایا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ کھجوروں کے ایک جھنڈ میں ہے پس جب ہم شام کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

پاس حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ہم سے اس بارے میں معلوم کرلیا تو فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ ﷺ نے صبح دجال کا ذکر کیا اور اس میں آپ ﷺ نے کبھی تحقیر کی اور کبھی اس فتنہ کو بڑا کر کے بیان کیا یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ وہ کھجوروں کے ایک جھنڈ میں ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہارے بارے میں دجال کے علاوہ دوسرے فتنوں کا زیادہ خوف کرتا ہوں اگر وہ میری موجودگی میں ظاہر ہوگیا تو تمہارے بجائے میں اس کا مقابلہ کروں گا اور اگر میری غیر موجودگی میں ظاہر ہوا تو ہر شخص خود اس سے مقابلہ کرنے والا ہوگا اور اللہ ہر مسلمان پر میرا خلیفہ اور نگہبان ہوگا بے شک دجال نوجوان گھنگریالے بالوں والا اور پھولی ہوئی آنکھ والا ہوگا گویا کہ میں اسے عبدالعزی بن قطن کے ساتھ تشبیہ دیتا ہوں پس تم میں سے جو کوئی اسے پالے تو چاہئے کہ اس پر سورت کہف کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرے بے شک اس کا خروج شام اور عراق کے درمیان سے ہوگا پھر وہ اپنے دائیں اور بائیں جانب فساد برپا کرے گا اے اللہ کے بندو ثابت قدم رہنا ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ زمین میں کتنا عرصہ رہے گا آپ ﷺ نے فرمایا چالیس دن اور ایک دن سال کے برابر اور ایک دن مہینہ کے برابر اور ایک دن ہفتہ کے برابر ہوگا اور باقی ایام تمہارے عام دنوں کے برابر ہوں گے ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ دن جو سال کے برابر ہوگا کیا اس میں ہمارے لئے ایک دن کی نمازیں پڑھنا کافی ہوں گیں آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ تم ایک سال کی نمازوں کا اندازہ کرلینا ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول اس کی زمین میں چلنے کی تیزی کیا ہوگی آپ نے فرمایا اس بادل کی طرح جسے پیچھے سے ہوا دھکیل رہی ہو پس وہ ایک قوم کے پاس آئے گا اور انہیں دعوت دے گا تو وہ اس پر ایمان لے آئیں گے اور اس کی دعوت قبول کرلیں گے پھر وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسائے گا اور زمین سبزہ اگائے گی اور اسے چرنے والے جانور شام کے وقت آئیں گے تو ان کے کوہان پہلے سے لمبے تھن بڑے اور کوکھیں تنی ہوئی ہوں گی پھر وہ ایک اور قوم کے پاس جائے گا اور انہیں دعوت دے گا وہ اس کے قول کو رد کردیں گے تو وہ اس سے واپس لوٹ آئے گا پس وہ قحط زدہ ہوجائیں گے کہ ان کے پاس دن کے مالوں میں سے کچھ بھی نہ رہے گا اور اسے کہے گا کہ اپنے خزانے کو نکال دے تو زمین کے خزانے اس کے پاس آئیں گے۔ جیسے شہد کی مکھیاں اپنے سرداروں کے پاس آتی ہیں، پھر وہ ایک کڑیل اور کامل الشباب آدمی کو بلائے گا اور اسے تلوار مار کر اس کے دو ٹکڑے کردے گا اور دونوں ٹکڑوں کو علیحدہ علیحدہ کر کے ایک تیر کی مسافت پر رکھ دے گا، پھر وہ اس (مردہ) کو آواز دے گا تو وہ زندہ ہو کر چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ ہنستا ہوا آئے گا۔ دجال کے اسی افعال کے دوران اللہ تعالی عیسی بن مریم علیہما السلام کو بھیجے گا، وہ دمشق کے مشرق میں سفید منارے کے پاس زرد رنگ کے حلے پہنے ہوئے دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے جب وہ اپنے سر کو جھکائیں گے تو اس سے قطرے گریں گے اور جب اپنے سر کو اٹھائیں گے تو اس سے سفید موتیوں کی طرح قطرے ٹپکیں گے اور جو کافر بھی ان کی خوشبو سونگھے گا وہ مرے بغیر رہ نہ سکے گا اور ان کی

خوشبو وہاں تک پہنچے گی جہاں تک ان کی نظر جائے گی۔ پس حضرت مسیح علیہ السلام (دجال کو) طلب کریں گے، اسے باب لد پر پائیں گے تو اسے قتل کردیں گے، پھر عیسی بن مریم علیہما السلام کے پاس وہ قوم آئے گی جسے اللہ نے دجال سے محفوظ رکھا تھا، پس عیسی علیہ السلام ان کے چہروں کو صاف کریں گے اور انہیں جنت میں ملنے والے ان کے درجات بتائیں گے۔ پس اسی دوران حضرت عیسی علیہ السلام پر اللہ رب العزت وحی نازل فرمائیں گے کہ تحقیق میں نے اپنے ایسے بندوں کو نکالا ہے کہ کسی کو ان کے ساتھ لڑنے کی طاقت نہیں۔ پس آپ میرے بندوں کو حفاظت کے لئے طور کی طرف لے جائیں اور اللہ تعالی یاجوج ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ہر اونچائی سے نکل پڑیں گے، ان کی اگلی جماعتیں بحیرہ طبری پر سے گزریں گی اور اس کا سارا پانی پی جائیں گے اور ان کی آخری جماعتیں گزریں گی تو کہیں گی کہ اس جگہ کسی وقت پانی موجود تھا اور اللہ کے نبی عیسی علیہ السلام اور ان کے ساتھ محصور ہوجائیں گے، یہاں تک کہ ان میں کسی ایک کے لئے بیل کی سری بھی تم میں سے کسی ایک کے لئے آج کل کے سو دینار سے افضل و بہتر ہوگی۔ پھر اللہ کے نبی عیسی علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ سے دعا کریں گے تو اللہ تعالی یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کرے گا، وہ ایک جان کی موت کی طرح سب کے سب یک لخت مرجائیں گے، پھر اللہ کے نبی عیسی علیہ السلام اور ان کے ساتھی زمین کی طرف اتریں گے تو زمین میں ایک بالشت کی جگہ بھی یاجوج ماجوج کی علامات اور بدبو سے انہیں خالی نہ ملے گی۔ پھر اللہ کے نبی عیسی علیہ السلام اور ان کے ساتھی دعا کریں گے تو اللہ تعالی بختی اونٹوں کی گردنوں کے برابر پرندے بھیجیں گے جو انہیں اٹھا کر لے جائیں گے اور جہاں اللہ چاہے وہ انہیں پھینک دیں گے پھر اللہ تعالی بارش بھیجے گا جس سے ہر مکان خواہ وہ مٹی کا ہو یا بالوں کا آئینہ کی طرح صاف ہوجائے گا اور زمین مثل باغ یا حوض کے دھل جائے گی۔ پھر زمین سے کہا جائے گا: اپنے پھل کو اگا دے اور اپنی برکت کو لوٹا دے، پس ان دنوں ایسی برکت ہوگی کہ ایک انار کو ایک پوری جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے میں سایہ حاصل کرے گی اور دودھ میں اتنی برکت دے دی جائے گی کہ ایک دودھ دینے والی گائے قبیلہ کے لوگوں کے لئے کافی ہوجائے گی اور ایک دودھ دینے والی اونٹنی ایک بڑی جماعت کے لئے کافی ہوگی اور ایک دودھ دینے والی بکری پوری گھرانے کے لئے کفایت کرجائے گی، اسی دوران اللہ تعالی ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے تک پہنچ جاءے گی، پھر ہر مسلمان اور ہر مومن کی روح قبض کرلی جائے گی اور بدلوگ ہی باقی رہ جائیں گے، جو گدھوں کی طرح کھلے بندوں جماع کریں گے، پس انہیں پر قیامت قائم ہوگی۔

خدام اور احباب اور یا تاجر اور یا وکلاء اور یا نو تعلیم یافتہ انگریزی خوان اور یا ایسے نیک نام علماء اور فضلاء اور دیگر شرفاء ہیں جو کسی وقت سرکار انگریزی کی نوکری کر چکے ہیں یا اب نوکری پر ہیں یا ان کے اقارب اور رشتہ دار اور دوست ہیں۔ جو اپنے بزرگ مخدوموں سے اثر پذیر ہیں اور یا سجّادہ نشینان غریب طبع۔ غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ اور مورد مراحم گورنمنٹ ہیں۔ اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے جنہوں نے میری اتباع میں اپنے وعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جما دیئے ہیں اور میں مناسب دیکھتا ہوں کہ ان میں سے اپنے چند مریدوں کے نام بطور نمونہ آپ کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں لکھ دوں۔

(۵) میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مریدین روانہ کرتا ہوں۔ مدعا یہ ہے کہ اگرچہ میں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو میں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لئے کی ہیں **عنایت خاص کا مستحق ہوں**۔ لیکن یہ سب امور گورنمنٹ عالیہ کی توجہات پر چھوڑ کر بالفعل **ضروری استغاثہ یہ ہے** کہ مجھے متواتر اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض حاسد بداندیش جو بوجہ اختلاف عقیدہ یا کسی اور وجہ سے مجھ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں یا جو میرے دوستوں کے دشمن ہیں میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت **خلاف واقعہ** امور گورنمنٹ کے معزز حکام تک پہنچاتے ہیں اس لئے اندیشہ ہے کہ ان کی ہر روز کی مفتریانہ کارروائیوں سے گورنمنٹ عالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہو کر وہ **تمام جانفشانیاں** پچاس سالہ میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضٰی اور میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی جن کا تذکرہ سرکاری چٹھیات اور سر لیپل گرفن کی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور نیز میری قلم کی وہ خدمات جو

سکین نمبر 1 صفحہ نمبر 9 پر دیکھئے

میری اٹھارہ سال کی تالیفات سے ظاہر ہیں۔ سب کی سب **ضائع اور برباد نہ جائیں** اور خدانخواستہ سرکار انگریزی اپنے ایک **قدیم وفادار** اور خیر خواہ خاندان کی نسبت کوئی **تکدّر خاطر** اپنے دل میں پیدا کرے۔ اس بات کا علاج تو غیر ممکن ہے کہ ایسے لوگوں کا منہ بند کیا جائے جو اختلاف مذہبی کی وجہ سے یا نفسانی حسد اور بغض اور کسی ذاتی غرض کے سبب سے **جھوٹی مخبری** پر کمربستہ ہو جاتے ہیں صرف **یہ التماس ہے** کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس[۵۰] برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار **جان نثار** خاندان **ثابت** کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکّام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی **چٹھیات** میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گذار ہیں۔ **اس خود کاشتہ پودہ** کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک **خاص عنایت** اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور **جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے** کہ ہم خدمات گذشتہ کے لحاظ سے سرکار دولت مدار کی **پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں** تا ہر ایک شخص بے وجہ ہماری آبروریزی کے لئے دلیری نہ کرسکے۔ اب کسی قدر اپنی جماعت کے نام ذیل میں لکھتا ہوں:۔

۱	خانؔ صاحب نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ جن کے خاندان کی خدمات گورنمنٹ عالیہ کو معلوم ہیں۔
۲	مولوی سید محمد عسکری خان صاحب رئیس کڑا ضلع الہ آباد پنشنر ڈپٹی کلکٹر و نائب مدار المہام ریاست بھوپال جن کی نمایاں خدمات پر سرکار سے لقب عطا ہوا۔ اور چٹھیات خوشنودی ملیں۔
۳	مرزا خدا بخش صاحب اتالیق سابق مترجم چیف کورٹ پنجاب حال تحصیلدار علاقہ نواب محمد علی خاں صاحب ریاست مالیر کوٹلہ
۴	منشی نبی بخش صاحب سب ہیڈ دفتر اگزیمینر ریلوے لاہور
۵	بابو عبد الرحمٰن صاحب کلرک دفتر لوکو محکمہ ریلوے لاہور
۶	مولوی سید تفضّل حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر علی گڑھ ضلع فرخ آباد
۷	میاں چراغ الدین صاحب پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ پنجاب و رئیس لاہور

سکین نمبر 1 صفحہ نمبر 9 پر دیکھئے

تیرے عہدِ سلطنت سے زیادہ پُرامن اور کونسا عہد سلطنت ہوگا جس میں مسیح موعود آئے گا؟ اے ملکہ معظّمہ تیرے وہ پاک ارادے ہیں جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے جس سے آسمان رحمت کے ساتھ زمین کی طرف جھکتا جاتا ہے اس لئے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے موزوں ہو۔ سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے اے مبارک اور بااقبال ملکۂ زمان جن کتابوں میں مسیح موعود کا آنا لکھا ہے ان کتابوں میں صریح تیرے پُرامن عہد کی طرف اشارات پائے جاتے ہیں مگر ضرور تھا کہ اسی طرح مسیح موعود دنیا میں آتا جیسا کہ ایلیا نبی یوحنّا کے لباس میں آیا تھا یعنی یوحنّا ہی اپنی خُو اور طبیعت سے خدا کے نزدیک ایلیا بن گیا۔ سو اِس جگہ بھی ایسا ہی ہوا کہ ایک کو تیرے بابرکت زمانہ میں عیسیٰ (علیہ السلام) کی خُو اور طبیعت دی گئی۔ اِس لئے وہ مسیح کہلایا اور ضرور تھا کہ وہ آتا کیونکہ خدا کے پاک نوشتوں کا ٹلنا ممکن نہیں۔ اے ملکہ معظّمہ اے تمام رعایا کی فخر یہ قدیم سے عادت اللہ ہے کہ جب شاہِ وقت نیک نیّت اور رعایا کی بھلائی چاہنے والا ہو تو وہ جب اپنی طاقت کے موافق امن عامہ اور نیکی پھیلانے کے انتظام کر چکتا ہے اور رعیت کی اندرونی پاک تبدیلیوں کے لئے اس کا دل دردمند ہوتا ہے تو آسمان پر اس کی مدد کے لئے رحمت الٰہی جوش مارتی ہے اور اس کی ہمت اور خواہش کے مطابق کوئی روحانی انسان زمین پر بھیجا جاتا ہے اور اُس کامل ریفارمر کے وجود کو اس عادل بادشاہ کی نیک نیتی اور ہمت اور ہمدردی عامہ خلائق پیدا کرتی ہے۔ یہ تب ہوتا ہے کہ جب ایک عادل بادشاہ ایک زمینی منجّی کی صورت

اور پھر دوسرا **شکر** یہ ہے کہ وہ خدا جو کبھی اپنے وجود کو بے دلیل نہیں چھوڑتا وہ جیسا کہ تمام نبیوں پر ظاہر ہوا اور ابتدا سے زمین کو تاریکی میں پا کر روشن کرتا آیا ہے **اس نے اس زمانہ کو بھی اپنے فیض سے محروم نہیں رکھا**۔ بلکہ جب دنیا کو آسمانی روشنی سے دور پایا تب اس نے چاہا کہ زمین کی سطح کو ایک **نئی معرفت** سے منوّر کرے اور نئے **نشان** دکھائے اور زمین کو روشن کرے۔

سواس نے مجھے بھیجا

اور میں اس کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایۂ رحمت کے نیچے جگہ دی جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت اور وعظ کا ادا کر رہا ہوں۔ اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند

کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے۔ اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔

اب میں حضور ملکہ معظّمہ میں زیادہ مصدع اوقات ہونا نہیں چاہتا۔ اور اس دعا پر یہ عریضہ ختم کرتا ہوں۔ کہ

اے قادر و کریم اپنے فضل و کرم سے ہماری ملکہ معظّمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایۂ عاطفت کے نیچے خوش ہیں۔ اور اس سے نیکی کر جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں اور احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لئے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت اور طاقت تجھی کو ہے۔

آمین ثم آمین

الملتمس

خاکسار **میرزا غلام احمد** از قادیان
ضلع گورداسپورہ پنجاب

سکین نمبر 3 صفحہ نمبر 9 پر دیکھئے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

یہ عریضۂ مبارکبادی

اس شخص کی طرف سے ہے جو یسوع مسیح کے نام پر طرح طرح کی بدعتوں سے دنیا کو چھڑانے کیلئے آیا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ امن اور نرمی کے ساتھ دنیا میں سچائی قائم کرے اور لوگوں کو اپنے پیدا کنندہ سے سچی محبت اور بندگی کا طریق سکھائے۔ اور اپنے بادشاہ ملکہ معظّمہ سے جس کی وہ رعایا ہیں سچی اطاعت کا طریق سمجھائے۔ اور بنی نوع میں باہمی سچّی ہمدردی کرنے کا سبق دیوے۔ اور نفسانی کینوں اور جوشوں کو درمیان سے اٹھائے اور ایک پاک صلح کاری کو خدا کے نیک نیّت بندوں میں قائم کرے جس کی نفاق سے ملونی نہ ہو اور یہ نوشتہ ایک ہدیہ شکر گذاری ہے کہ **جو عالی جناب قیصرہ ہند ملکہ معظّمہ والی انگلستان و ہند دام اقبالہا بالقابہا کے حضور میں بتقریب جلسہ جوبلی شصت سالہ بطور مبارکباد پیش کیا گیا ہے۔**

مبارک! مبارک!! مبارک!!!

سکین نمبر 4 صفحہ نمبر 10 پر دیکھئے

اُس خدا کا شکر ہے جس نے آج ہمیں یہ عظیم الشان خوشی کا دن دکھلایا کہ ہم نے اپنی ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند و انگلستان کی شصت سالہ جوبلی کو دیکھا۔ جس قدر اس دن کے آنے سے مسرت ہوئی کون اس کو اندازہ کر سکتا ہے؟ ہماری محسنہ قیصرہ مبارکہ کو ہماری طرف سے خوشی اور شکر سے بھری ہوئی مبارکباد پہنچے۔ خدا ملکہ معظّمہ کو ہمیشہ خوشی سے رکھے!

وہ خدا جو زمین کو بنانے والا اور آسمانوں کو اونچا کرنے والا اور چمکتے ہوئے سورج اور چاند کو ہمارے لئے کام میں لگانے والا ہے۔ اس کی جناب میں ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ ہماری ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند کو جو اپنی رعایا کی مختلف اقوام کو کنار عاطفت میں لئے ہوئے ہے جس کے ایک وجود سے کروڑہا انسانوں کو آرام پہنچ رہا ہے تادیرگاہ سلامت رکھے اور ایسا ہو کہ جلسۂ جوبلی کی تقریب پر (جس کی خوشی سے کروڑہا دل برٹش انڈیا اور انگلستان کے جوش نشاط میں ان پھولوں کی طرح حرکت کر رہے ہیں جو نسیم صبا کی ٹھنڈی ہوا سے شگفتہ ہو کر پرندوں کی طرح اپنے پروں کو ہلاتے ہیں) جس زور شور سے زمین مبارکبادی کیلئے اچھل رہی ہے ایسا ہی آسمان بھی اپنے آفتاب و ماہتاب اور تمام ستاروں کے ساتھ مبارکبادیاں دیوے! اور عنایت صمدی ایسا کرے کہ جیسا کہ ہماری عالی شان محسنہ ملکہ معظّمہ والی ہند و انگلستان اپنی رعایا کے تمام بوڑھوں اور بچوں کے دلوں میں ہر دلعزیز ہے ویسا ہی آسمانی فرشتوں کے دلوں میں بھی ہر دلعزیز ہو جائے۔ وہ قادر جس نے بیشمار دنیوی برکتیں اسکو عطا کیں دینی برکتوں سے بھی اسے مالا مال کرے۔ وہ رحیم جس نے اس جہان میں اسکو خوش رکھا اگلے جہان میں بھی خوشی کے سامان اس کیلئے عطا کرے۔ خدا کے کاموں سے کیا بعید ہے کہ ایسا مبارک وجود جس سے کروڑہا بلکہ بے شمار نیکی کے کام ہوئے اور ہو رہے ہیں اس کے ہاتھ سے یہ آخری نیکی بھی ہو جائے

سکین نمبر 4 صفحہ نمبر 10 پر دیکھئے

ایک **ظلم عظیم** ہے۔ میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکّا خیر خواہ ہے۔ میرا والد **میرزا غلام مرتضیٰ** گورنمنٹ کی نظر میں ایک **وفادار** اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور **۱۸۵۷ء** میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنی **پچاس** سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ **غدر** کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں سے گم ہو گئیں مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں☆۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات

Translation of Certificate of J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan
Chief of Qadian

I have persued your application reminding me of your and your family's past services and rights I am well aware that since the introduction of the British Govt. you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the

نقل مراسلہ

(ولسن صاحب)

نمبر ۳۵۳

تہور پناہ شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان حفظہ

عریضہ شما مشعر بر یاد دہانی خدمات و حقوق خود و خاندان خود بملاحظہ حضور اینجانب درآمد ماخوب میدانیم کہ بلاشک شما و خاندان شما از ابتدائے دخل وحکومت سرکار انگریزی جان نثار و وفا کیش ثابت قدم ماندہ اید۔ وحقوق شما در اصل قابل قدر اند۔ بہر نہج تسلی و تشفی دارید۔ سرکار انگریزی حقوق و

سکین نمبر 5 صفحہ نمبر 10 پر دیکھئے

میرے مخالف حضرت عیسیٰ ابن مریم کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اور چونکہ وہ نبی ہیں اس لئے ان کے آنے پر بھی وہی اعتراض ہوگا جو مجھ پر کیا جاتا ہے یعنی یہ کہ خاتم النبیّین کی مہر ختمیت ٹوٹ جائے گی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیّین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ [1] بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیّین کی مُہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنی بہرحال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہا نہ اور کوئی یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ تمہاری حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اس کا اسم آنجناب کے اسم سے مطابق ہوگا یعنی اس کا نام بھی محمد اور احمد ہوگا اور اس کے اہل بیت میں سے ہوگا☆ اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا۔ یہ عمیق اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کے رو سے اسی نبی میں سے نکلا ہوا ہوگا اور اسی کی روح کا روپ ہوگا اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلق بیان کیا یہاں تک کہ دونوں کے نام ایک کر دیئے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کا یشوعا بروز تھا اور بروز

☆ حاشیہ: یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی اس کی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ سلمان منا اهل البيت علٰى مشرب الحسن۔ میرا نام سلمان رکھا یعنی دو سِلم۔ اور سِلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہوں گی۔ ایک اندرونی کہ جو اندرونی بغض اور شحنا کو دور کرے گی دوسری بیرونی کہ جو بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کر کے اور اسلام کی عظمت

سکین نمبر 6 صفحہ نمبر 21 پر دیکھئے

شخص کے نام ہیں جیسا کہ قرآن شریف میں اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہ ہے وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ [1] یعنی آنحضرتؐ کے اصحاب میں سے ایک اور فرقہ ہے جو ابھی ظاہر نہیں ہوا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ اصحاب وہی کہلاتے ہیں جو نبی کے وقت میں ہوں اور ایمان کی حالت میں اس کی صحبت سے مشرف ہوں اور اس سے تعلیم اور تربیت پاویں۔ پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنے والی قوم میں ایک نبی ہوگا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا اس لئے اس کے اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کہلائیں گے اور جس طرح صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنے رنگ میں خدا تعالیٰ کی راہ میں دینی خدمتیں ادا کی تھیں وہ اپنے رنگ میں ادا کریں گے۔ بہرحال یہ آیت آخری زمانہ میں ایک نبی کے ظاہر ہونے کی نسبت ایک پیشگوئی ہے ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسے لوگوں کا نام اصحاب رسول اللہ رکھا جائے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا۔ آیت ممدوحہ بالا میں یہ تو نہیں فرمایا و اٰخرین من الاُمّة بلکہ یہ فرمایا و اٰخرین منهم اور ہر ایک جانتا ہے کہ منهم کی ضمیر اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف راجع ہے۔ لہٰذا وہی فرقہ منهم میں داخل ہو سکتا ہے جس میں ایسا رسول موجود ہو کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہے اور خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس[۲۶] برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں **محمد** اور **احمد** رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز قرار دیا ہے اِسی وجہ سے براہین احمدیہ میں لوگوں کو مخاطب کر کے فرمادیا ہے قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اور نیز فرمایا ہے كلّ بركة من محمّد صلى الله عليه وسلم فتبارك من علّم وتعلّم اور اگر کوئی یہ کہے کہ کس طرح معلوم ہوا کہ حدیث لو كان الايمان معلّقًا بالثريّا لناله رجل من فارسٍ اس عاجز کے حق میں ہے اور کیوں جائز نہیں کہ اُمت محمدیہ میں سے کسی اور کے حق میں ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ براہین احمدیہ میں بار بار اس حدیث کا مصداق

سکین نمبر 7 صفحہ نمبر 21 پر دیکھئے

زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں ۔ ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنے سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لئے نبوت تامّہ نہیں مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے ۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزّہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہٖ انبیا کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیا کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔

اور اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوّت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوّت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر یک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اِس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے ۔ مگر اس بات کو بحضور دل یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ نبوت جس کا ہمیشہ کے لئے سلسلہ جاری رہے گا نبوّت تامہ نہیں ہے بلکہ جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں وہ صرف ایک جزئی نبوت ہے جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کے اسم سے موسوم ہے جو انسان کامل کے اقتدا سے ملتی ہے جو مستجمع جمیع کمالات نبوت تامہ ہے یعنی ذات ستودہ صفات حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فاعلم ارشدک اللّٰہ تعالیٰ انّ النبی محدث والمحدّث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوت و قد قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یبق من النبوت الا المبشرات ای لم یبق من انواع النبوت الا نوع واحد وھی المبشرات من اقسام الرؤیا الصادقۃ والمکاشفات الصحیحۃ و الوحی الذی ینزل علی خواص الاولیاء و النور الذی یتجلّٰی علٰی

سنہ ۱۸۸۳ء

اَلْفِتْنَةُ هٰهُنَا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ

اِس جگہ ایک فتنہ ہے سو اولوا العزم نبیوں کی طرح صبر کر

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا

جب خدا مشکلات کے پہاڑ پر تجلّی کرے گا تو اِنہیں پاش پاش کر دے گا

قُوَّةُ الرَّحْمٰنِ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ الصَّمَدِ

یہ خدا کی قوّت ہے کہ جو اپنے بندے کے لئے وہ غنیٔ مطلق ظاہر کرے گا۔

مَقَامٌ لَّا تَتَرَقَّى الْعَبْدُ فِيْهِ بِسَعْيِ الْاَعْمَالِ۔

یعنی عبد اللہ الصمد ہونا ایک مقام ہے کہ جو بطریق موہبتِ خاص عطا ہے کوششوں سے حاصل نہیں ہو سکتا۔

يَا دَاوُدُ عَامِلْ بِالنَّاسِ رِفْقًا وَّاِحْسَانًا۔ وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا۔ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔ یُو مَسْٹ ڈُو وہاٹ آئی ٹولڈ یُو[1]۔ تم کو وہ کرنا چاہیئے جو میں نے فرمایا ہے۔ اُشْكُرْ نِعْمَتِيْ رَاَيْتَ خَدِيْجَتِيْ۔ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ۔ اَنْتَ مُحَدَّثُ اللّٰهِ۔ فِيْكَ مَادَّةٌ فَارُوْقِيَّةٌ۔

اے داؤد خلق اللہ کے ساتھ رفق اور احسان کے ساتھ معاملہ کر۔ اور سلام کا جواب احسن طور پر دے۔ اور اپنے رب کی نعمت کا لوگوں کے پاس ذکر کر۔ میری نعمت کا شکر کر کہ تو نے اُس کو قبل از وقت پایا۔ آج تجھے حظِ عظیم ہے۔ تو محدَّث اللہ ہے۔ تجھ میں مادۂ فاروقی ہے۔

سَلَامٌ عَلَيْكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ۔ اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ۔ ذُوْ عَقْلٍ مَّتِيْنٍ۔ حِبُّ اللّٰهِ خَلِيْلُ اللّٰهِ اَسَدُ اللّٰهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ۔ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ۔ اَلَمْ نَجْعَلْ لَّكَ سُهُوْلَةً فِيْ كُلِّ اَمْرٍ۔ بَيْتُ الْفِكْرِ وَبَيْتُ الذِّكْرِ۔ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔

تیرے پر سلام ہے اے ابراہیم! تو آج ہمارے نزدیک صاحبِ مرتبہ اور امانت دار اور قوی العقل ہے اور دوستِ خدا ہے۔ خلیل اللہ ہے۔ اسد اللہ ہے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیج۔ یعنی یہ اُسی نبی کریمؐ کی متابعت کا نتیجہ ہے۔

اور بقیہ ترجمہ یہ ہے کہ خدا نے تجھ کو ترک نہیں کیا اور نہ وہ تجھ پر ناراض ہے۔ کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں

[1] You must do what I told you.

۹

"اے مکذبو! میری مراد نبوت سے یہ نہیں کہ میں نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں۔ یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الٰہیہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ و مخاطبہ رکھتے ہیں میں اسکی کثرت کا نام بحکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں۔ ولکل ان یصطلح۔ اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص۶۸)

پس آپ کے دعویٰ میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی آپ کا کوئی الہام یا آپ کی کوئی تقریر منسوخ ہوئی۔ بلکہ نبوت کا مسلمانوں میں رائج تعریف کے پیش نظر سنہ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ نبی کے لفظ کو ظاہر سے پھیر کر بمعنی محدث لیتے تھے لیکن سنہ۱۹۰۱ء کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ پر جو نبوت کی حقیقت کا انکشاف کیا اس کی بنا پر اسی چیز کا نام بحکم الٰہی نبوت رکھا اور اس نئی تعریف کے ماتحت اپنے آپ کو نبی قرار دیا۔

دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء

یہ رسالہ آپ نے اپریل سنہ۱۹۰۲ء میں شائع فرمایا۔ جب کہ پنجاب میں طاعون کا بہت زور تھا اس رسالہ میں طاعون سے متعلق آپ نے ان الہامات کا ذکر فرمایا ہے جن میں طاعون کی وباء کے پھیلنے کے متعلق پیشگوئی تھی اور یہ بھی بتایا گیا تھا کہ طاعون دنیا میں اس لئے آئی ہے کہ خدا کے مسیح کا نہ صرف انکار کیا گیا بلکہ اس کو دکھ دیا گیا۔ اس کے قتل کرنے کے منصوبے کئے گئے۔ اس کا نام کافر اور دجال رکھا گیا۔ اور پہلی کتابوں میں پیشگوئی پائی جاتی تھی کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت سخت طاعون پڑے گی۔ اور فرمایا کہ اس کا یقینی علاج تو یہی ہے کہ اس مسیح کو سچے دل اور اخلاص سے قبول کیا جائے اور اپنی زندگیوں میں ایک روحانی تبدیلی پیدا کی جائے۔ نیز وحی الٰہی

روحانی خزائن جلد18 صفحہ9 دیباچہ از قادیانی مبلغ مولوی جلال الدین شمس

سکین نمبر10 صفحہ نمبر22 پر دیکھئے

کے یہ معنے کئے تو کہاں سے سمجھا گیا کہ پہلے معنوں سے انکار کیا ہے کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ خیر القرون نہیں کہلاتا؟ کیا اس زمانہ کی عبادات ثواب میں بڑھ کر نہیں تھیں؟ کیا اُس زمانہ میں نصرتِ دین کے لئے فرشتے نازل نہیں ہوتے تھے؟ کیا روح الامین نازل نہیں ہوتا تھا؟ پس ظاہر ہے کہ لیلۃ القدر کے تمام آثار وانوار و برکات اُس زمانہ میں موجود تھے ایک ظلمت بھی موجود تھی جس کے دُور کرنے کے لئے یہ انوار و ملائک اور روح الامین اور طرح طرح کی روشنی نازل ہو رہی تھی۔ پھر اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقدّس زمانہ کا نام بھی الہام الٰہی سے لیلۃ القدر ظاہر کیا گیا تو اس سے کونسی قباحت لازم آ گئی؟ جو شخص قرآن شریف کے ایک معنی کو مسلّم رکھ کر ایک دوسرا لطیف نکتہ اس کا بیان کرتا ہے تو کیا اس کا نام مُلحد رکھنا چاہیئے؟ اس خیال کے آدمی بلا شبہ قرآن شریف کے دشمن اور اس کے اعجاز کے منکر ہیں۔

(۱۰) **سوال**۔ ملائک اور جبرئیل علیہ السلام کے وجود سے انکار کیا ہے اور انکو توضیح مرام میں صرف کواکب کی قوتیں ٹھہرایا ہے۔

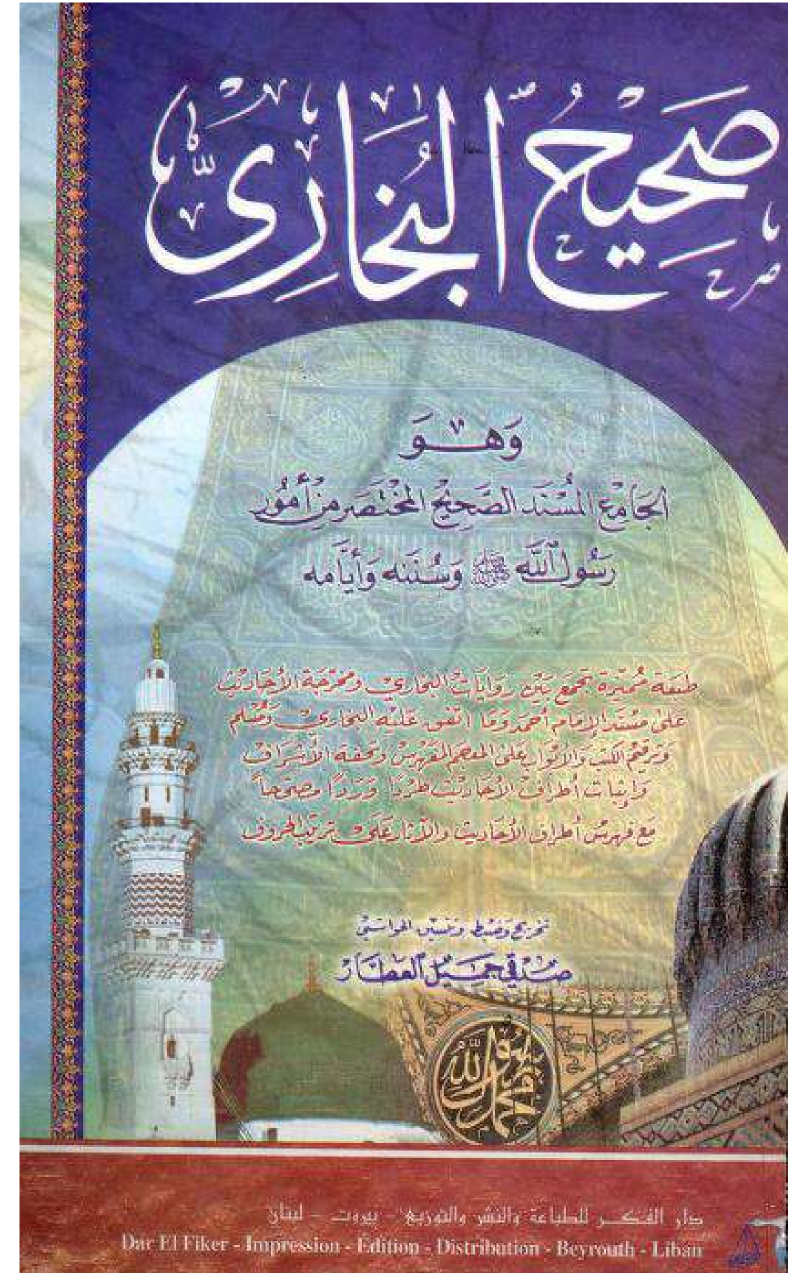
اما الجواب۔ یہ آپ کا دھوکا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ عاجز ملائک اور حضرت جبرائیلؑ کے وجود کو اُسی طرح مانتا ہے جس طرح قرآن اور حدیث میں وارد ہے اور جیسا کہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رُو سے ملائک کے اجرامِ سماوی سے خادمانہ تعلقات پائے جاتے ہیں یا جو جو کام خاص طور پر انہیں سپرد ہو رہا ہے اسی کی تشریح رسالہ توضیح مرام میں ہے۔

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطا است سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجا است

(۱۱) **سوال**۔ رسالہ فتح اسلام میں نبوّت کا دعویٰ کیا ہے۔

امّا الجواب۔ نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدائے تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔ جس حالت میں رویائے صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصّہ ہے

سکین نمبر11 صفحہ نمبر22 پر دیکھئے



سکین نمبر 12 صفحہ نمبر 23 پر دیکھئے

مُحَمَّدِ بنِ سِيرِينَ عن أبي هُرَيْرَةَ، رضي الله تعالى عنهُ، قال: قال النَّبِيُّ ﷺ: «بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيفُ بِرَكِيَّةٍ كادَ يَقْتُلُهُ العَطَشُ إذْ رأتْهُ بَغِيٌّ مِنْ بَغَايَا بَني إسْرَائِيلَ، فنَزَعَتْ مُوقَها فَسَقَتْهُ فغُفِرَ لَهَا بِهِ». [انظر الحديث ٣٣٢١]. [م= ك= ٣٩، ب= ٤١، ح= ٢٢٤٥].

3468 ـ **حدَّثنا** عَبْدُ الله بنُ مَسْلَمَةَ عنْ مالِكٍ عنِ ابنِ شِهابٍ عن حُمَيْدِ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أنَّهُ سَمِعَ مُعاوِيَةَ بنِ أبي سُفْيانَ عامَ حَجَّ علَى المِنْبَرِ فتَناوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعَرٍ كانَتْ في يَدَيْ حَرَسِيٍّ فقال يا أهْلَ المَدِينَةِ أيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَنْهَى عنْ مِثْلِ هٰذِهِ ويَقُولُ: «إنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إسْرَائِيلَ حينَ اتَّخَذَهَا نِسَاؤُهُمْ». [الحديث ٣٤٦٨ ـ أطرافه في: ٣٤٨٨، ٥٩٣٢، ٥٩٣٨]. [م= ك= ٣٧، ب= ٣٣، ح= ٢١٢٧].

3469 ـ **حدَّثنا** عَبْدُ العَزِيزِ بنُ عَبْدِ الله، حدَّثنا إبْرَاهِيمُ بنُ سَعْدٍ عنْ أبِيهِ عنْ أبي سلَمَةَ عنْ أبي هُرَيْرَةَ، رضي الله تعالى عنهُ، عنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «إنَّهُ قَدْ كانَ فِيمَا مَضَى قَبْلَكُمْ مِنَ الأُمَمِ مُحَدَّثُونَ، وإنَّهُ إنْ كانَ في أُمَّتِي هٰذِهِ مِنْهُمْ فإنَّهُ عُمَرُ بنُ الخَطَّابِ». [الحديث ٣٤٦٩ ـ طرفه في: ٣٦٨٩].

3470 ـ **حدَّثنا** مُحَمَّدُ بنُ بَشَّارٍ، حدَّثنا مُحَمَّدُ بنُ أبي عَدِيٍّ عنْ شُعْبَةَ عنْ قَتَادَةَ عنْ أبي الصِّدِّيقِ النَّاجِي عنْ أبي سَعِيدٍ، رضيَ الله تعالى عنهُ، عنِ النَّبِيِّ ﷺ قال: «كانَ في بَنِي إسْرَائِيلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وتِسْعِينَ إنْسَاناً ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ، فأتَى رَاهِباً فسَألَهُ فقال لَهُ: هَلْ مِنْ تَوْبَةٍ؟ قال: لا! فَقَتَلَهُ فجَعَلَ يَسْألُ فقال لَهُ رَجُلٌ: ائْتِ قَرْيَةَ كَذَا وكَذَا فأدْرَكَهُ المَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا، فاخْتَصَمَتْ مَلائِكَةُ الرَّحْمَةِ ومَلائِكَةُ العَذَابِ، فأوْحَى الله إلى هٰذِهِ أنْ تَقَرَّبِي وأوْحَى الله إلَى هٰذِهِ أنْ تَبَاعَدِي. وقال: قِيسُوا ما بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ إلَى هٰذِهِ أقْرَبَ بِشِبْرٍ فغُفِرَ لَهُ». [م= ك= ٤٩، ب= ٨، ح= ٢٧٦٦، أ= ١١١٥٤].

3471 ـ **حدَّثنا** عَلِيُّ بنُ عَبْدِ الله، حدَّثنا سُفْيَانُ، حدَّثنا أبُو الزِّنَادِ عنِ الأعْرَجِ عنْ أبي سلَمَةَ عنْ أبي هُرَيْرَةَ، رضيَ الله تعالى عنهُ، قال: صَلَّى رَسُولُ الله ﷺ صَلاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أقْبَلَ علَى النَّاسِ فقالَ: «بَيْنَا رَجُلٌ يَسُوقُ بَقَرَةً إذْ رَكِبَهَا فضَرَبَهَا فقالَتْ: إنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا إنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحَرْثِ! فقالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ الله بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ؟ فقال: فإنِّي أُومِنُ بِهٰذَا أنَا وأبُو بَكْرٍ وعُمَرُ وما هُمَا ثَمَّ، وبَيْنَمَا رَجُلٌ في غَنَمِهِ إذْ عَدَا الذِّئْبُ فذَهَبَ مِنْهَا بِشاةٍ فطَلَبَ حتَّى كأنَّهُ اسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ، فقال لَهُ الذِّئْبُ هٰذَا: اسْتَنْقَذْتَهَا مِنِّي فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لا رَاعِيَ لها غَيْرِي؟ فقالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ الله ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ؟ قال: فإنِّي أُومِنُ بِهٰذَا أنَا وأبُو بَكْرٍ وعُمَرُ وما هُمَا ثَمَّ». وحدَّثنا عَلِيٌّ حدَّثنا سُفْيَانُ عنْ مِسْعَرٍ عنْ سَعْدِ بنِ إبْرَاهِيمَ عنْ أبي سلَمَةَ عنْ أبي هُرَيْرَةَ عنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ. [انظر الحديث ٢٣٢٤ وطرفيه].

3468 ـ قوله: (قصة) أي قطعة من شعر الناصية اهـ. (حين اتخذها) ولأبي ذر حين اتخذ هذه (شارح).

3470 ـ قوله: (يسأل) أي عن أعلم أهل الأرض. (فناء) بنون ومدّ وبعد الألف همزة أي مال، وحكي فنأى بوزن سعى أي بعد كما في الشارح.

3471 ـ قوله: (فقال فإني) ولأبوي ذر والوقت، قال فإني. قوله: (هذا) أي يا هذا أو المراد هذا اليوم.

سکین نمبر 12 صفحہ نمبر 23 پر دیکھئے

عُمَرُ: أَضْحَكَ اللهُ سِنَّكَ يا رسُولَ الله! فقال النَّبِيُّ ﷺ: «عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلاءِ اللاتِي كُنَّ عِنْدِي فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الحِجَابَ». فقال عُمَرُ: فأنْتَ أحَقُّ أنْ يَهَبْنَ يا رَسُولَ الله. ثُمَّ قالَ عُمَرُ: يا عَدُوَّاتِ أنْفُسِهِنَّ! أتَهَبْنَنِي ولا تَهَبْنَ رسُولَ الله ﷺ؟ فَقُلْنَ: نَعَمْ! أنْتَ أفَظُّ وأغْلَظُ مِنْ رَسُولِ الله ﷺ. فقال رسُولُ الله ﷺ: «إيهاً يا ابْنَ الخَطَّابِ والَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ما لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سالِكاً فَجاً قَطُّ إلاَّ سلَكَ فَجاً غَيْرَ فَجِّكَ». [انظر الحديث ٣٢٩٤ وطرفه].

3684 ـ **حدَّثنا** مُحَمَّدُ بنُ المُثَنَّى، حدَّثنا يَحْيَى عنْ إسْمَاعِيلَ، حدَّثنا قَيْسٌ قالَ: قالَ عَبْدُ الله: ما زِلْنَا أعِزَّةً مُنْذُ أسْلَمَ عُمَرُ رضي الله تعالى عنه. [الحديث ٣٦٨٤ ـ طرفه في: ٣٨٦٣].

3685 ـ **حدَّثنا** عَبْدَانُ، أخبرَنا عَبْدُ الله، حدَّثنا عُمَرُ بنُ سَعِيدٍ عنِ ابنِ أبي مُلَيْكَةَ أنَّهُ سَمِعَ ابنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ: وُضِعَ عُمَرُ علَى سَرِيرِهِ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُونَ ويُصَلُّونَ قَبْلَ أنْ يُرْفَعَ، وأنا فِيهِمْ، فلَمْ يَرُعْنِي إلاَّ رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِي فإذَا عَلِيٌّ، فتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ وقال: ما خَلَّفْتَ أحَداً أحَبَّ إلَيَّ أنْ ألْقَى اللهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ! وايْمُ الله إنْ كُنْتُ لأظُنُّ أنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَ صاحِبَيْكَ، وحَسِبْتُ أنِّي كُنْتُ كَثِيراً أسْمَعُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «ذَهَبْتُ أنا وأبُو بَكْرٍ وعُمَرُ، ودَخَلْتُ أنا وأبُو بَكْرٍ وعُمَرُ، وخَرَجْتُ أنا وأبُو بَكْرٍ وعُمَرُ». [انظر الحديث ٣٦٧٧].

3686 ـ **حدَّثنا** مُسَدَّدٌ، حدَّثنا يَزِيدُ بنُ زُرَيْعٍ، حدَّثنا سَعِيدٌ قال: وقال لِي خَلِيفَةُ حدَّثنا مُحَمَّدُ بن سَوَاءٍ وكَهْمَسُ بنُ المِنْهَالِ قالاَ: حدَّثنا سَعِيدٌ عنْ قَتَادَةَ عنْ أنَسِ بنِ مالِكٍ، رضي الله تعالى عنه، قال: صَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ إلى أُحُدٍ ومعَهُ أبُو بَكْرٍ وعُمَرُ وعُثْمَانُ فرَجَفَ بِهِمْ فضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ قال: «اثْبُتْ أُحُدُ! فما عَلَيْكَ إلاَّ نَبِيٌّ أوْ صِدِّيقٌ أوْ شَهِيدَانِ». [انظر الحديث ٣٦٧٥ وطرفه].

3687 ـ **حدَّثنا** يَحْيَى بنُ سُلَيْمانَ قال: حدَّثني ابنُ وَهْبٍ قال: حدَّثني عُمَرُ ـ هُوَ ابنُ مُحَمَّدٍ ـ أنَّ زَيْدَ بنَ أسْلَمَ حدَّثَهُ عنْ أبِيهِ قالَ: سألَنِي ابنُ عُمَرَ عنْ بَعْضِ شأنِهِ ـ يَعْنِي عُمَرَ ـ فأخْبَرْتُهُ فقال: ما رأيْتُ أحَداً قَطُّ بَعْدَ رسُولِ الله ﷺ مِنْ حِينَ قُبِضَ كانَ أجَدَّ وأجْوَدَ حَتَّى انْتَهَى مِنْ عُمَرَ بنِ الخَطَّابِ.

3688 ـ **حدَّثنا** سُلَيْمانُ بنُ حَرْبٍ، حدَّثنا حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ عنْ ثابِتٍ عنْ أنَسٍ، رضي الله تعالى عنه، أنَّ رَجُلاً سألَ النَّبِيَّ ﷺ عنِ السَّاعَةِ فقال: مَتَى السَّاعَةُ؟ قال: «وماذَا أعْدَدْتَ لَهَا؟» قال: لا شَيْءَ، إلاَّ أنِّي أُحِبُّ اللهَ ورسُولَهُ ﷺ. فقال: «أنْتَ مَعَ مَنْ أحْبَبْتَ». قال أنَسٌ: فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ فَرَحَنا بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ «أنْتَ مَعَ مَنْ أحْبَبْتَ» قال أنَسٌ: فأنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ ﷺ وأبَا بَكْرٍ وعُمَرَ وأرْجُو أنْ أكُونَ مَعَهُمْ بِحُبِّي إيَّاهُمْ وإنْ لَمْ أعْمَلْ بِمِثْلِ أعْمَالِهِمْ. [الحديث ٣٦٨٨ ـ أطرافه في: ٦١٦٧، ٦١٧١، ٧١٥٣].

3689 ـ **حدَّثنا** يَحْيَى بنُ قَزَعَةَ، حدَّثنا إبْرَاهِيمُ بنُ سَعْدٍ عنْ أبِيهِ عنْ أبِي سلَمَةَ عنْ أبِي

3685 ـ قوله: (وحسبت) مقحم.

3687 ـ قوله: (حتى انتهى من عمر) أي انتهى الأمر إلى عمر.

سکین نمبر13 صفحہ نمبر23 پر دیکھئے

هُرَيْرَةَ، رضي الله تعالى عنهُ، قال: قال رسُولُ الله ﷺ: «لَقَدْ كانَ فِيمَا قَبْلَكُمْ مِنَ الأُمَمِ مُحَدَّثُونَ، فإنْ يَكُ في أُمَّتِي أحَدٌ فإنَّهُ عُمَرُ». زَادَ زَكَرِيَّاءُ بنُ أبِي زَائِدَةَ عنْ سَعْدٍ عنْ أبِي سلَمَةَ عنْ أبِي هُرَيْرَةَ، رضي الله تعالى عنه، قال: قال النَّبِيُّ ﷺ: «لَقَدْ كانَ فِيمَنْ كانَ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِي إسْرَائِيلَ رِجالٌ يُكَلَّمُونَ مِنْ غَيْرِ أنْ يَكُونُوا أنْبِياءَ، فإنْ يَكُنْ مِنْ أُمَّتِي مِنْهُمْ أحَدٌ فَعُمَرُ». [انظر الحديث ٣٤٦٩].

قال ابنُ عَبَّاسٍ، رضي الله تعالى عنهما: «ما مِنْ نَبِيٍّ ولاَ مُحَدَّثٍ».

3690 ـ **حدَّثنا** عَبْدُ الله بنُ يُوسُفَ، حدَّثنا اللَّيْثُ، حدَّثَنا عُقَيْلٌ عنِ ابنِ شِهَابٍ عنْ سَعِيدِ بنِ المُسَيَّبِ وأبِي سلَمَةَ بنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قالاَ: سَمِعْنَا أبَا هُرَيْرَةَ، رضي الله تعالى عنهُ، يَقُولُ: قال رسُولُ الله ﷺ: «بَيْنَمَا رَاعٍ في غَنَمِهِ عَدَا الذِّئْبُ فأخَذَ مِنْهَا شاةً فطَلَبَهَا حَتَّى اسْتَنْقَذَهَا. فالْتَفَتَ إلَيْهِ الذِّئْبُ فقال لَهُ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي؟» فقال النَّاسُ: سُبْحَانَ الله! فقال النَّبِيُّ ﷺ: «فإنِّي أُومِنُ بِهِ وأبُو بَكْرٍ وعُمَرُ، وما ثَمَّ أبُو بَكْرٍ وعُمَرُ». [انظر الحديث ٢٣٢٤ وطرفيه].

3691 ـ **حدَّثنا** يَحْيَى بنُ بُكَيْرٍ حدَّثنا اللَّيْثُ عنْ عُقَيْلٍ عنِ ابنِ شِهَابٍ قال: أخْبَرَنِي أبُو أُمَامَةَ بنُ سَهْلِ بنِ حُنَيْفٍ عنْ أبِي سَعِيدٍ الخُدْرِيِّ، رضي الله تعالى عنه، قال: سَمِعْتُ رسُولَ الله ﷺ يَقُولُ: «بَيْنَا أنا نَائِمٌ رأيْتُ النَّاسَ عُرِضُوا علَيَّ وعلَيْهِمْ قُمُصٌ، فَمِنْهَا ما يَبْلُغُ الثُّدِيَّ، ومِنْهَا ما يَبْلُغُ دُونَ ذلِكَ، وعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ وعلَيْهِ قَمِيصٌ اجْتَرَّهُ». قالُوا: فَما أوَّلْتَهُ يا رَسُولَ الله؟ قال: «الدِّينَ». [انظر الحديث ٢٣ وأطرافه].

3692 ـ **حدَّثنا** الصَّلْتُ بنُ مُحَمَّدٍ، حدَّثنا إسْمَاعِيلُ بنُ إبْرَاهِيمَ، حدَّثنا أيُّوبُ عنِ ابنِ أبِي مُلَيْكَةَ عنِ المِسْوَرِ بنِ مَخْرَمَةَ قال: لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يألَمُ، فقال لَهُ ابنُ عبَّاسٍ وكأنَّهُ يُجَزِّعُهُ: يا أمِيرَ المُؤْمِنِينَ! ولَئِنْ كانَ ذاكَ لَقَدْ صَحِبْتَ رسُولَ الله ﷺ فأحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فارَقْتَهُ وهُوَ عَنْكَ راضٍ ثُمَّ صَحِبْتَ أبا بَكْرٍ فأحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ ثُمَّ فارَقْتَهُ وهُوَ عَنْكَ راضٍ، ثُمَّ صَحِبْتَ صَحَبَتَهُمْ فأحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ ولَئِنْ فارَقْتَهُمْ لَتُفَارِقَنَّهُمْ وهُمْ عنْكَ راضُونَ. قال: أمَّا ما ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُولِ الله ﷺ ورِضَاهُ فإنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ الله تعالى مَنَّ بِهِ علَيَّ، وأمَّا ما ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ أبِي بَكْرٍ ورِضَاهُ فإنَّمَا ذَاكَ مَنٌّ مِنَ الله جَلَّ ذِكْرُهُ مَنَّ بِهِ عَلَيَّ، وأمَّا ما تَرَى مِنْ جَزَعِي فَهُوَ مِنْ أجْلِكَ وأجْلِ أصْحَابِكَ! واللهِ لَوْ أنَّ لِي طِلاَعَ الأرْضِ ذَهَباً لافْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ عَذَابِ الله عَزَّ وجَلَّ قَبْلَ أنْ أرَاهُ. قال حَمَّادُ بنُ زَيْدٍ: حدَّثنا أيُّوبُ عنِ ابنِ أبِي مُلَيْكَةَ عنِ ابنِ عَبَّاسٍ: دَخَلْتُ عَلَى عُمَرَ بِهٰذَا.

3693 ـ **حدَّثنا** يُوسُفُ بنُ مُوسَى، حدَّثنا أبُو أُسامَةَ قال: حدَّثني عُثْمَانُ بنُ غِيَاثٍ حدَّثنا أبُو عُثْمَانَ النَّهْدِيُّ عنْ أبِي مُوسَى، رضي الله تعالى عنهُ، قال: كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ في حائِطٍ مِنْ حِيطَانِ المَدِينَةِ فجاءَ رَجُلٌ فاسْتَفْتَحَ، فقال النَّبِيُّ ﷺ: «افْتَحْ لَهُ وبَشِّرْهُ بالجَنَّةِ» ففَتَحْتُ لَهُ فإذَا هُوَ أبُو بَكْرٍ

3691 ـ قوله: (الثدي) ولأبي ذر: بفتح فسكون على الإفراد.

3692 ـ قوله: (كأنه يجزعه) أي يزيل جزعه. (ثم صحبت صحبتهم): جمع صاحب والظاهر أصحابهما. (طلاع الأرض) ملؤها.

سکین نمبر13 صفحہ نمبر23 پر دیکھئے

المعجم الكبير

للحافظ أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني

٢٦٠هـ - ٣٦٠هـ

حققه وخرج احاديثه

حمدي عبد المجيد السلفي

الجزء السابع عشر

الناشر
مكتبة ابن تيمية
القاهرة ت : ٨٦٤٢٤٠

بن أبي مريم انا نافع بن يزيد حدثني بكر بن عمرو انه سمع مشرح بن هاعان يقول سمعت عقبة بن عامر يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « سيخرج اقوام من أمتي يشربون القرآن كشربهم اللبن » .

..... (٨٢٢) - حدثنا هارون بن ملول المصري ثنا ابو عبدالرحمن المقري ثنا حيوة بن شريح عن بكر بن عمرو عن مشرح بن هاعان عن عقبة بن عامر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : « لو كان بعدي نبي لكان عمر » .

..... (٨٢٣) - حدثنا هارون بن ملول ثنا ابو عبدالرحمن المقري ثنا حيوة بن شريح عن بكر بن عمرو عن مشرح بن هاعان عن عقبة بن عامر قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول :« أهل اليمن ارق وألين افئدة واسمع طاعة » .

---

٨٢٢ - ورواه احمد (١٥٤/٤) والترمذي (٣٧٦٩) وحسنه والحاكم (٨٥/٣) وصححه الروياني في مسنده (١/١٥٠) وابو بكر النجاد في الفوائد المنتقاة (١٧/١-٢) وابن سمعون في الامالي (٢/١٧٢) وابو بكر القطيعي في الفوائد المنتقاة (٢/٧/٤) والخطيب في الموضح (٢/٢٢٦) وابن عساكر (٢/٢١٠/٣) قال شيخنا بعد ان اورده في سلسلة الصحيحة رقم (٣٢٧) وهذا سند حسن كلهم ثقات وفي مشرح كلام لا ينزل حديثه عن رتبة الحسن وقد وثقه ابن معين . قلت وله شاهدان تقدم احدهما (٤٥٧) . من حديث عصمة وشاهد من حديث ابي سعيد في الاوسط .

٨٢٣ - ورواه احمد (١٥٤/٤) وعنده وانجع طاعة . قال في المجمع (٥٥/١٠) واسناده حسن .



كتاب فضائل الصحابة

للإمام
أبي عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل
(١٦٤ - ٢٤١ هـ)

حققه وخرج احاديثه
وصي الله بن محمد عباس

الجزء الأول

سکین نمبر 15 صفحہ نمبر 24 پر دیکھئے

ابن ابي فديك عن عبدالرحمن (٥٥/ أ) بن ابي الزناد عن ابن ابي عتيق عن ابيه عن عائشة ان النبي ﷺ قال ما من نبي إلا وفي امته من بعده معلَم او معلِم فان يكن في امتي منهم احد فهو عمر بن الخطاب، ان الحق على لسان عمر وقلبه .

(٥١٩) حدثنا جعفر قثنا محمد بن عبدالله بن نمير قثنا عبدالله بن يزيد قال انا حيوة بن شريح عن بكر بن عمرو عن مشرح بن هاعان المعافري قال سمعت عقبة بن عامر يقول سمعت رسول الله ﷺ يقول لو كان بعدي نبي لكان عمر ابن الخطاب .

---

(٥١٩) اسناده حسن .

وعبدالله بن يزيد العدوي مولى آل عمر أبو عبدالرحمن المقري القصير، ثقة فاضل وثقه غير واحد وقال ابن المبارك زر زده يعني ذهبا مضروبا خالصا، أقرأ القرآن نيفا وسبعين عاما، مات ٢١٣ على خلاف .

الجرح (٢ : ٢ : ٢٠١)، التهذيب (٦ : ٨٣) .

وحيوة بن شريح بن صفوان بن مالك التجيبي أبو زرعة المصري الفقيه الزاهد، ثقة ثبت قال احمد ثقة ثقة وثقه ابن معين وأبو حاتم والفسوي وغيرهم، مات ١٥٨ على خلاف .

ابن سعد (٧ : ٥١٥)، الجرح (١ : ٢ : ٣٠٦)، التهذيب (٣ : ٦٩) .

وبكر بن عمرو المعافري المصري امام جامعها قال احمد يروي له وقال أبو حاتم شيخ وقال ابن يونس كانت له عبادة وفضل وذكره ابن حبان في الثقات، وقال الدارقطني ينظر في أمره وفي رواية عنه يعتبر به، قال الذهبي محله الصدق واحتج به الشيخان مات بعد ١٤٠ .

الجرح (١ : ١ : ٣٩٠)، الميزان (١ : ٣٤٧)، التهذيب (١ : ٤٨٥) .

وأخرجه احمد (٤ : ١٥٤)، والترمذي (٥ : ٦١٩) والقطيعي في الفوائد المنتقاه (٤ : ٧ : ٢) (كما في الصحيحة رقم ٣٢٧) والفسوي في تاريخه (٢ : ٥٠٠) والحاكم (٣ : ٨٥) وصححه ووافقه الذهبي كلهم عن عبدالله بن يزيد المقري مثله . وله شاهدان ضعيفان .

١ - عن عصمة قال في مجمع الزوائد (٩ : ٦٨) رواه الطبراني وفيه الفضل بن مختار وهو ضعيف .

٢ - عن أبي سعيد الخدري قال الهيثمي رواه الطبراني في الأوسط وفيه عبدالمنعم بن بشير وهو ضعيف .

ومضى برقم ٤٩٨ من طريق آخر .

سکین نمبر 15 صفحہ نمبر 24 پر دیکھئے

تو کچھ تعجب نہیں کہ اِس معجزہ نما جانور کی گورنمنٹ جان بخشی کر دے۔ اِسی طرح عیسائیوں کو چاہیئے کہ کلکتہ کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ اس میں طاعون نہیں پڑے گی کیونکہ بڑا بشپ برٹش انڈیا کا کلکتہ میں رہتا ہے۔ اِسی طرح میاں شمس الدین اور اُن کی انجمن حمایت اسلام کے ممبروں کو چاہیئے کہ لاہور کی نسبت پیشگوئی کر دیں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا۔ اور منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ جو الہام کا دعویٰ کرتے ہیں اُن کے لئے بھی یہی موقع ہے کہ اپنے الہام سے لاہور کی نسبت پیشگوئی کر کے انجمن حمایت اسلام کو مدد دیں۔ اور مناسب ہے کہ عبد الجبار اور عبد الحق شہر امرتسر کی نسبت پیشگوئی کر دیں اور چونکہ فرقہ وہابیہ کی اصل جڑ دِلّی ہے اس لئے مناسب ہے کہ نذیر حسین اور محمد حسین دِلّی کی نسبت پیشگوئی کریں کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گی۔ پس اس طرح سے گویا تمام پنجاب اِس مُہلک مرض سے محفوظ ہو جائے گا۔ اور گورنمنٹ کو بھی مفت میں سبکدوشی ہو جائے گی۔ اور اگر ان لوگوں نے ایسا نہ کیا تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیاں میں اپنا رسول بھیجا۔

اور بالآخر یاد رہے کہ اگر یہ تمام لوگ جن میں مسلمانوں کے مُلہم اور آریوں کے پنڈت اور عیسائیوں کے پادری داخل ہیں چُپ رہے تو ثابت ہو جائے گا کہ یہ سب لوگ جُھوٹے ہیں اور ایک دن آنے والا ہے جو قادیاں سُورج کی طرح چمک کر دکھلا دے گی کہ وہ ایک سچے کا مقام ہے۔ بالآخر میاں شمس الدین صاحب کو یاد رہے کہ آپ نے جو اپنے اشتہار میں آیت اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ لکھی ہے اور اس سے قبولیّت دُعا کی اُمید کی ہے۔ یہ اُمید صحیح نہیں ہے کیونکہ کلام الٰہی میں لفظ مضطر سے وہ ضرر یافتہ مُراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں نہ سزا کے طور پر لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تختہ مشق ہوں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم لوط اور قوم فرعون وغیرہ کی دعائیں اس اضطرار کے وقت میں قبول کی جاتیں مگر ایسا نہیں ہوا اور خدا کے ہاتھ نے اُن قوموں کو ہلاک کر دیا۔ اور

سکین نمبر 16 صفحہ نمبر 24 پر دیکھئے

میرے مخالف حضرت عیسیٰ ابن مریم کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اور چونکہ وہ نبی ہیں اس لئے ان کے آنے پر بھی وہی اعتراض ہوگا جو مجھ پر کیا جاتا ہے یعنی یہ کہ خاتم النبیّین کی مہر ختمیت ٹوٹ جائے گی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیّین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں۔ اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیّین کی مُہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنی بہرحال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہا نہ اور کوئی یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ تمہاری حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اس کا اسم آنجناب کے اسم سے مطابق ہوگا یعنی اس کا نام بھی محمد اور احمد ہوگا اور اس کے اہل بیت میں سے ہوگا☆ اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہوگا۔ یہ عمیق اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کے رو سے اسی نبی میں سے نکلا ہوا ہوگا اور اسی کی روح کا روپ ہوگا اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلق بیان کیا یہاں تک کہ دونوں کے نام ایک کر دیئے ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کا یشوعا بروز تھا اور بروز

☆ حاشیہ: یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی اس کی تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ سلمان منا اھل البیت علٰی مشرب الحسن۔ میرا نام سلمان رکھا یعنی دو سِلم۔ اور سِلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہوں گی۔ ایک اندرونی کہ جو اندرونی بغض اور شحنا کو دور کرے گی دوسری بیرونی کہ جو بیرونی عداوت کے وجوہ کو پامال کر کے اور اسلام کی عظمت

سکین نمبر 16 صفحہ نمبر 24 پر دیکھئے

الفتاوى الهندية

المعروفة بالفتاوى العالمكيرية

في مذهب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان

تأليف

العلامة الهمام مولانا الشيخ نظام

وجماعة من علماء الهند الأعلام

ضبطه وصححه

عبد اللطيف حسن عبد الرحمن

الجزء الثاني

يحتوي على الكتب التالية:

العتاق - الأيمان - الحدود - السرقة - السير - اللقيط

اللقطة - الإباق - المفقود - الشركة - الوقف

منشورات

محمد علي بيضون

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

سکین نمبر17 صفحہ نمبر 27 پر دیکھئے

ليس بكفر لان معناه: خدمت الله ميكند(١) كذا في المحيط، رجل رأى أعمى أو مريضاً فقال له: خداي تراد بدومر اديد وترا چنان آفريد مراچه كناه(٢) الصحيح انه لا يكفر كذا في الخلاصة، ولو قال: بخداي وبخاك پايتو(٣) يكفر، ولو قال: بخداي وبجان وسرتو(٤) فيه اختلاف المشايخ رحمهم الله تعالى كذا في الذخيرة.

ومنها ما يتعلق بالأنبياء عليهم الصلاة والسلام: من لم يقر ببعض الأنبياء عليهم الصلاة والسلام أو لم يرض بسنة من سنن المرسلين فقد كفر، وسئل ابن مقاتل عمن أنكر نبوة الخضر وذي الكفل فقال: كل من لم تجتمع الامة على نبوته لا يضره إن جحد نبوته ولو قال: لو كان فلان نبياً لم أومن به فقد كفر كذا في المحيط، عن جعفر فيمن يقول آمنت بجميع أنبيائه ولا أعلم ان آدم نبي أم لا يكفر كذا في العتابية، سئل عمن ينسب إلى الانبياء الفواحش كعزمهم على الزنا ونحوه الذي يقوله الحشوية في يوسف عليه السلام قال: يكفر لانه شتم لهم واستخفاف بهم قال ابو ذر من قال: إن كل معصية كفر وقال مع ذلك ان الانبياء عليهم السلام عصوا فكافر لانه شاتم، ولو قال: لم يعصوا حال النبوة ولا قبلها كفر لانه رد المنصوص، سمعت بعضهم يقول: إذا لم يعرف الرجل ان محمداً ﷺ آخر الانبياء عليهم وعلى نبينا السلام فليس بمسلم كذا في اليتيمة، قال أبو حفص الكبير: كل من أراد بقلبه بغض نبي كفر وكذلك من قال: لو كان فلان نبياً لم أرض به، ولو قال: اكر فلان پيغمبر بودي من بوي نكر ويدمى(٥) فإن أراد به لو كان فلان رسول الله لم اومن به كفر كما لو قال: لو امرني الله بامر لم أفعل، وفي الجامع الأصغر إذا وقع بين رجل وبين صهره خلاف فقال: إن بشر رسول الله لم آتمر بامره لا يكفر، ولو قال: إن كان ما قاله الأنبياء صدقاً وعدلاً نجونا كفر، وكذلك لو قال: انا رسول الله او قال بالفارسية: من پيغمبرم(٦) يريد به پيغام مي برم يكفر، ولو انه حين قال هذه المقالة طلب غيره منه المعجزة قيل: يكفر الطالب والمتاخرون من المشايخ قالوا: إن كان غرض الطالب تعجيزه وافتضاحه لا يكفر، ولو قال لشعر النبي ﷺ: شعير يكفر عند بعضهم، وعند الآخرين لا إلا إذا قال بطريق الإهانة، ومن قال: لا ادري أن النبي ﷺ كان إنسياً او جنياً يكفر كذا في الفصول العمادية، ولو قال: اكر فلان پيغمبر است حق خويش ازوي بستانم(٧) لا يكون كفراً كذا في فتاوى قاضيخان، ولو قال: محمد درويشك بود او قال: جامه پيغمبر ريمناك بود(٨) او قال: قد كان طويل الظفر فقد قيل يكفر مطلقاً وقد قيل يكفر إذا قال على وجه الإهانة، ولو قال للنبي عليه الصلاة والسلام ذلك الرجل قال كذا وكذا فقد قيل: إنه يكفر، ولو شتم رجلاً اسمه محمد أو أحمد أو كنيته أبو القاسم وقال له: يا ابن الزانية: وهر كه خدايرا باين اسم أو باين كنيه بنده است(٩) فقد ذكر في بعض المواضع انه إذا كان ذاكراً للنبي ﷺ يكفر كذا في المحيط، ولو قال: كل معصية كبيرة إلا معاصي الانبياء فإنها صغائر لم يكفر، ومن قال: إن كل عمد

---

(١) يفعل خدمة الله. (٢) الله رآك ورآني وخلقك هكذا فما ذنبي. (٣) بالله وبتراب رجلك. (٤) بالله وعمرك وراسك. (٥) لو كان فلان نبياً ما كنت اصدق به. (٦) انا رسول يريد به اوصل الخبر. (٧) آخذ حقي من فلان ولو كان نبياً. (٨) محمد كان دريويشا او قال كانت ملابس الرسول قذرة. (٩) وكل شخص هو عبد الله بهذا الاسم وبهذه الكنية.

سکین نمبر17 صفحہ نمبر 27 پر دیکھئے

الشفا

بتعريف حقوق المصطفى

للعالم العلامة المحقق
القاضي أبي الفضل عياض اليحصبي
المتوفى سنة ٥٤٤ هـ

وقد ذيلناه بالحاشية اللطيفة المسماة

مزيل الخفاء : عن ألفاظ الشفاء

للعلامة أحمد بن محمد بن محمد الشمني
المتوفى سنة ٨٧٢ هـ

الجزء الثاني

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

عن أشهب عن مالك ؛ وروى ابن وهب عن مالك من قال إن رداء النبي صلى الله عليه وسلم - ويروى زر النبي صلى الله عليه وسلم - وسخ أراد به عيبه قتل ، وقال بعض علمائنا أجمع العلماء على أن من دعا على نبي من الأنبياء بالويل أو بشيء من المكروه أنه يقتل بلا استتابة وأفتى أبو الحسن القابسي فيمن قال في النبي صلى الله عليه وسلم الجمال يتيم أبي طالب بالقتل ، وأفتى أبو محمد بن أبي زيد بقتل رجل سمع قوماً يتذاكرون صفة النبي صلى الله عليه وسلم إذ مر بهم رجل قبيح الوجه واللحية فقال لهم تريدون تعرفون صفته هي في صفة هذا المار في خلقه ولحيته قال ولا تقبل توبته وقد كذب لعنه الله وليس يخرج من قلب سليم الإيمان وقال أحمد بن أبي سليمان صاحب سحنون من قال إن النبي صلى الله عليه وسلم كان أسود ، يقتل ، وقال في رجل قيل له لا وحق رسول الله ؛ فقال فعل الله برسول الله كذا - وذكر كلاماً قبيحاً - فقيل له ما تقول يا عدو الله ؟ فقال أشد من كلامه الأول ثم قال : إنما أردت برسول الله العقرب فقال ابن أبي سليمان للذي سأله اشهد عليه وأنا شريكك ؛ يريد في قتله وثواب ذلك . قال حبيب بن الربيع لأن ادعاء التأويل في لفظ صراح لا يقبل لأنه امتهان وهو غير معزر لرسول الله صلى الله عليه وسلم ولا موقر له فوجب إباحة دمه ؛ وأفتى أبو عبد الله بن عتاب في عشار قال لرجل أد واشك إلى النبي صلى الله عليه وسلم وقال إن سألت أو جهلت

(قوله الجمال) بفتح الجيم وتشديد الميم

شرح الشفا

للقاضي عياض

شرحه

الملا علي القاري الهروي الحنفي

المتوفى سنة ١٠١٤هـ

ضبطه وصححه

عبد الله محمد الخليلي

الجزء الثاني

منشورات

محمد علي بيضون

لنشر كتب السنة والجماعة

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

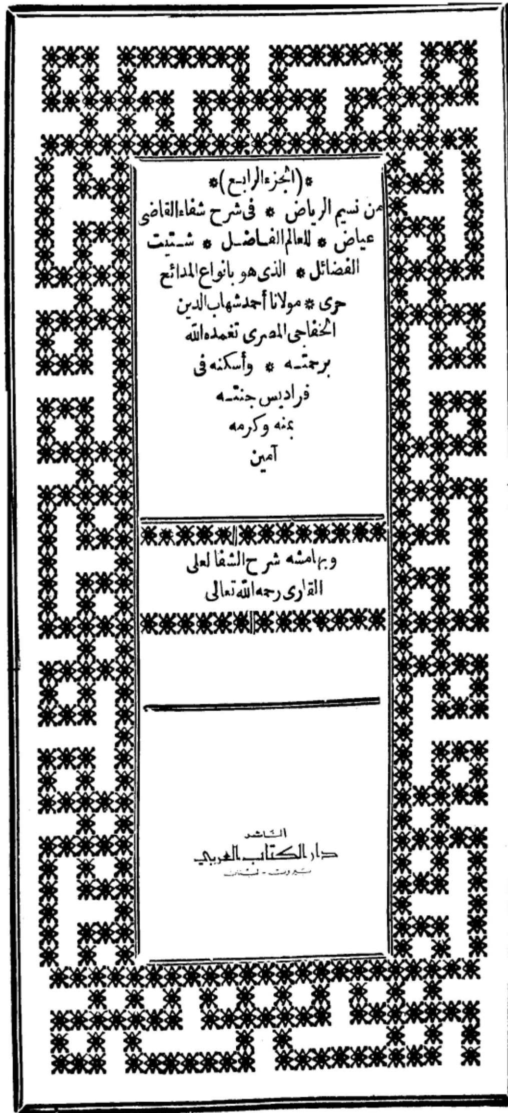
سکین نمبر19 صفحہ نمبر28 پر دیکھئے

اعلم بالصواب على أنه ليس فيه دلالة على أنه لم تقبل توبته إذا تاب؛ **(وقال أَصْبَغُ)** بفتح الهمزة والموحدة وآخره معجمة وهو ابن الفرج الفقيه المصري **(يُقْتَلُ)** أي من سب نبينا **(عَلَى كُلِّ حَالٍ أَسَرَّ ذٰلِكَ)** أي أخفاه وثبت عليه بالبينة **(أَوْ أَظْهَرَهُ)** بإقراره **(وَلاَ يُسْتَتَابُ)** أي لا تعرض عليه التوبة إذ لا تقبل توبته في الدنيا **(لأَنَّ تَوْبَتَهُ لاَ تُعْرَفُ)** أي صحتها باطناً وفيه أنا نحكم بالظاهر والله تعالى اعلم بالضمائر كما في حق الكافر والفاجر، **(وقال عبدُ الله بنُ عبدِ الْحَكم)** فقيه المالكية بمصر يروي عن مالك والليث وثقه أبو زرعة **(مَنْ سَبَّ النبي صلى الله تعالى عليه وسلم مِنْ مُسْلِمٍ أَوْ كَافِرٍ)** أي ولو ذمياً وفيه خلاف **(قُتِلَ وَلَمْ يُسْتَتَبْ)** أي كالزنديق عندهم **(وحَكَى الطَّبَرِيُّ مِثْلَهُ عن أَشْهَبَ)** أي ابن عبد العزيز المصري **(عن مَالِكٍ)** صاحب المذهب؛ **(ورَوَى ابنُ وَهْبٍ)** وهو عبد الله المصري **(عن مالِك)** وهو الإمام **(مَنْ قال إنَّ رِدَاءَ النبي صلى الله تعالى عليه وسلم)** أي مثلاً وكذا حكم ازاره وسائر دثاره وشعاره وأعضائه وأبشاره **(ويُرْوَى)** أي بدل أن رداء **(أن زِرَّ النبيِّ)** صلى الله تعالى عليه وسلم وهو وبكسر الزاء وتشديد الراء ما يشد به أطراف الحبيب **(وَسِخٌ)** أي كان وسخاً بفتح فكسر أي دنساً **(أَرَادَ بِهِ عَيْبَهُ قُتِلَ)** أي نقصه وطعنه لا بيان الواقع في نفس أمره إذ ثبت في الشمائل أنه عليه الصلاة والسلام كان يكثر القناع حتى كان ثوبه ثوب زيات وأنه خطب الناس وعليه عصابة دسماء أي ملطخة بدسومة شعره أو عرقه والدسماء في الأصل الوسخة وهي ضد النظيفة، **(وقال بعضُ عُلَمَائِنَا)** أي المالكية **(أَجْمَعَ العُلَمَاءُ)** لعل المراد علماء المالكية فكان حقه أن يقول اتفق العلماء **(عَلَى أن مَنْ دَعَا عَلَى نَبِيٍّ مِنَ الأَنْبِيَاءِ بالْوَيْلِ)** أي الهلاك أو العذاب ونحوه **(أَوْ بِشَيْءٍ مِنَ الْمَكْرُوهِ)** في حقه **(أَنَّهُ يُقْتَلُ بِلاَ اسْتِتَابَةٍ)** أي من غير مطالبة بتوبة ولا التفات إلى قبولها **(وَأَفْتَى أبو الحَسَنِ القابِسِيُّ)** بكسر الموحدة وهو المعافري القروي الحافظ **(فِيمَنْ قال في النبيِّ صلى الله تعالى عليه وسلم الْجَمَّالُ)** أي أنه الجمال بفتح الجيم وتشديد الميم وفي نسخة بالحاء المهملة **(يَتِيمُ أبي طالِب بالْقَتْلِ لظهور استهانته)** واستحقاره، **(بذلك)** أي بكونه يتيماً بقرينة الجمال هنالك وإلا فهو في نفس الأمر كذلك وقد قال تعالى: ﴿ألم يجدك يتيماً فآوى﴾ أي قد وجدك ولعل الجمع بين الوصفين مطابق للواقع في السؤال وإلا فكل واحد منهما يكفي في تكفير صاحب المقال **(وَأَفْتَى أبو محمدِ بنُ أبي زيدٍ)** أي القيرواني **(بِقَتْلِ رَجُلٍ سَمِعَ قَوْماً)** أي جمعا **(يَتَذَاكَرُونَ صِفَةَ النبيِّ صلى الله تعالى عليه وسلم إذْ مَرَّ بِهِمْ رَجُلٌ قَبِيحُ الْوَجْهِ وَاللِّحْيَةِ فقال لهم)** أي الذي أفتى ابن أبي زيد بقتله **(تُرِيدُونَ تَعْرِفُونَ صِفَتَهُ)** أي أتريدون أن تعرفوا صفة النبي صلى الله تعالى عليه وسلم **(هِيَ)** أي صفته **(صِفَةِ هٰذَا الْمَارِّ)** وفي نسخة هي في صفة هذا المار **(في خَلْقِهِ)** أي خلقته في طلعته **(وَلِحْيَتِهِ قال)** أي ابن أبي زيد **(وَلاَ تُقْبَلُ تَوْبَتُهُ)** أي وإن تاب **(وَقَدْ كَذَبَ لَعَنَهُ الله)** فإن شمائله معروفة بالحسن والجمال ونهاية الكمال وغاية الاعتدال في الأحوال **(وَلَيْسَ يَخْرُجُ)** أي ولا يظهر ما قاله هذا القائل بالبهتان **(مِن قَلْبِ سَلِيمِ الإِيمَانِ)** **وقال أحمدُ بنُ أبي سليمانَ صاحِبُ سُحنُونٍ مَن قال إنَّ**

سکین نمبر19 صفحہ نمبر28 پر دیکھئے

النبيّ صلى الله تعالى عليه وسلم كانَ أسْوَدَ، يُقْتَلُ) لأنه عليه الصلاة والسلام كان أبيض كأنما صيغ من فضة على ما رواه الترمذي في الشمائل عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه وفي رواية مسلم والترمذي عن أبي الطفيل كان ابيض مليحاً مقصداً وفي رواية البيهقي عن علي كان بياضه مشرباً بحمرة وفي رواية الشيخين عن البراء كان أحسن الناس وجهاً وفي رواية مسلم عن أنس كان أزهر اللون هذا ولم يكن تكفير هذا القائل بكذبه إذا كان جاهلاً بأمره وإنما يكفر بقصده استحقاره، (وقال) أي ابن أبي سليمان (فِي رَجُلٍ قِيلَ لَهُ) أي رداً لما قاله (لا وَحَقِّ رسولِ الله؛ فقال فَعَلَ الله بِرسولِ الله كَذَا وكذا وَذَكَرَ كَلاَماً قَبِيحاً) أي لا ينبغي أن يذكر صريحاً (فَقِيلَ لَهُ) إنكاراً عليه (ما تَقُولُ يا عَدُوَّ الله في حق رسول الله فقالَ أشَدَّ) أي كلاماً أقبح (مِنْ كلامِهِ الأَوَّلِ ثُمَّ قال إنَّمَا أرَدْتُ بِرسولِ الله العَقْرَبَ) فإنه أرسل من عند الحق وسلط على الخلق تأويلاً للرسالة العرفية بالإرادة اللغوية وهو مردود عند القواعد الشرعية (فقال ابنُ أبي سُلَيْمَانَ لِلَّذِي سَأَلَهُ) أي استفتاه (اشْهَدْ عَلَيْهِ) أي اثبت الأمر لديه (وَأنا شَرِيكُكَ) أي في الأجر المنسوب إليه؛ (يُرِيدُ) أي ابن أبي سليمان مشاركته (فِي قَتْلِهِ وَثَوَابِ ذٰلِكَ) وأجر ما يترتب على ما هنالك. (قال حَبِيبُ بنُ الرَّبِيعِ) أي ابن يحيى بن حبيب القروي (لأنَّ ادّعاءَ التَّأْوِيلِ في لَفْظٍ صُرَاحٍ) بضم أوله ويكسر مبالغة صريح كعجاب وعجيب ومعناه خالص لا لبس فيه ولا قرينة تنافيه فيكون دعوى مجردة خالية عن علامة (لا يُقْبَلُ) أي ادعاؤه (لأنَّهُ امْتِهَانٌ) أي احتقار له صلى الله تعالى عليه وسلم (وَهُوَ) أي والحال أن صاحب هذا القال (غَيْرُ مُعَزِّرٍ) بكسر الزاء قبل الراء أي غير مبجل (لِرسولِ الله صلى الله تعالى عليه وسلم ولا مُوَقِّرٍ لَهُ) أي ولا معظم لشأنه حيث غير وصفه الخاص به وأراد به حيواناً استحق مهانة (فَوَجَبَ إباحَةُ دَمِهِ) لتقصيره في توقيره وقد قال تعالى ﴿لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه﴾؛ (وَأفْتَى أبو عبدِ الله بنُ عَتَّابٍ) بتشديد الفوقية (في عَشَّارٍ) أي مكاس في ظلم الناس (قال لِرَجُلٍ أدِّ) بفتح همزة وتشديد دال مهملة مكسورة أمر من التأدية أي أعط (المكس واشْكُ) بضم الكاف ويكسر أي وأظهر الشكوى (إلى النبيِّ صلى الله تعالى عليه وسلم) بأني أخذت منك والمعنى أني ما أبالي بإطلاعه على ذلك وكان العشار جار على ذلك الرجل في أخذ المكس فتضرر الرجل وقال اشكوك إلى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال له ما قال (وقال) أي العشار أيضاً بعد ذلك (إنْ سَأَلْتُ) أي طلبت المال (أوْ جَهِلْتُ) بعض الحال (فَقَدْ جَهِلَ) أي النبي أيضاً (وَسَأَلَ النبيُّ صلى الله تعالى عليه وسلم) أي من الله ما لم يعلم (بالْقَتْلِ) متعلق بأفتى أي بقتله للكلام الذي صدر عنه من كمال جهله ويؤيده أنه روي عن مالك بن عتاهية قال سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول إذا لقيتم عشاراً فاقتلوه لأن الغالب عليهم أن يستحلوه ويقدموا أمر ملكهم على حكم نبيهم (وَأفْتَى فُقَهَاءُ الأَنْدَلُسِ) بفتح الهمزة وضمها وفتح الدال وضم اللام (بِقَتْلِ ابنِ حَاتِمِ المُتَفَقِّهِ الطُّلَيْطُلِيِّ) بضم الطاءين المهملتين وفتح اللام الأولى وسكون التحتية وكسر اللام الثانية بعدها ياء النسبة (وَصَلْبِهِ)

سکین نمبر 19 صفحہ نمبر 28 پر دیکھئے


(الجزء الرابع)

من نسيم الرياض * فى شرح شفاء القاضى عياض * للعالم الفاضل * شمس الفضائل * الذى هو بانواع المدائح حرى * مولانا أحمد شهاب الدين الخفاجى المصرى تغمده الله برحمته * وأسكنه فى فراديس جنته بمنه وكرمه آمين

وبهامشه شرح الشفا لعلى القارى رحمه الله تعالى

الناشر
دار الكتاب العربي
بيروت - لبنان

سکین نمبر 20 صفحہ نمبر 28 پر دیکھئے

(وقال) أى ابن أبى سليمان (فى رجل قيل له) أى ردا لما قاله (لاوحق رسول الله فقال فعل الله برسول الله كذا وكذا وذكر كلاما قبيحا) أى لا ينبغى أن يذكر صريحا (فقيل له) انكارا عليه (ما تقول يا عدو الله فى حق رسول الله فقال أشد) أى كلاما أقبح (من كلامه الاول ثم قال انما أردت برسول الله العقرب) فانه أرسل من عند الحق وسلط على الخلق تأويلا للرسالة العرفية بالارادة اللغوية وهو مردود عند القواعد الشرعية (فقال ابن أبى سليمان للذى ساله) أى استفتاه (اشهد عليه) أى اثبت ٣٤٣

الامر اديه (وأنا شريكك) أى فى الاجر المنسوب اليه (يريد) أى ابن أبى سليمان مشاركته (فى قتله وثواب ذلك) وأجر ما يترتب على ما هنالك (قال حبيب بن الربيع) أى ابن يحيى بن حبيب القروى (لان ادعاءه التاويل فى لفظ صراح) بضم أوله ويكسر مبالغة صريح كعجاب وعجيب ومعناه خالص لا لبس فيه ولا قرينة تنافيه فيكون دعوى مجردة خالية عن علامة (لا يقبل) أى ادعاؤه (لانه امتهان) أى احتقار له صلى الله تعالى عليه وسلم (وهو) أى والحال ان صاحب هذا المقال (غير معزر) بكسر الزاى قبل الراء أى غير مبجل (لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ولا موقر له) أى ولا معظم لشأنه حيث غير

الكذب استخفافا فهو كما لو قال لم يكن صلى الله عليه وسلم قرشيا (وقال) ابن أبى سليمان أيضا (فى رجل قيل له) وقد تكلم بشئ لجماعة لم يقبلوه (لا) ردا لما قاله (وحق رسول الله) أى عظمته وجلالة قدره عند الله وهو قسم مؤكد لما قبله ومثل هذا اليمين المؤكد به والاستعطاف ليس يمينا شرعيا وانما جاء على عرف التخاطب فالبحث عنه هنا لا وجه له (فقال) الرجل المخاطب بعد ما ذكر (فعل الله برسول الله كذا وكذا) كناية عن كلام قبيح وصف به رسول الله صلى الله عليه وسلم تركه لاستهجانه كما ذكره بقوله (وذكر كلاما قبيحا) لا يليق ذكره (فقيل له) انكارا لمقالته (ما تقول يا عدو الله) جعله عدو الله لتحقيره رسوله صلى الله عليه وسلم (فقال له) أى لمن أنكر كلامه كلاما فى قبحه (أشد من كلامه الاول) الذى سبق منه (ثم قال) يوجه كلامه القبيح ويؤوله (انما أردت) بقولى (برسول الله) الذى وصفته بصفات أنكرتموها (الصعق) لان الله هو الذى أرسلها وساقها كما فى قوله تعالى ويرسل الصواعق وهذا حقيقة معنى الارسال وهذا مما لا شك فى معناه وانكاره مكابرة لكنه لا يقبل من قائله وادعاؤه انه مراده لان رسول الله صار فى كلامهم لا يراد به الا الانبياء عليهم الصلاة والسلام ولا يخطر غيره ببال أحد فلذا لم يقبل تأويله قال ابن حجر رحمه الله تعالى ومذهبنا لا يأبى ذلك (فقال ابن أبى سليمان للذى ساله) مستفتيا عنه (اشهد عليه) أمر له بان يشهد به عند حاكم يجرى عليه ما يستحقه (وأنا شريكك) معطوف على مقدر تقديره فاذا قتل فلك أجر عظيم (يريد فى قتله وثواب ذلك) فهو ما وقع فيه الشركة (قال حبيب ابن الربيع) هو يحيى بن حبيب وقد تقدم موجها القول ابن أبى سليمان وفتواه بقتله (لان ادعاءه التاويل) بصرف اللفظ عن ظاهره وما دل عليه (فى لفظ صراح) بمهملات مضموم الاول وهو بمعنى صريح وأبلغ منه فالتاويل (لا يقبل) لبعده غاية البعد وصرف اللفظ عن ظاهره لا يقبل كما لو قال أنت طالق وقال أردت محلولة غير مربوطة لا يلتفت لقوله ويعد هذيانا (لانه امتهان) أى ابتذال وتحقير من المهنة وهى الذلة أى فيه تحقير لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بحسب صريحه ومدلوله المعروف (وهو) أى قائله (غير معزر لرسول الله صلى الله عليه وسلم) بزاى معجمة فى أوله وراء مهملة فى آخره أو معجمة أى غير معظم (ولا موقر له) لعدم تادبه (فوجب) بسبب هذا (اباحة دمه) بجعله هدرا لوجوب قتله وتاويله لا يسمع منه (وأفتى أبو عبد الله بن عتاب) من فقهاء المالكية (فى عشار) بالتشديد وهو من يأخذ العشر وهو المكاس (قال لرجل) طلب منه المكس فامتنع وقال له انه ظلم لا يرضى به رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال له المكاس (أد) بفتح الهمزة وتشديد الدال المهملة أمر بمعنى أعط ما طلب منك (واشك الى النبى صلى الله تعالى عليه وسلم) منى ومن ظلمى لك ومثله تحقير للنبى صلى الله تعالى عليه وسلم والشريعة كأنه يقول لا قدرة له على دفعه لو كان حيا موجودا الآن فلذا أفتى فيه بوجوب القتل واشك أمر من الشكاية وكان المتضرر باخذ المكس قال له أشكوك للنبى صلى الله تعالى عليه وسلم (وقال) أى العشار لذلك الرجل ويحتمل ان القائل ابن عتاب فهو فتوى أخرى فيمن

وصفه الخاص به وأراد به حيوانا استحق مهانة (فوجبت اباحة دمه) لتقصيره فى توقيره وقد قال تعالى لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه (وأفتى أبو عبد الله بن عتاب) بتشديد الفوقية (فى عشار) أى مكاس فى ظلم الناس (قال لرجل أد) بفتح همزة وتشديد دال مهملة مكسورة أمر من التادية أى اعط (المكس واشك) بضم الكاف ويكسر أى وأظهر الشكوى (الى النبى صلى الله تعالى عليه وسلم) بانى أخذت منك والمعنى انى ما أبالى باطلاعه على ذلك وكان العشار جار على ذلك الرجل فى أخذ المكس فتضرر الرجل وقال أشكوك الى النبى صلى الله تعالى عليه وسلم فقال له ما قال (وقال) أى العشار أيضا بعد ذلك

سکین نمبر20 صفحہ نمبر28 پر دیکھئے

(الجزء الرابع)

من نسيم الرياض * فى شرح شفاء القاضى عياض * للعالم الفاضل * شتيت الفضائل * الذى هو بانواع المدائح حرى * مولانا أحمد شهاب الدين الخفاجى المصرى تغمده الله برحمته * وأسكنه فى فراديس جنته بمنه وكرمه آمين

وبهامشه شرح الشفا لعلى القارى رحمه الله تعالى

الناشر
دار الكتاب العربي
بيروت - لبنان

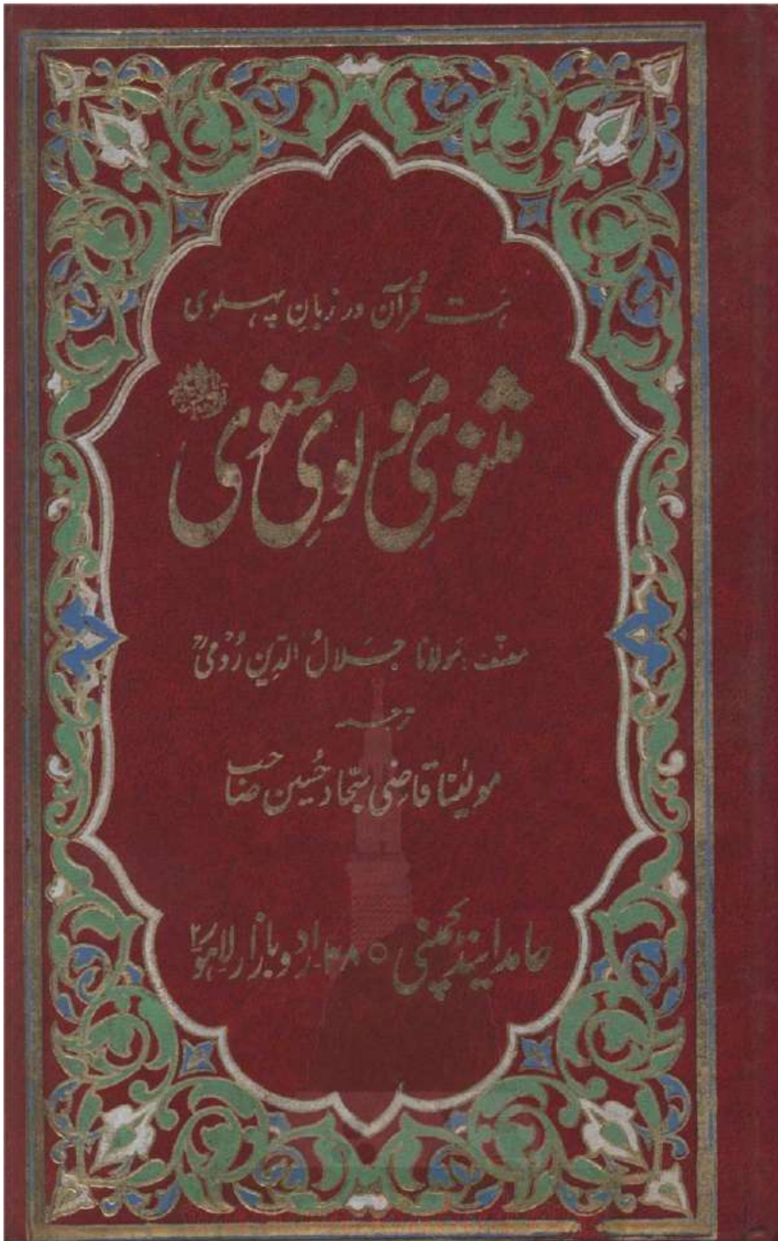
سکین نمبر21 صفحہ نمبر28 پر دیکھئے

(وقال) أى ابن أبى سليمان (فى رجل قيل له) أى ردا لما قاله (لا وحق رسول الله فقال فعل الله برسول الله كذا وكذا وذكر كلاما قبيحا) أى لا ينبغى ان يذكر صريحا (فقيل له) انكارا عليه (ما تقول يا عدو الله فى حق رسول الله فقال أشد) أى كلاما أقبح (من كلامه الاول ثم قال انما أردت برسول الله العقرب) فانه أرسل من عند الحق وسلط على الخلق تاويلا للرسالة العرفية بالارادة اللغوية وهو مردود عند القواعد الشرعية (فقال ابن أبى سليمان للذى سأله) ٣٤٣ أى استفتاه (اشهد عليه) أى اثبت

الكذب استخفافا فهو كما لو قال لم يكن صلى الله عليه وسلم قرشيا (وقال) ابن أبى سليمان أيضا (فى رجل قيل له) وقد تكلم بشئ لجماعة لم يقبلوه (لا) ردا لما قاله (وحق رسول الله) أى عظمته وجلالة قدره عند الله وهو قسم مؤكد لما قبله ومثل هذا اليمين المؤكد به والاستعطاف ليس يمينا شرعيا وانما جاء على عرف التخاطب فالبحث عنه هنا لا وجه له (فقال) الرجل المخاطب بعد ما ذكر (فعل الله برسول الله كذا وكذا) كناية عن كلام قبيح وصف به رسول الله صلى الله عليه وسلم تركه لاستهجانه كما ذكره بقوله (وذكر كلاما قبيحا) لا يليق ذكره (فقيل له) انكارا لمقالته (ما تقول يا عدو الله) جعله عدو الله لتحقيره رسوله صلى الله عليه وسلم (فقال له) أى لمن أنكر كلامه كلاما فى قبحه (أشد من كلامه الاول) الذى سبق منه (ثم قال) بوجه كلامه القبيح ويؤوله (انما أردت) بقولى (برسول الله) الذى وصفته بصفات أنكرتموها (الصعق) لان الله هو الذى أرسلها وساقها كما فى قوله تعالى ويرسل الصواعق وهذا حقيقة معنى الارسال وهذا مما لا شك فى معناه وانكاره مكابرة لكنه لا يقبل من قائله وادعاؤه انه مراده لان رسول الله صار فى كلامهم لا يراد به الا الانبياء عليهم الصلاة والسلام ولا يخطر غيره ببال أحد فلذا لم يقبل تأويله قال ابن حجر رحمه الله تعالى ومذهبنا لا يأبى ذلك (فقال ابن أبى سليمان للذى سأله) مستفتيا عنه (أشهد عليه) أمر له بان يشهد به عند حاكم يجرى عليه ما يستحقه (وأنا شريكك) معطوف على مقدر تقديره فاذا قتل فلك أجر عظيم (يريد فى قتله وثواب ذلك) فهو ما وقع فيه الشركة (قال حبيب ابن الربيع) هو يحيى بن حبيب وقد تقدم موجه القول ابن أبى سليمان وفتواه بقتله (لان ادعاءه التاويل) بصرف اللفظ عن ظاهره وما دل عليه (فى لفظ صراح) بمهملات مضموم الاول وهو بمعنى صريح وأبلغ منه فالتاويل (لا يقبل) لبعده غاية البعد وصرف اللفظ عن ظاهره لا يقبل كما لو قال أنت طالق وقال أردت محلولة غير مربوطة لا يلتفت لمثله ويعد هذيانا (لانه امتهان) أى ابتذال وتحقير من المهنة وهى الذلة أى فيه تحقير لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بحسب صريحه ومدلوله المعروف (وهو) أى قائله (غير معزر لرسول الله صلى الله عليه وسلم) بزاى معجمة فى أوله وراء مهملة فى آخره أو معجمة أى غير معظم (ولا موقر له) لعدم تادبه (فوجب) بسبب هذا (اباحة دمه) بجعله هدرا لوجوب قتله وتاويله لا يسمع منه (وأفتى أبو عبد الله بن عتاب) من فقهاء المالكية (فى عشار) بالتشديد وهو من ياخذ العشر وهو المكاس (قال لرجل) طلب منه المكس فامتنع وقال له انه ظلم لا يرضى به رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فقال له المكاس (أد) بفتح الهمزة وتشديد الدال المهملة أمر بمعنى اعط ما طلب منك (واشك الى النبى صلى الله تعالى عليه وسلم) منى ومن ظلمى لك ومثله تحقير للنبى صلى الله تعالى عليه وسلم والشريعة كأنه يقول لا قدرة له على دفعه لو كان حيا موجودا الآن فلذا أفتى فيه بوجوب القتل واشك أمر من الشكاية وكان المتضرر باخذ المكس قال له أشكوك للنبى صلى الله تعالى عليه وسلم (وقال) أى العشار لذلك الرجل ويحتمل ان القائل ابن عتاب فهو فتوى أخرى فيمن

الامر لديه (وأنا شريكك) أى فى الاجر المنسوب اليه (يريد) أى ابن أبى سليمان مشاركته (فى قتله وثواب ذلك) وأجر ما يترتب على ما هنالك (قال حبيب بن الربيع) أى ابن يحيى بن حبيب القروى (لان ادعاءه التاويل فى لفظ صراح) بضم أوله ويكسر مبالغة صريح كعجاب وعجيب ومعناه خالص لا لبس فيه ولا قرينة تنافيه فيكون دعوى مجردة خالية عن علامة (لا يقبل) أى ادعاؤه (لانه امتهان) أى احتقار له صلى الله تعالى عليه وسلم (وهو) أى والحال ان صاحب هذا المقال (غير معزر) بكسر الزاى قبل الراء أى غير مبجل (لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم ولا موقر له) أى ولا معظم لشانه حيث غير وصفه الخاص به وأراد به حيوانا استحق مهانة (فوجبت اباحة دمه) لتقصيره فى توقيره وقد قال تعالى لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه (وأفتى أبو عبد الله بن عتاب) بتشديد الفوقية (فى عشار) أى مكاس فى ظلم الناس (قال لرجل أد) بفتح همزة وتشديد دال مهملة مكسورة أمر من التادية أى اعط (المكس واشك) بضم الكاف ويكسر أى وأظهر الشكوى (الى النبى صلى الله تعالى عليه وسلم) بانى أخذت منك والمعنى انى ما أبالى باطلاعه على ذلك وكان العشار جار على ذلك الرجل فى أخذ المكس فتضرر الرجل وقال أشكوك الى النبى صلى الله تعالى عليه وسلم فقال له ما قال (وقال) أى العشار أيضا بعد ذلك

سکین نمبر21 صفحہ نمبر28 پر دیکھئے



سکین نمبر22 صفحہ نمبر30 پر دیکھئے

ہر محال از دستِ اُو ممکن شود — ہر حَرُوں از بیمِ اُو ساکن شود
ہر ناممکن اُس کے ہاتھ سے ممکن ہوجاتا ہے — اُس کے خوف سے ہر سرکش ساکن ہوجاتا ہے

اکمہ[1] و ابرص چہ باشد مُردہ نیز — زندہ گردد از فسونِ آں عزیز
نابینا اور کوڑھی کیا ہوتا ہے، مُردہ بھی — اُس غالب کے منتر سے زندہ ہوجاتا ہے

واں عدم کز مُردہ مُردہ تر بُود — در کفِ ایجادِ اُو مُضطر بُود
وہ عدم جو مُردے سے بھی زیادہ مُردہ ہوتا ہے — اُس کے ایجاد کے ہاتھ میں بے اختیار ہوتا ہے

کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ بخواں — مَر وُرا بے کار و بے فعلے مداں
"کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ" کو پڑھ — اُس کو بیکار اور بغیر کام کے نہ سمجھ

کمترین کارش ہر روز ست آں — کُو سہ لشکر را کُند ایں سُو رواں
اُس کا معمولی کام ہر روز یہ ہوتا ہے — کہ وہ تین لشکر اِس طرف روانہ کرتا ہے

لشکرے زِ اَصلاب[2] سوئے اُمّہات — بہرِ آں تا در رحم روید نبات
ایک لشکر (باپوں کی) پُشت سے ماؤں کی جانب — تاکہ وہ رحم میں اُگے

لشکرے زِ اَرحام سوئے خاکداں — تا ز نر و مادہ پُر گردد جہاں
ایک لشکر ماؤں کے رحموں سے دنیا کی طرف — تاکہ دنیا نر اور مادہ سے بھری رہے

لشکرے از خاکداں سوئے اجل — تا ببیند ہر کسے حُسنِ عمل
ایک لشکر دنیا سے موت کی جانب — تاکہ ہر شخص اچھے عمل کو دیکھے

باز بیشک پیش ازاں ہا می رسد — آنچہ از حق سوئے جاں ہا می رسد
پھر بیشک اُن (تینوں لشکروں) سے پہلے پہنچتی ہے — وہ چیز (شہوتِ جماع) جو اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے روحوں میں آتی ہے

وانچہ از جانہا بدلہا می رسد — وانچہ از دلہا بگِلہا می رسد
وہ چیز (شہوتِ جماع) جو روحوں سے دلوں میں پہنچتی ہے — اور وہ جو دلوں سے جسموں میں پہنچتی ہے

اینت لشکرہائے حق بیحد و مَرّ — از پئے ایں گفت ذِکْرٰی لِلْبَشَر[3]
دیکھو! اللہ (تعالیٰ) کے لشکر بیحد و حساب ہیں — اِسی لئے فرمایا ہے "ذِکْرٰی لِلْبَشَر"

ایں سخن پایاں ندارد ہیں بتاز — سوئے آں دو یارِ پاک و پاکباز
ہاں، اِس بات کا خاتمہ نہیں ہے، چل — اُن دو پاکباز اور پاک دوستوں کے قصہ کی جانب

خواندنِ آں یار یارِ خود را پس از تربیت یافتن
اُس دوست کا دوست کو تربیت پانے کے بعد بُلانا

[1] اَکمہ۔ پیدائشی اندھا۔ اَبرص۔ کوڑھی۔ فسوں۔ منتر، یہاں کلمہ کُن مُراد ہے۔ عزیز۔ اللہ تعالیٰ۔ عدم۔ معدوم چیز مُردے سے بھی زیادہ مُردہ ہے لیکن کلمہ کُن سے موجود ہوجاتی ہے۔ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ہر دن وہ کسی کام میں ہے۔

[2] اَصلاب۔ صُلب کی جمع ہے، کمر کی ہڈی۔ اُمّہات۔ اُم کی جمع ہے، ماں۔ رحم۔ بچہ دان۔ نبات۔ زمین سے اُگنے والی چیزیں۔ خاکداں۔ زمین۔ اجل۔ موت۔ باز۔ یعنی ان تین لشکروں کے علاوہ ایک طاقت ہے جو اللہ کی جانب سے بدنِ انسانی میں پیدا کی جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان جماع پر قادر ہوجاتا ہے۔

[3] ذِکْرٰی لِلْبَشَر۔ سورۂ مدثر میں ہے۔ وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ وَمَا هِیَ اِلَّا ذِکْرٰی لِلْبَشَرِ یعنی پروردگار کے لشکروں کو سوائے پروردگار کے اور کوئی نہیں جانتا ہے اور یہ انسان کے لئے عبرت ہیں۔

سکین نمبر 22 صفحہ نمبر 30 پر دیکھئے

ہست قرآن در زبانِ پہلوی

مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ

مصنف: مولانا جلال الدین رومیؒ

ترجمہ

مولانا قاضی سجاد حسین صاحب

حامد اینڈ کمپنی ۳۸ اردو بازار لاہور ۲

سکین نمبر 23 صفحہ نمبر 30 پر دیکھئے

دفتر سوم — مثنوی مولانا روم

جملۂ[1] ذراتِ عالم در نہاں
دنیا کے تمام ذرات پوشیدہ طور پر
باتو می گویند روزان و شباں
تجھ سے شب و روز کہتے ہیں

ماسمیعیم و بصیریم و خوشیم
ہم سننے والے ہیں اور دیکھنے والے ہیں اور خوش ہیں
باشما نامحرماں ماخاشیم
تم نامحرموں کے سامنے ہم خاموش ہیں

چوں شما سوئے جمادی می روید
جبکہ تم پتھرپن کی طرف جا رہے ہو
محرمِ جانِ جماداں چوں شوید
تو جمادات کی جان کے محرم کیسے ہو سکتے ہو

از جمادی عالمِ جانہا روید
پتھرپن سے جانوں کے عالم میں جاؤ
غلغلِ اجزائے عالم بشنوید
اجزائے عالم کا شور سن لو

فاش تسبیحِ جمادات آیدت
جمادات کی تسبیح واضح ہو جائے گی
وسوسۂ تاویلہا بزدایدت
تجھ میں سے تاویلوں کا وسوسہ نکال دے گی

چوں ندارد جانِ تو قندیلہا[2]
چونکہ تیری جان میں قندیلیں نہیں ہیں
بہرِ بینش کردہ تاویلہا
تو دیکھنے کے لئے تاویلیں کرتا ہے

کہ غرض تسبیحِ ظاہر کے شود
کہ مقصود ظاہری تسبیح کب ہو سکتی ہے؟
دعویِ دیدن خیال و غی شود
دیکھنے کا دعویٰ خیال اور گمراہی ہے

بلکہ ہر بینندہ را دیدارِ آں
بلکہ ہر دیکھنے والے کو اُن کا دیکھنا
وقتِ عبرت می کند تسبیح خواں
عبرت کے وقت تسبیح پڑھنے والا بنا دیتا ہے

پس چو از تسبیح یادت می دہد
تو چونکہ وہ (جمادات) تجھے تسبیح کی یاد دلا دیتے ہیں
ایں دلالت ہمچو گفتن می بود
یہ دلالت پڑھنے جیسی ہے

ایں بود تاویلِ اہلِ اعتزال
معتزلہ کی یہ تاویل ہوتی ہے
وائے آں کس کو ندارد نورِ حال
اس پر افسوس جو حال کا نور نہیں رکھتا ہے

چوں ز حس بیروں نیاید آدمی
انسان جب حواسِ (ظاہری) سے باہر نہ نکلے
باشد از تصویرِ غیبی اعجمی
تو وہ غیبی تصویر سے ناواقف ہوتا ہے

ایں سخن[3] پایاں ندارد، مار گیر
اس بات کی انتہا نہیں ہے، سپیرا
می کشید آں مار را با صد زحیر
بہت بے چینی کے ساتھ اس سانپ کو کھینچ رہا تھا

تا بہ بغداد آمد آں ہنگامہ خواہ
یہاں تک کہ وہ مجمع کا خواہاں بغداد میں آ گیا
تا نہد ہنگامۂ بر چار راہ
تاکہ چوراہے پر مجمع لگائے

[1] جملہ ذرات۔ کائنات کا ہر ذرہ دلالتِ حال سے اپنے سننے اور دیکھنے کی کیفیت کو بتاتا ہے۔ چوں شما۔ جب انسان اپنا اس لکڑ بیٹھے تو وہ جمادات کی روح کا محرم نہیں بن سکتا۔ از جمادی۔ اگر انسان اپنی جمادیت ختم کر کے روحانیت حاصل کرلے تو کائنات کی تسبیح کا شور سن سکتا ہے۔ وسوسہ۔ کائنات کی تسبیح کی وہ تاویلیں جو معتزلہ کرتے ہیں اُن کا وسوسہ بھی دل میں نہ آئیگا۔

[2] قندیلہا۔ یعنی باطنی نور کی روشنیاں۔ غرض قرآن پاک میں ہے۔ اِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمۡدِہٖ وَلٰکِنۡ لَّا تَفۡقَہُوۡنَ تَسۡبِیۡحَہُمۡ ہر چیز اللہ کی تسبیح پڑھتی ہے لیکن تم اُن کی تسبیح کو نہیں سمجھتے جو معتزلہ یہ تاویل کرتے ہیں کہ اس آیت میں تسبیح سے تسبیح ظاہری مراد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ کائنات کا مشاہدہ کرنیوالا تسبیح خواں بنجاتا ہے تو جب کائنات اُس کی تسبیح کا سبب اور دال بنی تو گویا وہ کائنات تسبیح خواں بنی۔ الدَّالُّ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ، خیر پر دلالت کرنے والا خود خیر کا کرنے والا ہے۔

[3] ایں سخن۔ یہ روحانی باتیں بہت دراز ہیں لہٰذا سپیرے کا قصہ شروع کیا جاتا ہے۔ زحیر پیچش، پیچ و تاب۔ چار راہ چوراہہ۔

١٠٦

سکین نمبر 23 صفحہ نمبر 30 پر دیکھئے

الجزء التاسع

مجمع الزوائد ومنبع الفوائد

للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي المتوفى سنة ٨٠٧
بتحرير الحافظين الجليلين: العراقي وابن حجر

الناشر
دار الكتاب العربي
بيروت - لبنان

سکین نمبر 24 صفحہ نمبر 31 پر دیکھئے

٦

فوسمه بميسم الصدقة ثم بعث به ، وفى رواية عن يعلى قال إنى ما أظن أحداً رأى من رسول الله صلى الله عليه وسلم إلا دون ما رأيت فذكر نحوه إلا أنه قال لصاحب البعير يشكوك زعم إنك سناته حتى كبر تريد أن تنحره قال صدقت والذى بعثك بالحق قد أردت ذلك والذى بعثك بالحق لا أفعل ، وفى رواية ثم سرنا ونزلنا منزلا فنام النبى صلى الله عليه وسلم فجاءت شجرة تشق الأرض حتى غشيته ثم رجعت إلى مكانها فلما استيقظ ذكرت له فقال هى شجرة استأذنت ربها عز وجل أن تسلم على رسول الله صلى الله عليه وسلم فأذن لها . رواه أحمد باسنادين والطبرانى بنحوه ، وأحد إسنادى أحمد رجاله رجال الصحيح ، وقال الطبرانى فى إحدى رواياته فمر عليه بعير ماد بجرانه يرغو فقال على بصاحب هذا فجاء فقال هذا يقول نتجت عندهم فاستعملونى حتى إذا كبرت أرادوا أن ينحرونى ؛ وقال فيها ما من شىء إلا يعلم أنى رسول الله إلا كفرة أو فسقة الجن والانس . وعن يعلى بن مرة عن أبيه قال وكيع مرة عن أبيه إن امرأة جاءت إلى النبى صلى الله عليه وسلم معها صبى لها به لمم فقال النبى صلى الله عليه وسلم اخرج عدو الله أنا رسول الله قال فبرىء قال فأهدت اليه كبشين وشيئاً من سمن ولقط قال فقال النبى صلى الله عليه وسلم خذ الأقط والسمن وأحد الكبشين ورد عليها الآخر . رواه أحمد ورجاله رجال الصحيح ، وبسنده عن مرة قال كنت مع النبى صلى الله عليه وسلم فى سفر فنزل منزلا فقال إئت تلك الاشايتين (١) فقل لهما إن رسول الله صلى الله عليه وسلم يأمركما أن تجتمعا فأتيتهما فقلت لهما فوثبت إحداهما إلى الأخرى فاجتمعتا فخرج النبى صلى الله عليه وسلم فاستتر بهما فقضى حاجته ثم وثبت كل واحدة منهما إلى مكانها . رواه أحمد أيضاً . وعن يعلى بن سيابة قال كنت مع النبى صلى الله عليه وسلم فى مسير له فأراد أن يقضى حاجته فأمر وديتين (١) فانضمت إحداهما إلى الأخرى ثم أمرهما فرجعتا إلى منابتهما وجاء بعير يضرب بجرانه إلى الأرض وجرجر حتى ابتل ما حوله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أتدرون ما يقول البعير إنه يزعم ان صاحبه يريد نحره فبعث إليه النبى صلى الله عليه وسلم فقال أواهبه أنت لى فقال يارسول الله مالى مال أحب إلى منه فقال استوص به معروفاً فقال لاجرم ولا أكرم مالا لى كرامته يارسول الله وأتى على قبر يعذب صاحبه فقال إنه يعذب فى غير كبير فأمر بجريدة فوضعت على

(١) أى نخلتين صغيرتين .

الإيماء إلى زوائد الأمالي والأجزاء

زوائد الأمالي والفوائد والمعاجم والمشيخات على الكتب الستة والموطأ ومسند الإمام أحمد

تأليف

نبيل سعد الدين جرار

المجلد السادس

النابغة - الكنى

أضواء السلف

ﷺ: «ما مِن شيءٍ إلا يعلمُ أنِّي رسولُ اللهِ إلا كفرةُ فسقةِ الجنِّ والإنسِ».

الأحاديث الطوال (٥٤) حدثنا علي بن عبدالعزيز: حدثنا محمد بن سعيد الأصبهاني: حدثنا شريك، عن عمر بن عبدالله بن يعلى بن مرة، عن أبيه، عن جده .. [١].



---

(١) إسناده ضعيف من أجل شريك وعمر بن عبدالله بن يعلى بن مرة.
وهو في مسند أحمد (٤/ ١٧٠) من وجه آخر عن يعلى بن مرة دون قوله في آخره: ما من شيء إلا يعلم .. ، وانظر المسند الجامع (١٢١٦٢).

سکین نمبر25 صفحہ نمبر31 پر دیکھئے

الجزء الثاني

مجمع الزوائد ومنبع الفوائد

للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي المتوفى سنة ٨٠٧
بتحرير الحافظين الجليلين: العراقي وابن حجر

منشورات
دار الكتاب العربي
بيروت - لبنان

سکین نمبر26 صفحہ نمبر32 پر دیکھئے

٦

وقوله اذا أقيمت الصلاة فلاتقوموا حتى تروني واستئذان المؤذن الامام .

﴿ باب فضل المساجد ومواضع الذكر والسجود ﴾

عن أنس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ لجبريل أى البقاع خير قال لا أدرى قال فسل عن ذلك ربك عز وجل قال فبكى جبريل صلى الله عليه وسلم وقال يا محمد ولنا أن نسأله هو الذى يخبرنا بما يشاء فعرج الى السماء ثم أتاه فقال خير البقاع بيوت الله فى الأرض قال فأى البقاع شر فعرج الى السماء ثم أتاه فقال شر البقاع الأسواق . رواه الطبراني في الأوسط ، وفيه عبيد بن واقد القيسي وهو ضعيف . وعن عبد الله ابن عمر أن رجلاً سأل النبي صلى الله عليه وسلم أى البقاع خير وأى البقاع شر قال خير البقاع المساجد وشر البقاع الأسواق. رواه الطبراني في الكبير ، وفيه عطاء ابن السائب وهو ثقة ولكنه اختلط في آخر عمره وبقية رجاله موثقون . وعن واثلة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم شر المجالس الأسواق والطرق وخير المجالس المساجد وان لم تجلس فى المسجد فالزم بيتك. رواه الطبراني في الكبير وفيه بكار ابن تميم قال في الميزان مجهول . وعن جبير بن مطعم أن رجلاً قال يا رسول الله أى البلدان أحب الى الله وأى البلدان أبغض الى الله قال لا أدرى حتى أسأل جبريل صلى الله عليه وسلم فأتاه فأخبره جبريل أن أحب البقاع الى الله المساجد وأبغض البقاع إلى الله الأسواق. رواه البزار وفيه عبد الله بن محمد بن عقيل وهو مختلف في الاحتجاج به ، وله طريق من غير ذكر المساجد عند أحمد وأبي يعلى تأتي في البيع ان شاء الله . وعن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ تذهب الأرضون كلها يوم القيامة إلا المساجد فانها ينضم بعضها إلى بعض . رواه الطبراني فى الأوسط ، وأصرم ابن حوشب كذاب . وعن أنس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ مامن صباح ولا رواح إلا وبقاع الأرض ينادى بعضها بعضاً ياجارة هل مر بك عبد صالح صلى عليك أو ذكر الله فان قالت نعم رأت لها بذلك عليها فضلا . رواه الطبراني في الأوسط ، وصالح المرى ضعيف . وعن عائشة أن النبي ﷺ كان يصلى فى الموضع

سکین نمبر26 صفحہ نمبر32 پر دیکھئے

المعجم الأوسط

للحافظ أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني

٢٦٠ هـ - ٣٦٠ هـ

قسم التحقيق بدار الحرمين

أبو معاذ
طارق بن عوض الله بن محمد

أبو الفضل
عبد المحسن بن ابراهيم الحسيني

الجزء الأول

(١ - ١٠٣٧)

سکین نمبر27 صفحہ نمبر32 پر دیکھئے

* لم يُرْوِ هذا الحديثَ عن راشدٍ إلا الحسنُ بن حَبيب[1] .

٥٦٠ – حدثنا أحمد بن القاسم ، قال : نا أبي ، قال : نا غَسَّان بن عُبيد المَوْصِلي ، قال : نا زكريا بن حَكيم الحَبَطي .

عن الشَّعْبي ، أنَّ ابن عمرَ طَلَّقَ امرأتَهُ ، وهيَ حَائضٌ ، فأتى عمرُ النبيَّ ﷺ ، وأمره أنْ يُراجِعَهَا ، فإنْ بَدَا له طَلَّقَها وهي طَاهِرٌ في قُبُلِ عِدَّتِها .

٥٦١ – حدثنا أحمد بن القاسم ، قال : نا عَفَّانُ بن مُسْلِم ، قال : نا وُهَيْبُ بن خالد ، قال : نا عبد الله بن عثمان بن خُثَيْم ، عن سعيد بن جُبَيْرٍ .

عن ابن عباس ، قال : قال رسول الله ﷺ : « مَنِ ادَّعَى إلى غَيْرِ أبيهِ ، أو تَوَلَّى غيرَ مَوَالِيهِ ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ ، والملائكةِ ، والناسِ أجمعينَ » .

* لم يَرْوِ هذا الحديثَ إلا وُهَيْبٌ ، عن ابن خُثَيْمٍ .

٥٦٢ – حدثنا أحمد بن القاسم ، قال : نا إسماعيل بن عيسى القَنَادِيلي ، قال : نا صالح المُرِّي ، عن جعفر بن زيد ، ومَيْمُون بن سِيَاهٍ .

عن أنس بن مالك ، قال : قال رسول الله ﷺ : « ما مِنْ صَبَاحٍ ، ولا رَوَاحٍ إلَّا وبقَاعُ الأرض تُنادِي بعضُها بعضًا : يا جَارَةُ هَلْ مَرَّ بِكِ اليومَ عبدٌ صالحٌ صَلَّى عليكِ أو ذَكَرَ اللهَ ؟ فإنْ قالتْ : نَعَمْ ، رَأَتْ لَهَا بذلك عليها فَضْلًا » .

* لا يُرْوَى هذا الحديثُ عن أنسٍ إلا بهذا الإسناد ، تفرَّدَ به : صالحٌ المُرِّيُّ[2] .

٥٦٣ – حدثنا أحمد بن القاسم ، قال : نا سعيد بن سليمان الواسِطي ، قال : نا عبد الله بن المُؤَمَّل ، قال : سمعت عطاء بن أبي رَبَاحٍ يُحَدِّث .

عن عبد الله بن عَمرو ، قال : قال رسول الله ﷺ : « يَأْتِي الرُّكْنُ يومَ القيامةِ أَعْظَمَ من أبي قُبَيْسٍ ، له لِسَانٌ ، وشَفَتَانِ ، يَشْهَدَان لمن اسْتَلَمَهُ بالحق ، وهو يَمِينُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ التي يُصافِحُ بها خَلْقَهُ » .

(١) « مجمع البحرين » (٤٢٢٣) . (٢) « مجمع البحرين » (٦١١) .

سکین نمبر27 صفحہ نمبر32 پر دیکھئے

القاموس المحيط

تأليف

العلّامة اللغوي مجد الدين محمد بن يعقوب الفيروزآبادي

(المتوفى سنة ٨١٧ هـ)

تحقيق
مكتب تحقيق التراث في مؤسسة الرسالة

بإشراف
محمد نعيم العرقسوسي

طبعة فنيّة منقّحة مفهرسة

مؤسسة الرسالة

سکین نمبر28 صفحہ نمبر33 پر دیکھئے

فَصْلُ القَاف

*ي: قَأَى، كَسَعَى: إذا أقَرَّ لِخَصْمٍ بِحَقٍّ.

●و: قَبَاهُ: جَمَعَهُ بأصابِعِهِ، وـ البِناءَ: رَفَعَهُ، وـ الزَّعْفَرانَ: جَنَاهُ. والقَبَا، بالقَصْرِ: نَبْتٌ، وتَقْوِيسُ الشيءِ. والقَبْوَةُ: انضِمامُ ما بين الشَّفَتَيْنِ، ومنه: القَباءُ[1] من الثِّيابِ ج: أقْبِيَةٌ. وقَبَّاهُ تَقْبِيَةً: عَبَّاهُ، كـاقْتَبَاهُ، وـ عليه: عَدَا عليه في أمرِهِ، وـ الثوبَ: جَعَلَ منه قَبَاءً. وتَقَبَّاهُ: لَبِسَهُ، وـ زَيْداً: أتاهُ من قَفاهُ، وـ الشيءُ: صارَ كالقُبَّةِ. وامرأةٌ قابِيَةٌ: تَلْقُطُ العُصْفُرَ وتَجْمَعُه. والقابِياءُ: اللَّئِيمُ. وبنو قابِياءَ: المُجْتَمعونَ لِشُرْبِ الخَمْرِ. وقُباءٌ، بالضم ويُذَكَّرُ ويُقْصَرُ: ع قُرْبَ المدينةِ، وع بين مكةَ والبَصْرَةِ، وبالقَصْرِ: د بِفَرْغانَةَ. وانْقَبَى: اسْتَخْفَى. وقُبْيُ قَوْسَيْنِ، وقِباءُ قَوْسَيْنِ، ككِساءٍ: قابُ قَوْسَيْنِ. والمَقْبِيُّ[2]: الكثيرُ الشَّحْمِ. والقَبايَةُ: المَفَازَةُ.

●و: القَتْوُ والقَتَا، مثلثةً: حُسْنُ خِدْمةِ المُلُوكِ، كـالمَقْتَى، وبِهاءٍ: النَّمِيمةُ. والمَقْتَوُونَ والمَقاتِوَةُ والمَقاتِيَةُ: الخُدَّامُ، الواحدُ: مَقْتَوِيٌّ ومَقْتًى أو مَقْتَوِينٌ، وتُفْتَحُ الواوُ[3] غيرَ مَصْروفَيْنِ، وهي للواحِدِ والجمعِ والمُؤَنَّثِ سواءٌ، أو الميمُ فيه أصْلِيَّةٌ، من مَقَتَ: خَدَمَ. واقْتَوَاهُ: اسْتَخْدَمَهُ، شاذٌّ، لأن افْتَعَلَ لازِمٌ البَتَّةَ.

*و: القَثْوُ: جَمْعُ المالِ وغيرِه، كـالاِقْتِثاءِ، وأكْلُ القَثَدِ والكُزْبَرَةِ[4]. والقَثْوَى، كَسَكْرَى: الاجْتِماعُ. والقَثَا: أكْلُ مالَه صَوْتٌ[5] تَحْتَ الأضْراسِ.

*ي: القَثَى[6]: القَثْوُ.

●و: الأُقْحُوانُ، بالضم: البابُونَجُ، كـالقُحْوانِ، بالضم ج: أقاحِيُّ وأقاحٍ. ودَواءٌ مُقَحَّوٌ ومُقَحًّى[7]: فيه ذلك. والأُقْحُوانَةُ: ع قُرْبَ مكةَ، وع بالشام، وع بينَ البَصْرَةِ والنِّباجِ. وأقاحِيُّ الأمرِ: تَباشِيرُهُ. وقَحَا المالَ: أخَذَه، كـاقْتَحاهُ. والمِقْحاةُ: المِجْرَفَةُ.

*ي: قَخَى و أقْخَيَةٌ: تَنَخَّعَ تَنَخُّعاً قَبِيحاً.

●و: القُدْوَةُ، مثلثةً وكعِدَةٍ: ما تَسَنَّنْتَ به، واقْتَدَيْتَ به. وتَقَدَّتْ به دابَّتُه: لَزِمَتْ سَنَنَ الطَّرِيقِ، وتَقَدَّى هو عليها. وطَعامٌ قَدِيٌّ وقَدٍ: طَيِّبُ الطَّعْمِ والرِيحِ. قَدِيَ، كَرَضِيَ، قَدًى وقَدَاوةً، وقَدَا يَقْدُو قَدْواً. وما أقْداهُ: ما أطْيَبَهُ. (وأقْدَى: أسَنَّ، وبَلَغَ المَوْتَ، واسْتَقامَ في الخَيْرِ وفي طَرِيقِ الدينِ، وـ المِسْكُ: فاحَتْ رائِحَتُهُ). والقَدْوُ: القُرْبُ، والقُدُومُ من السَّفَرِ، كـالإِقْداءِ، وبالكسر: الأصْلُ تَتَشَعَّبُ منه الفُروعُ. والقَدْوَى، كَسَكْرَى: الاِسْتِقامةُ.

●ي: قَدَتْ قادِيَةٌ: جاءَ قومٌ قد أقْحِمُوا من البادِيَةِ، وـ الفَرَسُ قَدَياناً: أسْرَعَ. والقِدَةُ: حَيَّةٌ ج: قِداتٌ. والقَدِيَّةُ: الهَدِيَّةُ[8]. وقِدَى رُمْحٍ: قِيدُهُ. ولا يُقادِيه أحدٌ: لا يُبارِيه. والمُتَقَدِّي: الأسَدُ، والمُتَبَخْتِرُ. والقِنْداوَةُ: في ق د أ.

●ي: القَذَى: ما يَقَعُ في العَيْنِ وفي الشَّرابِ، وما هَراقَتِ الناقةُ والشاةُ من ماءٍ ودَمٍ قبلَ الوَلَدِ وبعدَه. وكإلَى: التُّرابُ المُدَقَّقُ ج: أقْذاءٌ وقُذِيٌّ. قَذِيَتْ عَيْنُه، كَرَضِيَ قَذًى وقَذَياناً: وَقَعَ فيها القَذَى، وهي[9] قَذِيَّةٌ وقَذِيَةٌ ومَقْذِيَّةٌ. وقَذَتْ تَقْذِي قَذْياً وقَذَياناً وقُذِيًّا وقَذًى: قَذَفَتْ بالغَمَصِ والرَّمَصِ. وقَذَّى عَيْنَه تَقْذِيَةً، وأقْذاها: ألْقَى فيها القَذَى، أو أخْرَجَهُ منها، ضِدٌّ. وقَذَتْ قاذِيَةٌ: قَدِمَتْ جماعةٌ، وـ الشاةُ: ألْقَتْ بَياضاً من رَحِمِها حِينَ تُرِيدُ الفَحْلَ. وقاذاهُ: جازاهُ. والاقتذاءُ: نَظَرُ الطَّيْرِ ثم إغماضُه. وهو يُغْضِي على القَذاءِ[10]: يَسْكُتُ على الذُّلِّ والضَّيْمِ.

●ي: القَرْيَةُ، ويُكْسَرُ: المِصْرُ الجامِعُ، والنِّسْبَةُ: قَرَيِيٌّ[11] وقَرَوِيٌّ ج: قُرًى[12]. وأقْرَى: لَزِمَها. والقارِي: ساكِنُها. والقَرْيَتَيْنِ مُثَنًّى، وأكثرُ ما يُتَلَفَّظُ به بالياءِ: مكةُ والطائِفُ، وة

---

(١) يمد ويقصر، ويؤنث ويذكر، فارسي، أو عربي من قبوت الشيء: إذا ضممته، أفاده الشارح. عن المصباح وغيره.

(٢) صوب الشارح وزنه كمحدث، لا كمرمي، اهـ.

(٣) أي من مقتوين، اهـ. شارح.

(٤) صوابه: الكريز، كزبرج، كما هو نص التهذيب، اهـ. شارح.

(٥) كذا في النسخ، وصوابه: كل ماله إلخ، اهـ. شارح.

(٦) بالمثلثة، جعله الشارح مقصوراً، وعاصم بوزن مرادفه، فليحرر، اهـ.

(٧) بوزن معظم أو مرمي، نقلهما الأزهري. وعلى الأول اقتصر الجوهري، اهـ. شارح.

(٨) كذا في النسخ، بوزن غنية فيهما. والصواب كسر أولهما وسكون ثانيهما وتخفيف التحتية، كما هو مضبوط في الصحاح والمحكم، وصحفه المصنف، فذكره في الفاء، اهـ. شارح.

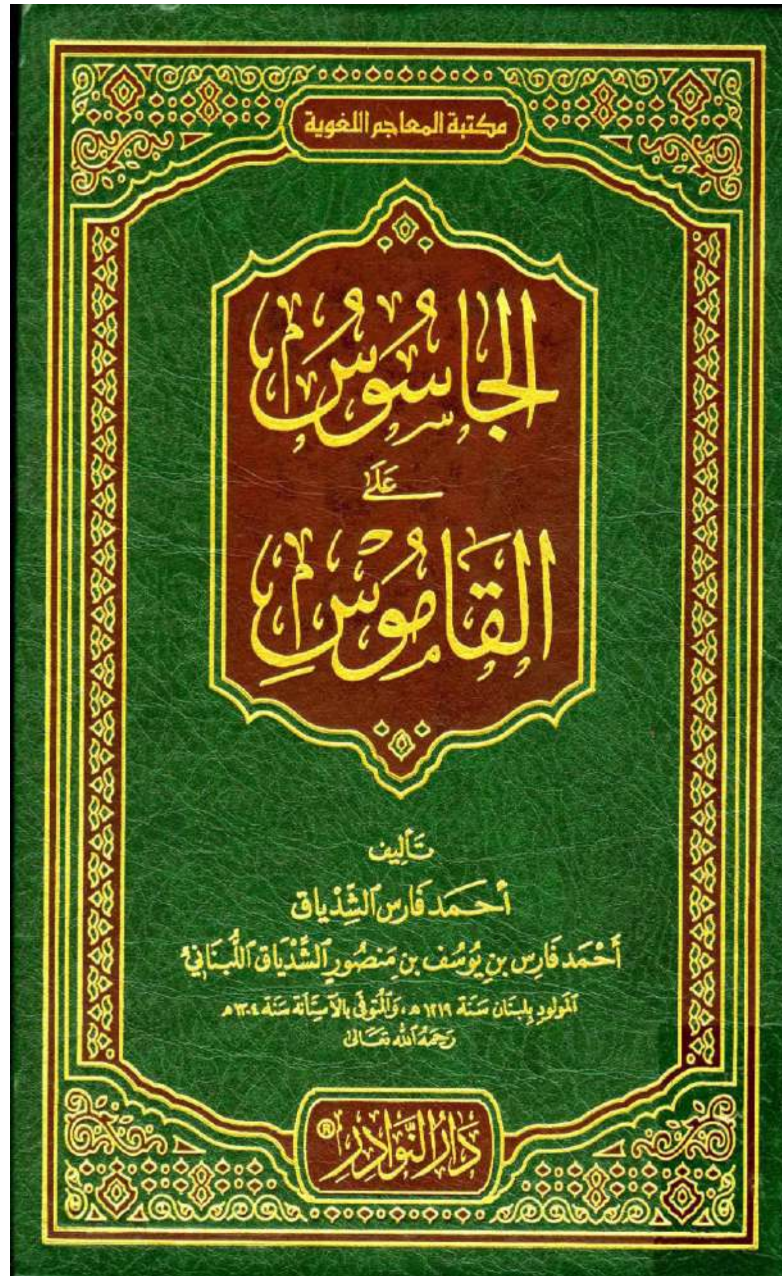
(٩) فهي.

(١٠) كذا في النسخ. والصواب: القذى، بالقصر، اهـ. شارح.

(١١) بالهمز محركة. وضبط في المحكم بفتح فسكون. قال: وهذا قول أبي عمرو، اهـ. شارح.

(١٢) بالضم مقصوراً على غير قياس، اهـ. شارح.

سکین نمبر 28 صفحہ نمبر 33 پر دیکھئے



سکین نمبر 29 صفحہ نمبر 34 پر دیکھئے

اعلن به وغلبه • والكوادى جمع كادية وهى الارض الصلبة البطيئة النبات واستشكل المحب جزم تحم من دون جازم فاجاب المحشى بان اليآء حذفت من آخره فى الخط تبعا لحذفها فى اللفظ لالتقآء الساكنين نظيرما قالوا فى سندع الزبانية • قوله صلى الله عليه وسلم وعلى آله واصحابه نجوم الدآدى وبدور القوادى الدآدى جمع دأدآء وهى آخر الشهر وفيها اقوال والقوادى قال الامام المناوى من قدى كرضى اذا تسنن والمصنف لم يذكرها فى محلها ونص عبارته القدوة مثلثة وكعدة ما تسننت به واقتديت وطعام قدى وقد طاب الطعم والريح قدى كرضى فقصر الفعل على الطعام • قال المحشى والقوادى مما وقع الخلاف فى ضبطه لفظا وشرحه معنى قال فى القول المانوس التوادى بفتح التآء جمع تادية وفى بعض النسخ القوادى بالقاف وهو الموجود فى جميع النسخ التى بايدينا وعن الاثبات والجهابذة روينهاها ونسخة المثناة الفوقية لا تصح وبالقاف ضبطها ارباب الحواشى والشروح ما عدا القرافى ومتبوعه وان تبعهم من لا معرفة له بالكتاب ولا بالفاظه • قوله ما ناح الحمام الشادى وساح النعام القادى عبارته فى شدو شدا الابل ساقها والشعر غنى به او ترنم فيكون الشادى ضد النائح واجاب المحشى عن ذلك بان اطلاق النوح والبكآء والتغريد والترنم والسجع ونحوها على هدير الحمام ونحوه يختلف باختلاف القائلين فمن صادفته اسجاع الحمام فى انسه مع حبيبه سماه غنآء وترنما ومن صادفته اوقات مجانبته سماه بكآء ونوحا ونحو ذلك اه فيكون تاويل كلام المصنف ما ناح الحمام فى اعتقاد قوم وما غنى فى اعتقاد قوم آخرين • وقوله النعام القادى قال المناوى اى المسرع وعبارة المصنف فى قدو قدت قادية جآء قوم قد اقحموا من البادية والفرس قديانا اسرع فقيده بالفرس ولم يذكر القادية اول جماعة تطرأ عليك كما افاده الشارح • قوله ورشفت الطفاوة رضاب النمل من كظام الجل والجادى الطفاوة فسرها بعضهم بدارة الشمس او القمرين كما هى فى تعريف المصنف وهى ايضا ما طفا من زبد القدر وفسرها المناوى بالشمس بعينها والكظام افواه الوادى والآبار المتقاربة والكظامة فم الوادى الذى يخرج منه المآء وكأنه عكس معنى كظم وعبارة المصنف الكظامة فم الوادى ومخرج البول من المرأة وككتاب سداد الشئ واخذ بكظام الامر اى بالثقة فلم يذكر انه جمع كظامة والجل بفتح الجيم وضمها فسره بالياسمين والورد ابيضه واحمره واصفره ولم يقل انه معرب من الفارسية والجادى تقدم ذكره • قوله وبعد فان للعلم رياضا وحياضا عبارته فى روض الروضة والريضة بالكسر من الرمل والعشب مستنقع المآء لاستراضة المآء فيها ونحو النصف من القربة وكل مآء يجتمع فى الاخاذات والمساكات ج روض ورياض وريضان قال المحشى اوهى الارض ذات الخضرة والبستان الحسن او الروضة عشب ومآء ولا تكون روضة الا والماء

سکین نمبر 29 صفحہ نمبر 34 پر دیکھئے

التراث العربي

سلسلة يصدرها المجلس الوطني للثقافة والفنون والآداب
دولة الكويت

— ١٦ —

تاج العروس

من جواهر القاموس

للسيد محمد مرتضى الحسيني الزبيدي

الجزء التاسع والثلاثون

تحقيق

عبد المجيد قطامش

راجعه

الدكتور عبد العزيز علي سفر و الدكتور خالد عبد الكريم جمعة

١٤٢٢هـ - ٢٠٠١م

سکین نمبر 30 صفحہ نمبر 34 پر دیکھئے

سنن أبي داود

الإمام الحافظ المصنف المتقن أبي داود سليمان
ابن الأشعث السجستاني الأزدي
٢٠٢ - ٢٧٥هـ

تحقيق
محمد محيي الدين عبد الحميد

الجزء الرابع

المكتبة العصرية
صيدا - بيروت

سکین نمبر 31 صفحہ نمبر 35 پر دیکھئے

٤٣٣١ — حدثنا ابن معاذ ، ثنا أبى ، ثنا شعبة ، عن سعد بن إبراهيم ، عن محمد بن المنكدر ، قال : رأيت جابر بن عبد الله يحلف بالله أن ابن صائد الدجالُ ، فقلت : تحلف بالله ؟ ! فقال : إنى سمعت عمر يحلف على ذلك عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فلم ينكره رسول الله صلى الله عليه وسلم

٤٣٣٢ — حدثنا أحمد بن إبراهيم ، ثنا عبيد الله — يعنى ابن موسى — ثنا شيبان : عن الأعمش ، عن سالم ، عن جابر ، قال : فَقَدْنَا ابن صيَّادٍ يَوْمَ الحَرَّةِ

٤٣٣٣ — حدثنا عبد الله بَن مسلمة ، ثنا عبد العزيز — يعني ابن محمد — عن العلاء ، عن أبيه ، عن أبى هريرة ، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم « لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلاَثُونَ دَجَّالُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ الله »

٤٣٣٤ — حدثنا عبيد الله بن معاذ ، ثنا أبى ، ثنا محمد - يعنى ابن عمرو - عن أبى سلمة ، عن أبى هريرة ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم « لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلاَثُونَ كَذَّاباً دَجَّالاً كُلُّهُمْ يَكْذِبُ عَلَى الله وَعلى رَسُوله »

٤٣٣٥ — حدثنا عبد الله بن الجراح ، عن جرير ، عن مغيرة ، عن إبراهيم ، قال : قال عبيدة السلمانى ، بهذا الخبر ، قال ، فذكر نحوه ، فقلت له : أترى هذا منهم ؟ يعنى المختار ، فقال عبيدة : أما إنه من الرؤس

باب الأمر والنهى

٤٣٣٦ — حدثنا عبد الله بن محمد النفيلي ، ثنا يونس بن راشد ، عن على ابن بذيمة ، عن أبى عبيدة ، عن عبد الله بن مسعود ، قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم « إن أولَ ما دَخَل النقصُ على بني إسرائيل كان الرجُل يلقَى الرجُلَ فيقولُ : ياهذا اتقِ الله وَدَعْ ما تصنَعُ فانهُ لا يَحِلُّ لك ، ثم يلقاهُ من الغَدِ فلاَ يمنعهُ ذلك أن يكونَ أكيلَهُ وشريبَهُ وقعيدَهُ فلما فعلُوا ذلك ضربَ الله قُلُوبَ بعضِهِمْ ببعض » ثم قال (لُعِنَ الذين كفروا من بنى إسرائيل

سکین نمبر 31 صفحہ نمبر 35 پر دیکھئے

(وقَدَا يَقْدُو قَدْوًا) كما في الصّحاح، كُلّه إذا شَمِمْتَ له رائحةً طَيِّبَةً.

(ومَا أَقْدَاهُ)، أي: (مَا أَطْيَبَهُ)، وفي الصّحاح: ما أقْدَى طعامَ فلانٍ! أي: ما أطْيَبَ طَعْمَهُ ورائحتَهُ.

(وأَقْدَى) الرَّجلُ: (أَسَنَّ وبَلَغَ المَوْتَ، و) أيضًا: (اسْتَقَامَ في الخَيْرِ). نَقَلَهما الأزْهَرِيُّ عن ابن الأعْرابيّ. (و) قيل: أقْدَى: استَقَامَ (في طَرِيقِ الدِّينِ)، عن أبي عَمْرٍو. وفي التّهذيب: اسْتَوَى به طَرِيقُ الدِّينِ.

(و) أَقْدَى (المِسْكُ: فَاحَتْ رائحتُه).

(والقَدْوُ)، بالفتح، قال الأزهريُّ: هو أَصْلُ البِنَاءِ الّذي يَتَشَعَّبُ منه تَصْرِيفُ الاقْتِدَاءِ، يأتي بمعنَى (القُرْبِ، و) بمعنى (القُدُومِ من السَّفَرِ، كالإقْدَاءِ)، كِلَاهما عن ابن الأعْرابيّ.

(و) القِدْوُ، (بالكَسْرِ: الأَصْلُ) الّذي (تَتَشَعَّبُ منه الفُرُوعُ)، عن ابن فارس.

(والقُدْوَى، كَسَكْرَى: الاستِقَامَةُ)، نَقَله الصَّاغانيّ.

[ ] ومِمَّا يُسْتَدْرَكُ عَلَيْهِ:

مَرَّ يَقْدُو به فَرَسُه، أي: يُسْرِعُ، نقله الجَوْهَرِيُّ.

وقَدُوَ الطَّعامُ، كَكَرُمَ، قَدَاةً، وقَدَاوَةً، عن ابنِ سيده.

ويقال: شَمِمْتُ قَدَاةَ القِدْرِ، فهي قَدِيَّةٌ، على فَعِلَةٍ، أي: طَيِّبَةُ الرِّيحِ شَهِيَّةٌ، كما في الصّحاح.

وإنّي لَأجِدُ لهذا الطّعامِ قَدًا، أي: طِيبًا، حَكاه كُرَاعٌ.

والقَدْوَةُ، بالفتح: التَّقَدُّمُ، عن الأزهري.

والمُقْتَدِي بالله، من الخُلَفَاءِ: مَشْهُورٌ.

[ق د ي] *

(ي) * (قَدَتْ قَادِيَةٌ: جاءَ قَوْمٌ قد أُقْحِمُوا مِن)، وفي المُحْكَم: في

سکین نمبر30 صفحہ نمبر34 پر دیکھئے

(البَادِيَةِ)، وفي الصّحاح: أَتَتْنَا قَادِيَةٌ من النّاس، أي: جماعةٌ قليلةٌ، وهم أَوَّلُ مَنْ يَطْرَأُ عليك، وجَمْعُها: قَوَادٍ، تقولُ منه: قَدَتْ تَقْدِي قَدْيًا، ومثلُه في المُحْكَم.

(و) قَدَى (الفَرَسُ) يَقْدِي (قَدَيَانًا)، بالتَّحريك: (أَسْرَعَ)، نَقَله الجَوْهَرِيُّ وابنُ سِيده. (والقِدَةُ)، كَعِدَةٍ: (حَيَّةٌ، ج: قِدَاتٌ).

(والقِدْيَةُ: الهِدْيَةُ)، وهو في النُّسَخِ كَغَنِيَّةٍ فيهما[1]، وهو غَلَطٌ، والصَّوابُ: بِكَسْرِهما، كما هو مَضبوطٌ في الصِّحاح والمُحْكَم[2]، يقال: خُذْ في هِدْيَتِكَ وقِدْيَتِكَ، أي: فيما كنتَ فيه، وقد ذَكَره المصنّفُ أيضًا في: «ف د ي»، تبعاً للصَّغَّانِيّ، وهُما لُغَتَانِ.

(و) يُقَالُ: هو مِنّي (قِدَى رُمْحٍ)

(١) في مطبوع القاموس «القَدِيَّةُ: الهديّة».
(٢) وكذا في اللسان.

بالكَسْرِ، أي: (قِيدَهُ) وقَدْرَهُ، وهو في الصّحاح: قِدَى بالياء. قال ابنُ سيده: كأنّه مَقْلُوبُ قِيدَ، وأنشد الجوهريُّ لِهُدْبَةَ بنِ الخَشْرَم:

وإنّي إذَا ما المَوْتُ لم يَكُ دُونَهُ
قِدَى الشِّبْرِ أَحْمِي الأنْفَ أنْ أَتَأَخَّرَا[1]

وأنشد الأزهريُّ:

ولكنّ إقْدَامِي إذَا الخَيْلُ أَحْجَمَتْ
وصَبْرِي إذا ما المَوْتُ كانَ قِدَى الشِّبْرِ[2]

(و) فلانٌ (لا يُقَادِيهِ أَحَدٌ) ولا يُمَادِيهِ، و(لا يُبَارِيهِ) ولا يُجارِيهِ، وذلك إذا بَرَّزَ في الخِلَالِ كُلِّها، كَذا في التّهذيب.

(والمُتَقَدِّي: الأَسَدُ، و) أيضًا (المُتَبَخْتِرُ) المُخْتَالُ.

(والقِنْدَاوَةُ) من النُّوقِ: الجَرِيئَةُ، قاله الفَرّاءُ. وقال الكِسَائيُّ: هو

(١) الصحاح والأساس واللسان.
[قلت: في الصحاح والتهذيب والأساس بدون نسبة. س].
(٢) الأساس واللسان، [قلت: والتهذيب. س].

سکین نمبر30 صفحہ نمبر34 پر دیکھئے

المعجم الأوسط

للحافظ أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني

٢٦٠ هـ - ٣٦٠ هـ

قسم التحقيق بدار الحرمين

أبو معاذ
طارق بن عوض الله بن محمد

أبو الفضل
عبد المحسن بن إبراهيم الحسيني

الجزء الثالث

(٢٢٩٤-٣٤٦٢)

الناشر
دار الحرمين
للطباعة والنشر والتوزيع

سکین نمبر 32 صفحہ نمبر 35 پر دیکھے

رَجُلٍ وَاحِدٍ على صُورةِ أبيهم آدَمَ سِتِّينَ ذِرَاعًا » .

*** لم يروِ هذا الحديثَ عن عمارةَ إلا محمد بن فُضَيلٍ .**

٣٢٧٤ - = وبه : حدثنا محمد بن فُضَيل ، قال : نا محمد بن سَعْد الأنصاري ، عن حَبيب بن سَالمٍ ، قال :

نا أبو هريرةَ ، قالَ : قال رَسولُ اللَّهِ ﷺ : « إنَّما مَثَلي ومَثَلُ الأَنْبياءِ كَمثَلِ رَجُلٍ بَنَى دارًا ، فَأَكْمَلَها وحَسَّنها ، وبَقِيتْ من زَاويةٍ مِنْ زَوَايَاها مَوْضعُ لَبِنةٍ ، فَجَعلَ النَّاسُ يُطِيفُونَ بِبُنيانِه ، يَتَعجَّبونَ ، ويَقُولونَ : فَهلَّا وضعَ هَا هُنا لَبِنةً فَأُكْمِلَ بها بِنَاءَه ؟ فأنا ذلك ، أَنَا خَاتمُ النَّبيينَ ، لا نَبِيَّ بَعْدي » . =

٣٢٧٥ - = وبإسناده :

حدثنا أبو هُريرةَ ، قالَ : قالَ رسولُ اللَّهِ ﷺ : « إِنَّما مَثَلي وَمثَلُكم كَمثَلِ رَجُلٍ اسْتَوقَدَ نَارًا ، فَجَعلتْ هَذِه الذَّوابُّ والْفَراشُ يَقَعْنَ فيه ، وَيَزَعُهُنَّ عنها ، وَيقْتَحِمْنَ فيها ، وإنِّي آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ ، هَلُمُّوا عَنِ النَّارِ ، هَلُمُّوا عن النَّارِ ، فَتغْلبُوني ، فَتَقْتَحِمونَ فِيهَا » .

*** لم يروِ هذينِ الْحَديثَين عن حَبيبِ بنِ سَالمٍ إلا محمد بن سعد ، تفرَّدَ بهما : محمد بن فضيل .**

٣٢٧٦ - = وبه : حدثنا محمد بن فضيل ، عن عبد الواحد بن أيمن ، عن أبيه .

عن جابرِ بنِ عبدِ الله ، قال : لمَّا حفرَ النَّبيُّ ﷺ الْخَندقَ أَصَابَ المسلمين[1] جهدٌ شَدِيدٌ ، حتَّى رَبطَ النَّبيُّ ﷺ على بَطْنِه صَخرةً من الجُوعِ ، وأصحابُهُ ، فَذَبحتُ عَنَاقًا ، وأمرتُ أَهْلي فخبزوا شيئًا مِنْ شَعِيرٍ كانَ عِندَهم ، وطَبَخُوا العَنَاقَ ، ثمَّ دَعَوتُ النَّبيَّ ﷺ ، فَأَخبرتُه بالَّذي صَنعتُ ، فقالَ : « فَانْطلقْ ، فهيىءْ ما عندَكَ حتَّى آتيَكَ » ، فَذَهبتُ ، فهيأت ما كانَ عندَنا ، فجَاءَ رسولُ اللَّهِ ﷺ والجيشُ

(١) في الأصل : « المسلمون » .

سکین نمبر 32 صفحہ نمبر 35 پر دیکھے

جامع المسانيد والسنن

الهادي لأقوم سنن

للإمام الحافظ عماد الدين إسماعيل بن عمر
ابن كثير الدمشقي
رحمه الله ٧٠١ - ٧٧٤هـ

الجزء الثاني

دراسة وتحقيق
د/ عبد الملك بن عبد الله بن دهيش
الرئيس العام لتعليم البنات سابقًا - المملكة العربية السعودية

سکین نمبر 33 صفحہ نمبر 35 پر دیکھئے

إبراهيم، عن هَمّامٍ [عن حُذَيفة. قال: كان رجل يرفع إلى عثمان الأحاديث من حذيفة، قال حُذيفة]: سمعتُ رسول الله ﷺ يقول: «لا يدخلُ الجَنَّةَ قَتَّاتٌ» يعني نمّامًا[1].

رَواهُ الجماعة إلاَّ ابن مَاجه من حديث إبراهيم عن هَمَّام بِهِ[2].

٢٢٧٦ – حدّثنا أبو قَطَنٍ، حدّثنا شُعبة، عن الحكمِ، عن إبراهيمَ، عن هَمّام بن الحارث. قال: مَرَّ رجلٌ قالوا: [هذا] يُبلغُ الأُمراء. فقال حُذَيفةُ: سَمعتُ رسول الله ﷺ يقول: «لاَ يَدْخلُ الجَنَّةَ قَتَّاتٌ»[3].

٢٢٧٧ – حدّثنا عليّ بن عبد الله، حدّثنا مُعَاذُ – يعنى ابنَ هِشَام – قالَ: وَجدتُ فى كِتَابِ أَبِى بخَطِّ يَدِهِ، ولم أَسْمَعْهُ مِنْهُ، عن قتادة، عن أَبى مَعْشرٍ، عن إبراهيمِ النَّخَعِىِّ، عن هَمَّام، عن حُذيفة: أَنَّ نبيَّ الله ﷺ قالَ: «مِنْ أُمَّتى كَذَّابُون وَدَجَّالُون سَبْعةٌ وعشرون: منهم أَرْبَعُ نِسْوَةٍ، وإنى خاتِم النبيِّين لاَ نبيَّ بَعْدى»[4] تفرَّدَ بِهِ.

٢٢٧٨ – حدّثنا عبد الرَّحمَن، وأَبُو نُعيمٍ قالا: حدّثنا سفيان، عن منصورَ، عن إبراهيمِ، عن هَمَّام بن الحارث. قالَ: كنَّا عند حُذَيفة، فَقيلَ لَهُ: إنَّ فُلانًا يَرْفَع الحديثَ إلى عثمان، فقالَ: سَمعتُ رسول الله ﷺ يقولُ: «لا يَدْخُل الجنَّةَ قَتَّاتٌ»[5].

---

(١) من حديث حذيفة بن اليمان فى المسند: ٣٨٩/٥، وما بين المعكوفين استكمال منه.

(٢) الخبر أخرجه البخارى فى الأدب: باب ما يكره من النميمة: ٤٧٢/١٠؛ ومسلم فى الإيمان: باب تحريم النميمة: ٣٠٢/١؛ وأبو داود فى الأدب: باب فى القتات: ٢٦٨/٤؛ والترمذى فى البر والصلة: ما جاء فى النمّام: ٣٧٥/٤ وقال: حسن صحيح؛ والنسائى فى التفسير فى الكبرى كما فى تحفة الأشراف: ٥٤/٣.

(٣) من حديث حذيفة بن اليمان فى المسند: ٣٩٢/٥.

(٤) من حديث حذيفة بن اليمان فى المسند: ٣٩٦/٥.

(٥) من حديث حذيفة بن اليمان فى المسند: ٣٩٧/٥.

سکین نمبر 33 صفحہ نمبر 35 پر دیکھئے

ہزار ہا روپیہ کے انعام کے ساتھ علماء اسلام اور عیسائیوں کے سامنے پیش کی گئیں مگر کسی نے سر نہ اٹھایا اور کوئی مقابل پر نہ آیا۔ کیا یہ خدا کا نشان ہے یا انسان کا ہذیان ہے۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جو براہین کے صفحہ ۲۳۸ میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے **الرّحمٰن عَلّم القُرآن** ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے علم قرآن کا وعدہ دیا تھا۔ سو اس وعدہ کو ایسے طور سے

کی اولاد بنیں۔ آپ کا یہ کہنا کہ میرے پیرو زہر کھائیں گے اور ان کو کچھ اثر نہیں ہوگا۔ یہ **بالکل جھوٹ نکلا**۔ کیونکہ آج کل زہر کے ذریعہ سے یورپ میں بہت خودکشی ہو رہی ہے۔ ہزارہا مرتے ہیں۔ ایک پادری کو کیسا ہی موٹا ہو تین رتی اسٹرکنیا کھانے سے دو گھنٹے تک بآسانی مر سکتا ہے۔ پھر یہ معجزہ کہاں گیا۔ ایسا ہی آپ فرماتے ہیں کہ میرے پیرو پہاڑ کو کہیں گے کہ یہاں سے اٹھ اور وہ اٹھ جائے گا یہ کس قدر جھوٹ ہے بھلا ایک پادری صرف بات سے ایک **الٹی جوتی کو سیدھا کر کے تو دکھلائے**۔

ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو۔ یا کسی اور ایسی بیماری کا علاج کیا ہو۔ مگر آپ کی بد قسمتی سے اسی زمانہ میں ایک تالاب بھی موجود تھا جس سے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوتے تھے۔ خیال ہو سکتا ہے کہ اُس تالاب کی مٹی آپ بھی استعمال کرتے ہوں گے اسی تالاب سے آپ کے معجزات کی پوری پوری حقیقت کھلتی ہے اور اسی تالاب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اگر آپ سے کوئی معجزہ بھی ظاہر ہوا ہو تو وہ معجزہ آپ کا نہیں بلکہ اس تالاب کا معجزہ ہے۔ اور آپ کے ہاتھ میں سوا مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔

آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے **خون** سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدّی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

سکین نمبر 34 صفحہ نمبر 36 پر دیکھئے

مگر شاید بعض بدذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں مگر دل اقرار کر گئے ہیں۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جس کا ذکر براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ہے اور وہ یہ ہے **یا احمد فاضت الرحمة علٰی شفتیک** ۔ اے احمد فصاحت بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کئے گئے۔ سو اس کی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی بلیغ فصیح میں تالیف کر کے

بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں جو آپ کے تولّد سے پہلے پوری ہوگئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے۔ یہودیوں کی کتاب **طالمود سے چرا کر لکھا ہے**۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بیجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔ آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہر حال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی طیّار ہو گئے تھے۔

آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرامکار اور حرام

سکین نمبر 35 صفحہ نمبر 36 پر دیکھئے

پیچھے پیچھے چلا گیا کیونکر جرأت کرسکتا ہے کہ اپنے تئیں نیک کہے یہ بات یقینی ہے کہ یسوع نے اپنے خیال سے اور بعض اور باتوں کی وجہ سے بھی اپنے تئیں نیک کہلانے سے کنارہ کشی ظاہر کی مگر افسوس کہ اب عیسائیوں نے نہ صرف نیک قرار دے دیا بلکہ خدا بنا رکھا ہے۔ غرض کفارہ مسیح کی ذات کو بھی کچھ فائدہ نہ پہنچا سکا اور تکبر اور خود بینی جو تمام بدیوں کی جڑ ہے وہ تو یسوع صاحب کے ہی حصہ میں آئی ہوئی معلوم ہوتی ہے کیونکہ اس نے آپ خدا بن کر سب نبیوں کو رہزن اور بٹمار اور ناپاک حالت کے آدمی قرار دیا ہے حالانکہ یہ اقرار بھی اس کے کلام سے نکلتا ہے کہ وہ خود بھی نیک نہیں ہے مگر افسوس کہ تکبر کا سیلاب اس کی تمام حالت کو برباد کر گیا ہے کوئی بھلا آدمی

بقیہ نوٹ: جو پہلے ہی ہماری اس رائے سے اتفاق رکھتے ہیں انکار نہیں کریں گے اور جو نادان پادری انکار کریں تو ان کو اس بات کا ثبوت دینا چاہئے کہ یسوع کا شیطان کے ہمراہ جانا درحقیقت بیداری کا ایک واقعہ ہے☆ اور صرع وغیرہ کے لحوق کا نتیجہ نہیں مگر ثبوت میں معتبر گواہ پیش کرنے چاہئیں جو رویت کی گواہی دیتے ہوں اور معلوم ہوتا ہے کہ کبوتر کا اترنا اور یہ کہنا کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے درحقیقت یہ بھی ایک مرگی کا دورہ تھا جس کے ساتھ ایسے تخیلات پیدا ہوئے بات یہ ہے کہ کبوتر کا رنگ سفید ہوتا ہے اور بلغم کا رنگ بھی سفید ہوتا ہے اور مرگی کا مادہ بلغم ہی ہوتا ہے سو بلغم کبوتر کی شکل پر نظر آ گئی اور یہ جو کہا کہ تو میرا بیٹا ہے۔ اس میں بھید یہ ہے کہ درحقیقت مصروع مرگی کا بیٹا ہی ہوتا ہے۔ اسی لئے مرگی کو فن طبابت میں ام الصبیان کہتے ہیں یعنی بچوں کی ماں۔ اور ایک مرتبہ یسوع کے چاروں حقیقی بھائیوں نے اس وقت کی گورنمنٹ میں درخواست بھی دی تھی کہ یہ شخص دیوانہ ہو گیا ہے اس کا کوئی بندوبست کیا جاوے یعنی عدالت کے جیل خانہ میں داخل کیا جاوے تا کہ وہاں کے دستور کے موافق اس کا علاج ہو تو یہ درخواست بھی صریح اس بات پر دلیل ہے کہ یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہو گیا تھا۔ منہ

☆ سوال یہ ہے کہ شیطان کو کس کس نے یسوع کے ساتھ دیکھا۔

سکین نمبر 36 صفحہ نمبر 36 پر دیکھئے

کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔

پس اس طرح جب میں نے خدا پر توکّل کی تو خدا نے مجھے ان خبیث چیزوں کا محتاج نہیں کیا اور بارہا جب مجھے غلبہ مرض کا ہوا تو خدا نے فرمایا کہ دیکھ میں نے تجھے شفا دی تب اسی وقت مجھے آرام ہو گیا۔ انہیں باتوں سے میں جانتا ہوں کہ ہمارا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے☆۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ نہ اُس نے رُوح پیدا کی اور نہ ذرّات اجسام۔ وہ خدا سے غافل ہیں۔ ہم ہر روز اُس کی نئی پیدائش دیکھتے ہیں اور ترقیات سے نئی رُوح وہ ہم میں پھونکتا ہے۔ اگر وہ نیست سے ہست کرنے والا نہ ہوتا تو ہم تو زندہ ہی مر جاتے۔ عجیب ہے وہ خدا جو ہمارا خدا ہے۔ کون ہے جو اس کی مانند ہے اور عجیب ہیں اُس کے کام۔ کون ہے جس کے کام اس کی مانند ہیں۔ وہ قادر مطلق ہے ہاں بعض وقت حکمت اس کی ایک کام کرنے سے اُسے روکتی ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر ظاہر کرتا ہوں کہ مجھے دو مرض دامنگیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصّہ میں کہ سر درد اور دورانِ سر اور دورانِ خون کم ہو کر ہاتھ پَیر سرد ہو جانا نبض کم ہو جانا۔ دوسرے جسم کے نیچے کے حصّہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریباً بیس[۲] برس سے ہیں۔ کبھی دعا سے ایسی رخصت ہو جاتی ہیں کہ گویا دُور ہو گئیں۔ مگر پھر شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک دفعہ میں نے دُعا کی کہ یہ بیماریاں بالکل دُور کر دی جائیں تو جواب ملا کہ ایسا نہیں ہوگا۔

☆ انسان جب تک خود خدا کی تجلّی سے اور خدا کے وسیلہ سے اس کے وجود پر اطلاع نہ پاوے تب تک وہ خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ اپنے خیال کی پرستش کرتا ہے محض خیال کی پرستش کرنا اندرونی گندگی کو صاف نہیں کرتا۔ ایسے لوگ تو پرمیشر کے خود پرمیشر بنتے ہیں کہ خود اس کا پتہ آپ لگاتے ہیں۔ منہ

سکین نمبر 37 صفحہ نمبر 37 پر دیکھئے

﴿۶﴾ مگر شاید بعض بدذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں مگر دل اقرار کر گئے ہیں۔

پھر ایک اور پیشگوئی نشان الٰہی ہے جس کا ذکر براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ہے اور وہ یہ ہے **یااحمد فاضت الرحمة علٰی شفتیک**۔ اے احمد فصاحت بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کئے گئے۔ سو اس کی تصدیق کئی سال سے ہو رہی ہے۔ کئی کتابیں عربی بلیغ فصیح میں تالیف کر کے

بلکہ وہ اوروں کے حق میں تھیں جو آپ کے تولّد سے پہلے پوری ہو گئیں اور نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے۔ یہودیوں کی کتاب **طالمود سے چرا کر لکھا ہے**۔ اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔ لیکن جب سے یہ چوری پکڑی گئی عیسائی بہت شرمندہ ہیں۔ آپ نے یہ حرکت شاید اس لئے کی ہوگی کہ کسی عمدہ تعلیم کا نمونہ دکھلا کر رسوخ حاصل کریں۔ لیکن آپ کی اس بیجا حرکت سے عیسائیوں کی سخت روسیاہی ہوئی اور پھر افسوس یہ ہے کہ وہ تعلیم بھی کچھ عمدہ نہیں عقل اور کانشنس دونوں اس تعلیم کے منہ پر طمانچے مار رہے ہیں۔ آپ کا ایک یہودی استاد تھا جس سے آپ نے توریت کو سبقاً سبقاً پڑھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو قدرت نے آپ کو زیرکی سے کچھ بہت حصہ نہیں دیا تھا اور یا اس استاد کی یہ شرارت ہے کہ اس نے آپ کو محض سادہ لوح رکھا۔ بہر حال آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے۔ اسی وجہ سے آپ ایک مرتبہ شیطان کے پیچھے پیچھے چلے گئے۔

ایک فاضل پادری صاحب فرماتے ہیں کہ آپ کو اپنی تمام زندگی میں تین مرتبہ شیطانی الہام بھی ہوا تھا چنانچہ ایک مرتبہ آپ اسی الہام سے خدا سے منکر ہونے کے لئے بھی طیار ہو گئے تھے۔

آپ کی انہیں حرکات سے آپ کے حقیقی بھائی آپ سے سخت ناراض رہتے تھے اور ان کو یقین تھا کہ آپ کے دماغ میں ضرور کچھ خلل ہے اور وہ ہمیشہ چاہتے رہے کہ کسی شفاخانہ میں آپ کا باقاعدہ علاج ہو شاید خدا تعالیٰ شفا بخشے۔

عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا۔ اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا اور نہ چاہا کہ معجزہ مانگ کر حرامکار اور حرام

سکین نمبر 38 صفحہ نمبر 37 پر دیکھئے

لکھتا ہوں ذرا آنکھیں کھول کر پڑھو اور وہ یہ ہے **و قد کنت اعلم انه خارج و لم اکن اظن انه منکم فلو انی اعلم انی اخلص الیه لتجشمت لقاء ہ و لو کنت عندہ لغسلت عن قدمیه** دیکھوص ۲۸ یعنی یہ تو مجھے معلوم تھا کہ نبی آخر الزمان آنے والا ہے مگر مجھ کو یہ خبر نہیں تھی کہ وہ تم میں سے ہی (اے اہل عرب) پیدا ہوگا پس اگر مَیں اس کی خدمت میں پہنچ سکتا تو میں بہت ہی کوشش کرتا کہ اس کا دیدار مجھے نصیب ہو اور اگر میں اس کی خدمت میں ہوتا تو میں اس کے پاؤں دھویا کرتا اب اگر کچھ غیرت اور شرم ہے تو **مسیح** کے لئے یہ تعظیم کسی بادشاہ کی طرف سے جو اس کے زمانہ میں تھا پیش کرو اور نقد **ہزار روپیہ ہم سے لو** اور کچھ ضرورت نہیں کہ انجیل سے ہی بلکہ پیش کرو اگرچہ کوئی نجاست میں پڑا ہوا ورق ہی پیش کر دو اور اگر کوئی بادشاہ یا امیر نہیں تو کوئی چھوٹا سا نواب ہی پیش کر دو **اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہ کرسکو گے** پس یہ عذاب بھی جہنم کے عذاب سے کچھ کم نہیں کہ آپ ہی بات کو اٹھا کر پھر آپ ہی ملزم ہو گئے۔ **شاباش! شاباش! شاباش! خوب پادری ہو۔**

مسیح کا چال چلن آپ کے نزدیک کیا تھا۔ **ایک کھاؤ پیو۔ شرابی۔ نہ زاہد نہ عابد۔ نہ حق کا پرستار۔ متکبر۔ خود بین۔ خدائی کا دعویٰ** کرنے والا۔ مگر اس سے پہلے اور بھی کئی خدائی کا دعوے کرنے والے گذر چکے ہیں ایک مصر میں ہی موجود تھا۔ دعووں کو الگ کر کے کوئی **اخلاقی حالت** جو فی الحقیقت ثابت ہو ذرا پیش تو کرو تا حقیقت معلوم ہو۔ کسی کی محض باتیں ان کے اخلاق میں داخل نہیں ہوسکتیں۔ آپ اعتراض کرتے ہیں کہ وہ مرتد جو خود خونی اور اپنے کام سے سزا کے لائق ٹھہر چکے تھے

سکین نمبر 39 صفحہ نمبر 37 پر دیکھئے

اس جگہ مولوی احمد حسن صاحب امروہی کو ہمارے مقابلہ کے لئے خوب موقع مل گیا ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ وہ بھی دوسرے مولویوں کی طرح اپنے مشرکانہ عقیدہ کی حمایت میں کہتا کسی طرح حضرت مسیح ابن مریم کو موت سے بچالیں اور دوبارہ اتار کر خاتم الانبیاء بنادیں بڑی جانکاہی سے کوشش کررہے ہیں اوران کو بُرا معلوم ہوتا ہے کہ سورہ نور کی منشاء کے موافق اور صحیح بخاری کی حدیث اِمَامکم مِنکم کے مطابق اور مسلم کی حدیث اَمَّکُم مِنکم کے رو سے اسی امت مرحومہ میں سے مسیح موعود پیدا ہو تا موسوی سلسلہ کے مسیح کے مقابل پر محمدی سلسلہ کا مسیح ظاہر ہوکر نبوت محمدیہ کی شان کو دنیا میں چمکاوے بلکہ یہ مولوی صاحب اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح یہی چاہتے ہیں کہ وہی ابن مریم جس کو خدا بنا کر قریبًا پچاس کروڑ انسان گمراہی کے دلدل میں ڈوبا ہوا ہے دوبارہ فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے اترے اورایک نیا نظارہ خدائی کا دکھلا کر پچاس کروڑ کے ساتھ پچاس کروڑ اور ملا دے کیونکہ آسمان پر چڑھتے ہوئے تو کسی نے نہیں دیکھا تھا وہی مقولہ تھا کہ پیراں نمے پرند مریداں مے پرانند۔ مگر اب تو ساری دنیا فرشتوں کے ساتھ اترتے دیکھے گی اور پادری لوگ آ کر مولویوں کا گلا پکڑ لیں گے کہ کیا ہم کہتے تھے یا نہیں کہ یہی خدا ہے۔ اس منحوس دن میں اسلام کا کیا حال ہوگا۔ کیا اسلام دنیا میں ہوگا؟ **لعنت اللّٰہ علی الکاذبین**۔ جو شخص کشمیر سری نگر محلّہ خان یار میں مدفون ہے اس کو ناحق آسمان پر بٹھایا گیا۔ کس قدر ظلم ہے۔ خدا تو بپابندی اپنے وعدوں کے ہر چیز پر قادر ہے لیکن ایسے شخص کو کسی طرح دوبارہ دنیا میں نہیں لاسکتا جس کے پہلے فتنے نے ہی دنیا کو تباہ کردیا ہے۔ یہ مولوی اسلام کے نادان دوست کیا جانتے ہیں کہ ایسے عقیدوں سے کس قدر عیسائیوں کو مدد پہنچ چکی ہے۔ اب خدا تعالیٰ کوئی نئی عظمت ابن مریم کو دینا نہیں چاہتا بلکہ یہاں تک کہ جس قدر پہلے اس سے حضرت مسیح کی نسبت اطراء کیا گیا ہے وہ بھی خدا کو سخت ناگوار گزرا ہے اور اسی وجہ سے اس کو کہنا پڑا ءَاَنۡتَ قُلۡتَ لِلنَّاسِ [1]۔ اب آسمان کی طرف

سکین نمبر 40 صفحہ نمبر 37 پر دیکھئے

جو غلطی سے بھری ہوئی نظم اور کچھ نثر ہے وہ سب ذیل میں لکھ دیتے ہیں اور وہ یہ ہے:-

من تصنیف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی

ابن مریم مر چکا حق کی قسم ۔۔ داخلِ جنت ہوا ہے محترم☆
ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ۔۔ اس سے بہتر غلام احمد* ہے

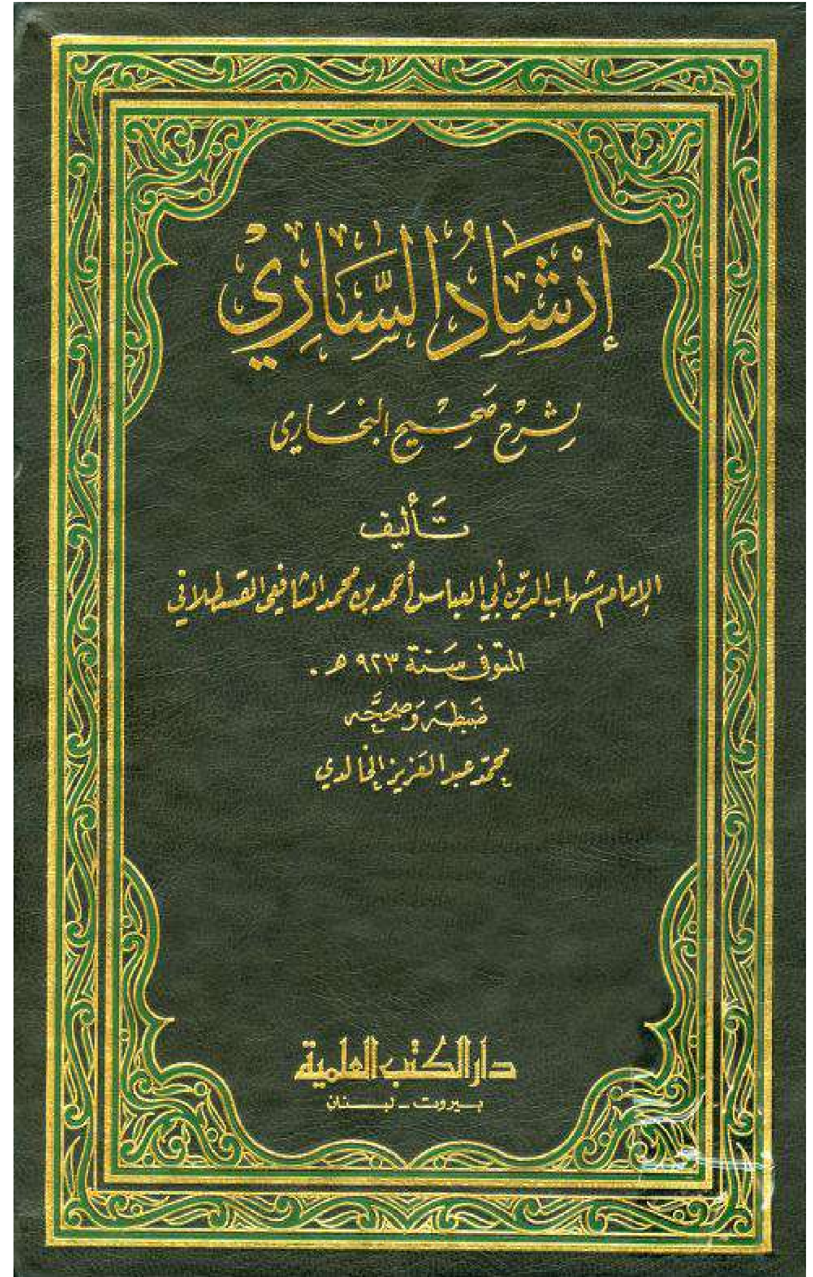
اس کا جواب بموجب قرآن شریف کے مَاقَتَلُوۡہُ وَمَاصَلَبُوۡہُ [1] چھٹویں [6] پارہ میں غور سے دیکھو جس کو مرزا صاحب خوب جانتے ہیں مگر بباعث طمع نفسانی اس پر عمل نہیں کرتے۔

ابن مریم زندہ ہے حق کی قسم ۔۔ صورت ملکی بفلک محترم
ذکر و فخر اُن کا ہے قرآن سے ثبوت ۔۔ جھوٹ کہتے ہیں غلام احمدی
لوگو ثابت کر لو تم قرآن سے ۔۔ دین کیوں کھوتے ہو تم بُہتان سے

☆ چونکہ یہ شخص بے علم ہے اس لئے اس نے میرے شعروں کے لکھنے میں بھی غلطی کی ہے یہ مصرع جس پر میں نے نشان لگایا ہے جو میرے شعر کا مصرع ہے اُس میں بھی اس نے غلطی کی ہے کیونکہ وہ لکھتا ہے۔ داخل جنت ہوا ہے محترم۔ حالانکہ یہ مصرع اس طرح پر ہے۔ داخلِ جنت ہوا وہ محترم۔ منہ

* اکثر نادان اس مصرع کو پڑھ کر نفسانی جوش ظاہر کرتے ہیں جیسا کہ اس مباہلہ کرنے والے نے ظاہر کیا مگر اس مصرع کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ اُمت محمدیہ کا مسیح اُمت موسویہ کے مسیح سے افضل ہے کیونکہ ہمارا نبی موسیٰ سے افضل ہے بات یہ ہے کہ حکمت اور مصلحت الٰہیہ نے تقاضا کیا تھا کہ جیسا کہ موسوی خلیفوں میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم الخلفاء ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفوں میں سے ایک خاتم الخلفاء آخر الزمان میں پیدا ہوگا (جو یہ عاجز ہے) تا اسرائیلی اور اسماعیلی سلسلے باہم مشابہت پیدا کریں پس جبکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ سے افضل ہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ آپ کی اُمت کا خاتم الخلفاء حضرت موسیٰ کے خاتم الخلفاء سے افضل ہو۔ حق یہی ہے جس کے کان سُننے کے ہیں سُنے۔ افسوس! ہمارے مخالف بار بار یہ تو کہتے ہیں کہ اخیر زمانہ میں ایک گروہ اہل اسلام کا یہودی صفت ہو جائیں گے اور جیسا کہ بدقسمت یہودی خدا کے نبیوں کو رد کرتے اور پیشگوئیوں کا انکار کرتے تھے وہ بھی کریں گے مگر یہ ان کے منہ سے نہیں نکلتا کہ جیسا کہ دونوں سلسلوں کو دونبیوں کی مماثلت کی وجہ سے اول میں مشابہت ہے ایسا ہی خاتم الخلفاء کے پیدا ہونے کے بعد آخر میں بھی مشابہت پیدا ہو جائے گی۔ یہودی بھی کہتے ہیں کہ آخر زمانہ کا مسیح پہلے مسیح سے افضل ہوگا مگر یہ لوگ نہیں کہتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور بلند پایہ کا کچھ بھی قدر نہیں کرتے یہ سوچنے کے لائق ہے کہ جس شخص کے دل میں میرے اس مصرع کی وجہ سے مباہلہ کا جوش اُٹھا تھا خدا نے میری زندگی میں ہی اس کو ہلاک کردیا۔ پس اس مصرع کے سچے ہونے پر اس کی موت کافی گواہ ہے۔ منہ

سکین نمبر 41 صفحہ نمبر 37 پر دیکھئے



سکین نمبر 42 صفحہ نمبر 38 پر دیکھئے

فقال هل على غيرهن قال لا الا أن تطوع (٣١٤) وصيام شهر رمضان فقال هل على غيره قال لا الا أن تطوع وذكر له رسول الله صلى الله عليه وسلم الزكاة فقال هل على غيرها قال لا الا أن تطوع قال فادبر الرجل وهو يقول والله لا أزيد على هذا ولا أنقص منه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أفلح ان صدق

هو الاشهر الاكثر الاعرف وأما دوى صوته فهو بعده في الهواء ومعناه شدة صوت لا يفهم وهو بفتح الدال وكسر الواو وتشديد الياء هذا هو المشهور وحكى صاحب المطالع فيه ضم الدال أيضا (قوله هل على غيرها قال لا الا أن تطوع) المشهور فيه تطوع بتشديد الطاء على ادغام احدى التاءين في الطاء وقال الشيخ أبو عمرو بن الصلاح رحمه الله تعالى هو محتمل للتشديد والتخفيف على الحذف قال أصحابنا وغيرهم من العلماء قوله صلى الله عليه وسلم الا أن تطوع استثناء منقطع ومعناه لكن يستحب لك أن تطوع وجعله بعض العلماء استثناء متصلا واستدلوا به على ان من شرع في صلاة نفل أو صوم نفل وجب عليه اتمامه ومذهبنا أنه يستحب الاتمام ولا يجب والله أعلم (قوله فأدبر الرجل وهو يقول والله لا أزيد على هذا ولا أنقص فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أفلح ان صدق) قيل هذا الفلاح راجع الى قوله لا أنقص خاصة والاظهر أنه عائد الى المجموع بمعنى أنه اذا لم يزد ولم ينقص كان مفلحا لانه أتى بما عليه ومن أتى بما عليه فهو مفلح وليس في هذا أنه اذا أتى بزائد لا يكون مفلحا لان هذا مما يعرف بالضرورة فانه اذا أفلح بالواجب فلأن يفلح بالواجب والمندوب أولى فان قيل كيف قال لا أزيد على هذا وليس في هذا الحديث جميع الواجبات ولا المنهيات الشرعية ولا السنن المندوبات فالجواب أنه جاء والنصب

كونه «خطيبا في بني اسرائيل فسئل أي الناس أعلم» أي منهم على حد الله أكبر أي من كل شيء «فقال أنا أعلم» الناس أي بحسب اعتقاده وهذا أبلغ من السابق في باب الخروج في طلب العلم هل تعلم أن أحدا أعلم منك فقال لا فانه انما نفى هناك علمه وهنا على البت «فعتب الله عليه اذ» بسكون الذال للتعليل «لم يرد العلم اليه» فكان يقول نحو الله أعلم وفي رواية أبي ذر عن الكشميهني الى الله ورد بضم الدال اتباعا لسابقها وبفتحها لخفته وبكسرها على الاصل في الساكن اذا حرك وجوز الفك أيضا والعتب من الله محمول على ما يليق به فيحمل على انه لم يرض قوله شرعا فان العتب الذي هو بمعنى تغير النفس مستحيل على الله تعالى «فأوحى الله» تعالى «اليه ان عبدا» بفتح الهمزة أي بأن وفي فرع اليونينية بكسرها على تقدير فقال ان عبدا والمراد الخضر «من عبادي» كائنا «بمجمع البحرين» أي ملتقى بحري فارس والروم من جهة المشرق أو بافريقية أو طنجة «هو أعلم منك» أي بشيء مخصوص كما يدل عليه قول الخضر الآتي ان شاء الله تعالى اني على علم من علم الله علمنيه لا تعلمه أنت وأنت على علم علمك لا أعلمه ولا ريب أن موسى أفضل من الخضر بما اختص به من الرسالة وسماع الكلام والتوراة وأن أنبياء بني اسرائيل كلهم داخلون تحت شريعته ومخاطبون بحكم نبوته حتى عيسى عليه السلام وغاية الخضر أن يكون كواحد من أنبياء بني اسرائيل وموسى أفضلهم وان قلنا ان الخضر ليس بنبي بل ولي فالنبي أفضل من الولي وهو أمر مقطوع به والقائل بخلافه كافر لانه معلوم من الشرع بالضرورة وانما كانت قصة موسى مع الخضر امتحانا لموسى ليعتبر ووقع عند النسائي أنه عرض في نفس موسى عليه السلام أن أحدا لم يؤت من العلم ما أوتي وعلم الله بما حدث به نفسه فقال يا موسى ان من عبادي من آتيته من العلم ما لم أوتك «قال رب» بحذف أداة النداء وياء المتكلم تخفيفا اجتزاء بالكسرة وفي بعض الاصول يا رب «وكيف لي به» أي كيف السبيل الى لقائه «فقيل له احمل» بالجزم على الامر «حوتا» أي سمكة كائنة «في مكتل» بكسر الميم وفتح المثناة الفوقية شبه الزنبيل يسع خمسة عشر صاعا كذا في العباب «فاذا فقدته» بفتح القاف أي الحوت «فهو ثم» بفتح المثلثة ظرف بمعنى هناك أي العبد الاعلم منك هناك «فانطلق» موسى «وانطلق بفتاه يوشع» مجرور بالفتحة عطف بيان لفتاه غير منصرف للعجمة والعلمية «ابن نون» مجرور بالاضافة منصرف كنوح ولوط على الفصحى وفي رواية أبي ذر وانطلق معه فتاه فصرح بالمعية للتأكيد والا فالمصاحبة مستفادة من قوله بفتاه «وحملا حوتا في مكتل» كما وقع الامر به وقد قيل كانت سمكة مملوحة وقيل شق سمكة «حتى كانا عند الصخرة» التي عند ساحل البحر الموعود بلقي الخضر عنده «وضعا رؤسهما وناما» وفي رواية الاربعة فناما بالفاء وكلاهما للعطف على وضعا «فانسل الحوت» الميت المملوح «من المكتل» لانه أصابه من ماء عين الحياة الكائنة في أصل الصخرة شيء اذ اصابتها مقتضية للحياة كما عند المؤلف في رواية «فاتخذ سبيله» أي طريقه «في البحر سربا» أي مسلكا زاد في سورة الكهف وأمسك الله عن الحوت جرية الماء فصار عليه مثل الطاق «وكان» احياء الحوت المملوح وامساك جرية الماء حتى صار مسلكا «لموسى وفتاه عجبا فانطلقا بقية» بالنصب على الظرف «ليلتهما» بالجر على الاضافة «ويومهما» بالنصب على ارادة سير جميعه وبالجر عطفا على ليلتهما والوجه الاول وهو الذي في فرع اليونينية وفي مسلم كالمؤلف في التفسير بقية يومهما وليلتهما وهو الصواب لقوله «فلما أصبح» اذ لا يقال أصبح الا عن ليل «قال موسى لفتاه آتنا غداءنا» بفتح الغين مع المد وهو الطعام يؤكل أول النهار «لقد لقينا من سفرنا هذا نصبا» أي تعبا والاشارة لسير البقية والذي يليها ويدل عليه قوله «ولم يجد موسى» عليه السلام «مسا» وفي نسخة شيئا «من النصب حتى جاوز المكان الذي أمر به» فألقى عليه الجوع

سکین نمبر 42 صفحہ نمبر 38 پر دیکھئے

المفهم

لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم

تأليف

الإمام الحافظ أبي العباس أحمد بن عمر بن إبراهيم القرطبي

٥٧٨ - ٦٥٦ هجرية

الجزء السادس

حققه وعلق عليه وقدم له

محيي الدين ديب مستو — يوسف علي بديوي

أحمد محمد السيد — محمود إبراهيم بزال

دار ابن كثير
دمشق - بيروت

دار الكلم الطيب
دمشق - بيروت

سکین نمبر 43 صفحہ نمبر 38 پر دیکھئے

....

ـ عليه السلام ـ ألا ترى: أنَّ الله تعالى قال: ﴿ إِنَّآ أَنزَلْنَا ٱلتَّوْرَىٰةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا ٱلنَّبِيُّونَ ٱلَّذِينَ أَسْلَمُوا۟ لِلَّذِينَ هَادُوا۟ . . . ﴾ [المائدة: ٤٤]، والإنجيلُ وإن كان هدىً فليس فيه من الأحكام إلا قليلٌ، ولم يجيء عيسى ـ عليه السلام ـ ناسخاً لأحكام التوراة، بل مُعلِّماً لها، ومبيِّناً أحكامَها، كما قال تعالى حكايةً عنه: ﴿وَيُعَلِّمُهُ ٱلْكِتَـٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَٱلتَّوْرَىٰةَ وَٱلْإِنجِيلَ﴾ [آل عمران: ٤٨]. وعلى هذا فهو أمامُهم، وإمامهم، وأعلمُهم، وأفضلُهم. ويكفي من ذلك قوله تعالى: ﴿يَـٰمُوسَىٰٓ إِنِّى ٱصْطَفَيْتُكَ عَلَى ٱلنَّاسِ بِرِسَـٰلَـٰتِى وَبِكَلَـٰمِى﴾ [الأعراف: ١٤٤] وأنَّ موسى من أولي العزم من الرُّسل، وأنَّ أوَّل مَنْ (ينشق عنه القبر)[١] نبيُّنا ﷺ فيجد موسى ـ عليه السلام ـ متعلِّقاً بساق العرش، وأنَّه ليس في محشر يوم القيامة أكثرَ من أمَّته بعد أمَّة نبيِّنا ﷺ إلى غير ذلك من فضائله. فأمَّا الخَضِرُ ـ عليه السلام ـ فلم يُتَّفقْ على أنَّه نبيٌّ، بل هو أمرٌ مختلفٌ فيه؛ هل هو نبيٌّ أو وليٌّ؟ فإنْ كان نبيّاً فليس برسولٍ بالاتفاق؛ إذ لم يقل أحدٌ: أنَّ الخضرَ ـ عليه السلام ـ أُرسل إلى أمَّةٍ، والرَّسول أفضلُ من نبيٍّ ليس برسولٍ. وإن تنزَّلنا على أنَّه رسولٌ؛ فرسالة موسى أعظمُ، وأُمَّتُه أكثر، فهو أفضلُ. وإن قلنا: إنَّ الخضرَ كان وليّاً؛ فلا إشكالَ أنَّ النبيَّ أفضلُ من الوليِّ. وهذا أمرٌ مقطوعٌ به عقلاً ونقلاً، والصائرُ إلى خلافه كافرٌ، فإنَّه أمرٌ معلومٌ من الشرائع بالضرورة؛ ولأنَّه واحدٌ من أُمَّة موسى، أو غيره من الأنبياء، ونبيُّ كلِّ أُمَّةٍ أفضلُ منها قطعاً، آحاداً أو جمعاً، وإنما كانت قصة موسى مع الخضر امتحاناً لموسى ليتأدَّبَ ويعتبر، كما قد ابتلي غيرُه من الأنبياء بأنواعٍ من المِحن والبَلاء.

موسى أفضل من الخضر

المَغْلَطة الثانية: ذهبَ قوم من زنادقة الباطنية إلى سلوك طريق يلزم منه هدُّ الأحكام الشرعية، فقالوا: هذه الأحكام الشرعية إنما يُحكم بها على الأغنياء

من مزاعم الزنادقة

---

(١) في (م ٣): تنشق عنه الأرض.

سکین نمبر 43 صفحہ نمبر 38 پر دیکھئے

اور بے اصل بات ہے صحابہ کا ہرگز اس پر اجماع نہیں۔ بھلا اگر ہے تو کم سے کم تین سو یا چار سو صحابہ کا نام لیجئے جو اس بارہ میں اپنی شہادت ادا کر گئے ہیں ورنہ ایک یا دو آدمی کے بیان کا نام اجماع رکھنا سخت بددیانتی ہے۔ ماسوا اس کے یہ بھی ان حضرات کی سراسر غلطی ہے کہ قرآن کریم کے معانی کو بزمانہ گذشتہ محدود و مقید سمجھتے ہیں۔ اگر اس خیال کو تسلیم کر لیا جاوے تو پھر قرآن شریف معجزہ نہیں رہ سکتا اور اگر ہو بھی تو شاید ان عربیوں کے لئے جو بلاغت شناسی کا مذاق رکھتے ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ کھلا کھلا اعجاز قرآن شریف کا جو ہر ایک قوم اور ہر یک اہل زبان پر روشن

نجّاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے اور جیسے انسان میں قویٰ موجود ہوں انہیں کے موافق اعجاز کے طور پر بھی مدد ملتی ہے جیسے ہمارے سیّد و مولیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی قویٰ جو دقائق اور معارف تک پہنچنے میں نہایت تیز و قوی تھے سو انہی کے موافق قرآن شریف کا معجزہ دیا گیا جو جامع جمیع دقائق و معارف الٰہیہ ہے۔ پس اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہیئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو اور ایسا معجزہ دکھانا عقل سے بعید بھی نہیں کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صنّاع ایسی ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دُم بھی ہلاتی ہیں اور میں نے سُنا ہے کہ بعض چڑیاں کَل کے ذریعہ سے پرواز بھی کرتی ہیں۔ بمبئی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور یوروپ اور امریکہ کے ملکوں میں بکثرت ہیں اور ہر سال نئے نئے نکلتے آتے ہیں۔ اور چونکہ قرآن شریف اکثر استعارات سے بھرا ہوا ہے اس لئے ان آیات کے روحانی طور پر معنی بھی کر سکتے ہیں کہ مٹی کی چڑیوں سے مراد وہ اُمّی اور نادان لوگ ہیں جن کو حضرت عیسیٰ نے اپنا رفیق بنایا گویا اپنی صحبت میں لے کر پرندوں کی صورت کا خاکہ کھینچا پھر ہدایت کی روح اُن میں پھونک دی جس سے وہ پرواز کرنے لگے۔

ماسوا اس کے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ ایسے ایسے اعجاز طریق **عمل التّرب** یعنی مسمریزمی طریق

سکین نمبر 44 صفحہ نمبر 39 پر دیکھئے

ہو سکتا ہے جس کو پیش کر کے ہم ہر یک ملک کے آدمی کو خواہ ہندی ہو یا پارسی یا یوروپین یا امریکن یا کسی اَور ملک کا ہو ملزم و ساکت و لاجواب کر سکتے ہیں۔ وہ غیر محدود معارف و حقائق و علوم حکمیہ قرآنیہ ہیں جو ہر زمانہ میں اس زمانہ کی حاجت کے موافق کھلتے جاتے ہیں اور ہر یک زمانہ کے خیالات کو مقابلہ کرنے کے لئے مُسلّح سپاہیوں کی طرح کھڑے ہیں اگر قرآن شریف اپنے حقائق و دقائق کے لحاظ سے ایک محدود چیز ہوتی تو ہرگز وہ معجزہ تامّہ نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ فقط بلاغت و فصاحت ایسا امر نہیں ہے جس کی اعجازی کیفیت ہر یک خواندہ ناخواندہ کو معلوم ہو جائے کھلا کھلا اعجاز اس کا تو یہی ہے کہ وہ غیر محدود معارف و دقائق

سے بطور لہو و لعب نہ بطور حقیقت ظہور میں آسکیں کیونکہ **عمل التّرب** میں جس کو زمانہ حال میں مسمریزم کہتے ہیں ایسے ایسے عجائبات ہیں کہ اس میں پوری پوری مشق کرنے والے اپنی روح کی گرمی دوسری چیزوں پر ڈال کر ان چیزوں کو زندہ کے موافق کر دکھاتے ہیں۔ انسان کی روح میں کچھ ایسی خاصیت ہے کہ وہ اپنی زندگی کی گرمی ایک جماد پر جو بالکل بے جان ہے ڈال سکتی ہے۔ تب جماد سے وہ بعض حرکات صادر ہوتی ہیں جو زندوں سے صادر ہؤا کرتی ہیں۔ راقم رسالہ ہذا نے اس علم کے بعض مشق کرنے والوں کو دیکھا ہے جو انہوں نے ایک لکڑی کی تپائی پر ہاتھ رکھ کر ایسا اپنی حیوانی روح سے اُسے گرم کیا کہ اس نے چارپایوں کی طرح حرکت کرنا شروع کر دیا اور کتنے آدمی گھوڑے کی طرح اس پر سوار ہوئے اور اسکی تیزی اور حرکت میں کچھ کمی نہ ہوئی۔ سو یقینی طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ اگر ایک شخص اس فن میں کامل مشق رکھنے والا مٹی کا ایک پرند بنا کر اس کو پرواز کرتا ہؤا بھی دکھا دے تو کچھ بعید نہیں کیونکہ کچھ اندازہ نہیں کیا گیا کہ اس فن کے کمال کی کہاں تک انتہاء ہے۔ اور جبکہ ہم بچشم خود دیکھتے ہیں کہ اس فن کے ذریعہ سے ایک جماد میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور وہ جانداروں کی طرح چلنے لگتا ہے تو پھر اگر اس میں پرواز بھی ہو تو بعید کیا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسا جانور جو مٹی یا لکڑی وغیرہ سے بنایا جاوے اور **عمل التّرب** سے اپنی روح کی گرمی اس کو پہنچائی جائے وہ درحقیقت زندہ نہیں ہوتا بلکہ بدستور بے جان اور جماد ہوتا ہے صرف عامل کے روح کی گرمی باروت[1] کی طرح اُس کو جنبش میں لاتی ہے۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے

سکین نمبر 44 صفحہ نمبر 39 پر دیکھئے

اپنے اندر رکھتا ہے۔ جو شخص قرآن شریف کے اس اعجاز کو نہیں مانتا وہ علمِ قرآن سے سخت بے نصیب ہے **ومن لم یؤمن بذالک الاعجاز فواللہ ما قدر القرآن حق قدرہ وما عرف اللّٰہ حق معرفتہ وما وقر الرسول حق توقیرہ۔**

اے بندگانِ خدا! یقیناً یاد رکھو کہ قرآن شریف میں غیر محدود معارف وحقائق کا اعجاز ایسا کامل اعجاز ہے جس نے ہر ایک زمانہ میں تلوار سے زیادہ کام کیا ہے اور ہر یک زمانہ اپنی نئی حالت کے ساتھ جو کچھ شبہات پیش کرتا ہے یا جس قسم کے اعلیٰ معارف کا دعویٰ کرتا ہے اس کی پوری مدافعت اور پورا الزام اور پورا پورا مقابلہ قرآن شریف میں موجود ہے کوئی شخص

ہرگز ثابت نہیں ہوتا بلکہ ان کا ہلنا اور جنبش کرنا بھی بپایہ ثبوت نہیں پہنچتا اور نہ درحقیقت ان کا زندہ ہوجانا ثابت ہوتا ہے۔ اس جگہ یہ بھی جاننا چاہیئے کہ سلبِ امراض کرنا یا اپنی روح کی گرمی جماد میں ڈال دینا درحقیقت یہ سب **عمل التّرب** کی شاخیں ہیں۔ ہر یک زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں اور اب بھی ہیں جو اس روحانی عمل کے ذریعہ سے سلبِ امراض کرتے رہے ہیں اور مفلوج، مبروص، مدقوق وغیرہ ان کی توجہ سے اچھے ہوتے رہے ہیں۔ جن لوگوں کی معلومات وسیع ہیں وہ میرے اس بیان پر شہادت دے سکتے ہیں کہ بعض فقراء نقشبندی وسُہروردی وغیرہ نے بھی ان مشقوں کی طرف بہت توجہ کی تھی اور بعض ان میں یہاں تک مشاق گذرے ہیں کہ صدہا بیماروں کو اپنے یمین ویسار میں بٹھا کر صرف نظر سے اچھا کر دیتے تھے اور محی الدین ابن عربی صاحب کو بھی اس میں خاص درجہ کی مشق تھی۔ اولیاء اور اہل سلوک کی تواریخ اور سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کاملین ایسے عملوں سے پرہیز کرتے رہے ہیں مگر بعض لوگ اپنی ولایت کا ایک ثبوت بنانے کی غرض سے یا کسی اور نیت سے ان مشغلوں میں مبتلا ہوگئے تھے۔ اور اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باذن وحکم الٰہی **الیسع** نبی کی طرح اس **عمل التّرب** میں کمال رکھتے تھے گو **الیسع** کے درجہ کاملہ سے کم رہے ہوئے تھے۔ کیونکہ الیسع کی لاش نے بھی معجزہ دکھلایا کہ اس کی ہڈیوں کے لگنے سے ایک مردہ زندہ ہوگیا مگر چوروں کی لاشیں مسیح کے جسم کے ساتھ لگنے سے ہرگز زندہ نہ ہو سکیں۔ یعنی وہ دو چور جو مسیح کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے۔ بہرحال مسیح کی یہ تربی کارروائیاں زمانہ کے مناسب حال بطور خاص مصلحت کے تھیں۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں۔ جیسا کہ

برہمو یا بدھ مذہب والا یا آریہ یا کسی اور رنگ کا فلسفی کوئی ایسی الٰہی صداقت نکال نہیں سکتا جو قرآن شریف میں پہلے سے موجود نہ ہو۔ قرآن شریف کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور جس طرح صحیفۂ فطرت کے عجائب وغرائب خواص کسی پہلے زمانہ تک ختم نہیں ہو چکے بلکہ جدید در جدید پیدا ہوتے جاتے ہیں یہی حال ان صحفِ مطہّرہ کا ہے تا خدائے تعالیٰ کے قول اور فعل میں مطابقت ثابت ہو اور مَیں اس سے پہلے لکھ چکا ہوں کہ قرآن شریف کے عجائبات اکثر بذریعہ الہام میرے پر کھلتے رہتے ہیں اور اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ تفسیروں میں اُن کا نام ونشان نہیں پایا جاتا۔ مثلاً یہ جو اس عاجز پر کھلا ہے کہ ابتدائے خلقتِ آدم سے جس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔ لیکن مجھے وہ روحانی طریق پسند ہے جس پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم مارا ہے اور حضرت مسیح نے بھی اس عمل جسمانی کو یہودیوں کے جسمانی اور پست خیالات کی وجہ سے جو ان کی فطرت میں مرکوز تھے باذن وحکم الٰہی اختیار کیا تھا ورنہ دراصل مسیح کو بھی یہ عمل پسند نہ تھا۔ واضح ہو کہ اس عمل جسمانی کا ایک نہایت بُرا خاصہ یہ ہے کہ جو شخص اپنے تئیں اس مشغولی میں ڈالے اور جسمانی مرضوں کے رفع دفع کرنے کے لئے اپنی دلی ودماغی طاقتوں کو خرچ کرتا رہے وہ اپنی اُن روحانی تاثیروں میں جو روح پر اثر ڈال کر روحانی بیماریوں کو دور کرتی ہیں بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اس کے ہاتھ بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ گو حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کے کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں انکی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ان جسمانی امور کی طرف توجہ نہیں فرمائی اور تمام زور اپنی روح کا دلوں میں ہدایت پیدا ہونے کیلئے ڈالا اسی وجہ سے تکمیل نفوس میں سب سے بڑھ کر رہے اور ہزارہا بندگانِ خدا کو کمال کے درجہ تک پہنچا دیا اور اصلاح خلق اور اندرونی تبدیلیوں میں وہ یدِ بیضا دکھلایا کہ جس کی ابتدائے دنیا سے آج تک نظیر نہیں پائی جاتی۔ حضرت مسیح کے **عمل التّرب** سے وہ مردے جو زندہ ہوتے تھے یعنی وہ قریب المرگ آدمی جو گویا نئے سرے زندہ ہو جاتے تھے وہ بلا توقف

رُسُلَنَا تَتۡرَا [1] یعنی پھر پیچھے سے ہم نے اپنے رسول پے در پے بھیجے۔ پس ان تمام آیات سے ظاہر ہے کہ عادت اللہ یہی ہے کہ وہ اپنی کتاب بھیج کر پھر اس کی تائید اور تصدیق کے لئے ضرور انبیاء بھیجا کرتا ہے چنانچہ توریت کی تائید کے لئے ایک ایک وقت میں چار چار سو نبی بھی آیا جن کے آنے پر اب تک بائبل شہادت دے رہی ہے۔

اس کثرت ارسال رسل میں اصل بھید یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عہد موکد ہو چکا ہے کہ جو اس کی سچی کتاب کا انکار کرے تو اس کی سزا دائمی جہنم ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ [2] یعنی جو لوگ کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کی تکذیب کی وہ جہنمی ہیں اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اب جب کہ سزائے انکار کتاب الٰہی میں ایسی سخت تھی اور دوسری طرف یہ مسئلہ نبوت اور وحی الٰہی کا نہایت دقیق تھا بلکہ خود خدا تعالیٰ کا وجود بھی ایسا دقیق در دقیق تھا کہ جب تک انسان کی آنکھ خداداد نور سے منور نہ ہو ہرگز ممکن نہ تھا کہ سچی اور پاک معرفت اس کی حاصل ہو سکے چہ جائیکہ اس کے رسولوں کی معرفت اور اسکی کتاب کی معرفت حاصل ہو۔ اس لئے رحمانیت الٰہی نے تقاضا کیا کہ اندھی اور نابینا مخلوق کی بہت ہی مدد کی جائے اور صرف اس پر اکتفا نہ کیا جائے کہ ایک مرتبہ رسول اور کتاب بھیج کر پھر باوجود امتداد ازمنہ طویلہ کے ان عقائد کے انکار کی وجہ سے جن کو بعد میں آنے والے زیادہ اس سے سمجھ نہیں سکتے کہ وہ ایک پاک اور عمدہ منقولات ہیں ہمیشہ کی جہنم میں منکروں کو ڈال دیا جائے اور درحقیقت سوچنے والے کے لئے یہ بات نہایت صاف اور روشن ہے کہ وہ خدا جس کا نام رحمٰن اور رحیم ہے اتنی بڑی سزا دینے کے لئے کیونکر یہ قانون اختیار کر سکتا ہے کہ بغیر پورے طور پر اتمام حجت کے مختلف بلاد کے ایسے لوگوں کو جنہوں نے صدہا برسوں کے بعد قرآن اور رسول کا نام سنا اور پھر وہ عربی سمجھ نہیں سکتے۔ قرآن کی خوبیوں کو دیکھ نہیں سکتے دائمی جہنم میں ڈال دے اور کس انسان کی کانشنس اس بات کو قبول کر سکتی ہے کہ بغیر اس کے کہ قرآن کریم کا منجاب اللہ ہونا اس پر ثابت کیا جائے

سکین نمبر 45 صفحہ نمبر 42 پر دیکھئے

بچ سکتے ہیں۔ اور ان کو وہ نورانی آنکھیں کہاں حاصل ہیں تا سید عبد القادر اور حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح شیطانی الہام کو شناخت کرلیں۔ یاد رہے کہ وہ کاہن جو عرب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے پہلے بکثرت تھے ان لوگوں کو بکثرت شیطانی الہام ہوتے تھے اور بعض وقت وہ پیشگوئیاں بھی الہام کے ذریعہ سے کیا کرتے تھے۔ اور تعجب یہ کہ ان کی بعض پیشگوئیاں سچی بھی ہوتی تھیں۔ چنانچہ اسلامی کتابیں ان قصوں سے بھری پڑی ہیں۔ پس جو شخص شیطانی الہام کا منکر ہے وہ انبیاء علیہم السلام کی تمام تعلیموں کا انکاری ہے اور نبوت کے تمام سلسلہ کا منکر ہے۔ بائبل میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ چار سو نبی کو شیطانی الہام ہوا تھا اور انہوں نے الہام کے ذریعہ سے جو ایک سفید جن کا کرتب تھا ایک بادشاہ کی فتح کی پیشگوئی کی۔ آخر وہ بادشاہ بڑی ذلت سے اسی لڑائی میں مارا گیا اور بڑی شکست ہوئی اور ایک پیغمبر جس کو حضرت جبرائیل سے الہام ملا تھا اس نے یہی خبر دی تھی کہ بادشاہ مارا جائے گا اور کتے اس کا گوشت کھائیں گے اور بڑی شکست ہوگی۔ سو یہ خبر سچی نکلی۔ مگر اس چار سو نبی کی پیشگوئی جھوٹی ظاہر ہوئی۔

اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب کہ اس کثرت سے شیطانی الہام بھی ہوتے ہیں تو پھر الہام سے امان اٹھتا ہے اور کوئی الہام بھروسہ کے لائق نہیں ٹھہرتا۔ کیونکہ احتمال ہے کہ شیطانی ہو خاص کر جبکہ مسیح جیسے اولی العزم نبی کو بھی یہی واقعہ پیش آیا تو پھر اس سے تو ملہموں کی کمر ٹوٹتی ہے تو الہام کیا ایک بلا ہو جاتی ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ بیدل ہونے کا کوئی محل نہیں۔ دنیا میں خدا تعالیٰ کا قانون قدرت ایسا ہی واقع ہوا ہے کہ ہر ایک عمدہ جوہر کے ساتھ مغشوش چیزیں بھی لگی ہوئی ہیں۔ دیکھو ایک تو وہ موتی ہیں جو دریا سے نکلتے ہیں اور دوسرے وہ سستے موتی ہیں جو لوگ آپ بنا کر بیچتے ہیں۔ اب اس خیال سے کہ دنیا میں جھوٹے موتی بھی ہیں سچے موتیوں کی خرید و فروخت بند نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ جوہری جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دی ہے ایک ہی نظر سے پہچان جاتے ہیں کہ یہ سچا اور

سکین نمبر 45 صفحہ نمبر 43 پر دیکھئے

الشِّفا

بتعريف حقوق المصطفى ﷺ

للقاضي عياض
أبي الفضل عياض بن موسى بن عياض اليحصبي
٤٧٦-٥٤٤هـ

تقديم وتحقيق
طه عبد الرؤوف سعد
من علماء الأزهر الشريف
خالد بن محمد بن عثمان

الجزء الثاني

مركز أهل السنة بركات رضا
شارع الإمام أحمد رضا، فوربندر، غوجرات (الهند)

سکین نمبر 46 صفحہ نمبر 44 پر دیکھئے

الفصل الرابع

في بيان ما هو من المقالات كفر، وما يتوقف أو يختلف فيه، وما ليس بكفر

اعلم أن تحقيق هذا الفصل وكشف اللَّبس فيه مورده الشرع، ولا مجال للعقل فيه؛ والفصل البين في هذا أن كل مقالة صرحت بنفي الربوبية أو الوحدانية أو عبادة أحد غير الله، أو مع الله - فهو كفر، كمقالة الدهرية، وسائر فرق أصحاب الاثنين من الديصانية أو المانوية وأشباههم من الصابئين والنصارى والمجوس، والذين أشركوا بعبادة الأوثان أو الملائكة، أو الشياطين، أو الشمس، أو النجوم أو النار أو حد - غير الله من - مشركي العرب، وأهل الهند والصين والسودان وغيرهم ممن لا يرجع إلى كتاب.

وكذلك القرامطة وأصحاب الحلول والتناسخ من الباطنية والطيارة من الرافضة والجناحية والبيانية والغرابية.

وكذلك من اعترف بالإلهية لله ووحدانيته، ولكن اعتقد أنه غير حي أو غير قديم، وأنه مُحدث أو مصور، أو ادعى له ولداً أو صاحبة أو والدا، أو أنه متولد من شيء، أو كائن عنه، أو أن معه في الأزل شيئاً قديماً غيره؛ أو أن ثم صانعاً للعالم سواه، أو مدبراً غيره؛ فذلك كله كفر بإجماع المسلمين؛ كقول الإلهيين من الفلاسفة والمنجمين والطبائعيين. وكذلك من ادعى مجالسة الله، والعُروج إليه ومكالمته، أو حلوله في أحد الأشخاص؛ كقول بعض المتصوفة والباطنية، والنصارى، والقرامطة.

وكذلك نقطع على كفر من قال بقدم العالم، أو بقائه، أو شك في ذلك على مذهب بعض الفلاسفة والدهرية، أو قال بتناسخ الأرواح وانتقالها أبد الآباد في الأشخاص، وتعذيبها أو تنعيمها فيها بحسب زكائها وخبثها. وكذلك من اعترف بالإلهية والوحدانية، ولكنه جحد النبوة من أصلها عموماً، أو نبوة نبينا ﷺ خصوصاً، أو أحد من الأنبياء الذين نص الله عليهم بعد علمه بذلك؛ فهو كافر بلا ريب؛ كالبراهمة، ومعظم اليهود والأروسية من النصارى، والغرابية من الروافض الزاعمين أن علياً كان المبعوث إليه جبريل، وكالمعطلة والقرامطة والإسماعيلية والعنبرية من الرافضة، وإن كان بعض هؤلاء قد أشركوا في كفر آخر مع من قبلهم.

وكذلك من دان بالوحدانية وصحة النبوة، ونبوة نبينا ﷺ، ولكن جوز على الأنبياء

سکین نمبر 46 صفحہ نمبر 44 پر دیکھئے

الكذب في ما أتوا به، ادعىٰ في ذلك المصلحة بزعمه أو لم يدعها فهو كافر بإجماع؛ كالمتفلسفين، وبعض الباطنية، والروافض، وغلاة المتصوفة، وأصحاب الإباحة؛ فإن هؤلاء زعموا أن ظواهر الشرع، وأكثر ما جاءت به الرسل من الأخبار عما كان ويكون من أمور الآخرة والحشر والقيامة، والجنة والنار، ليس منها شيء علىٰ مقتضىٰ لفظها ومفهوم خطابها؛ وإنما خاطبوا بها الخلق علىٰ جهة المصلحة لهم؛ إذ لم يمكنهم التصريح لقصور أفهامهم؛ فمُضمَّنُ مقالاتهم إبطالُ الشرائع، وتعطيل الأوامر والنواهي، وتكذيب الرسل، والارتياب فيما أتوا به.

وكذلك من أضاف إلىٰ نبيا ﷺ تعمد الكذب فيما بلغه وأخبر به، أو شك في صدقه، أو سبه، أو قال: إنه لم يبلغ؛ أو استخف به، أو بأحد من الأنبياء، أو أزرىٰ عليهم، أو آذاهم، أو قتل نبيًا، أو حاربه، فهو كافر بإجماع.

وكذلك نكفر من ذهب مذهب بعض القدماء في أن كل جنس من الحيوان نذيرًا أو نبيًا من القردة والخنازير والدواب والدود. ويحتج بقوله تعالىٰ: ﴿وإن من أمة إلا خلا فيها نذير﴾ [فاطر: ٢٤] إذ ذلك يؤدي إلىٰ أن يوصف أنبياء هذه الأجناس بصفاتهم المذمومة. وفيه من الإزراء علىٰ هذا المنصب المنيف ما فيه، مع إجماع المسلمين علىٰ خلافه، وتكذيب قائله.

وكذلك نكفر من اعترف من الأصول الصحيحة بما تقدم، وبنبوة نبينا ﷺ؛ ولكن قال: كان أسود، أو مات قبل أن يلتحي، وليس الذي كان بمكة والحجاز، أو ليس بقرشي؛ لأن وصفه بغير صفاته المعلومة نفيٌ له وتكذيبٌ به.

وكذلك من ادَّعىٰ نبوة أحد من نبينا ﷺ أو بعد، كالعيسوية من اليهود القائلين بتخصيص رسالته إلىٰ العرب، وكالخرمية القائلين بتواتر الرسل، وكأكثر الرافضة القائلين بمشاركة عليّ في الرسالة للنبي ﷺ وبعده؛ وكذلك كل إمام عند هؤلاء يقوم مقامه في النبوة والحجة؛ وكالبزيعية والبيانية منهم القائلين بنبوة بزيع وبيان وأشباه هؤلاء. أو من ادعىٰ النبوة لنفسه، أو جوز اكتسابها والبلوغ بصفاء القلب إلىٰ مرتبتها؛ كالفلاسفة وغلاة المتصوفة.

وكذلك من ادعىٰ منهم أنه يوحىٰ إليه وإن لم يدع النبوة، أوأنه يصعد إلىٰ السماء ويدخل إلىٰ الجنة ويأكل من ثمارها، ويعانق الحور العين؛ فهؤلاء كلهم كفارٌ مكذبون للنبي ﷺ لأنه أخبر النبي ﷺ أنه خاتم النبيين، لا نبي بعده. وأخبر من الله تعالىٰ أنه خاتم النبيين، وأنه أرسل كافة للناس.

سکین نمبر46 صفحہ نمبر44 پر دیکھئے

المعجم الكبير

للحافظ أبي القاسم سليمان بن أحمد الطبراني

٢٦٠هـ — ٣٦٠هـ

حققه وخرج أحاديثه
حمدي عبد المجيد السلفي

الجزء الثاني والعشرون

الناشر
مكتبة ابن تيمية
القاهرة ت: ٨٦٤٢٤٠

سکین نمبر47 صفحہ نمبر45 پر دیکھئے

فكفنه رسول الله صلى الله عليه وسلم في قميصه ، ودخل الى أم سلمة وبين يديها صبي وهي تقول :

ابك الوليد بن الوليد	أبا الوليد بن المغيرة
ان الوليد بن الوليد	أبا الوليد كفى العشيرة
قد كان غيثا في السنين	وجعفرا غدقا وميرة

فقال : « ان كدتم لتتخذون الوليد جنانا » ، فسماه عبدالله .

من اسمه ورقة

.... ـ ورقة بن نوفل الديلي ويقال الانصاري

..... (٤١١) حدثنا المقدام بن داود ثنا أسد بن موسى ثنا روح بن مسافر عن الأعمش عن عبدالله بن عبدالله عن سعيد بن جبير عن ابن عباس عن ورقة الانصاري قال : قلت يا محمد كيف يأتيك الذي يأتيك ؟ يعني جبرين عليه السلام ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « يأتيني من السماء جناحاه لؤلؤ وباطن قدميه أخضر » .

من اسمه وبر

.... ـ وبر بن مشهر الحنفي

..... (٤١٢) حدثنا أحمد بن محمد بن صدقة وأبو عبيدالله أحمد بن عبدالله بن مهدي الرامهرمزي قالا ثنا القاضي ثنا محمد بن يزيد الأسفاطي

---

٤١١ ـ ورواه في الاوسط (٣١٤ مجمع البحرين) قال في المجمع (٨/٢٥٦) وشيخه المقدام بن داود ضعيف .

٤١٢ ـ قال في المجمع (٣١٥/٥) وفيه جماعة لم أعرفهم . ورواه البخاري في التاريخ الكبير (٤/٢/١٨٣ـ١٨٤) وعنده ابن سلمقاف وفي نسخة ابن سلقاب وفي الاصابة ابن الشعاف .

سکین نمبر47 صفحہ نمبر45 پر دیکھئے

ثنا أبو بكر بن شيبة الحزامي حدثنا محمد بن اسماعيل بن أبي فديك حدثني موسى بن يعقوب الزمعي حدثني حاجب بن قدامة الحنفي حدثني عيسى بن خثيم حدثني وبر بن مشهر الحنفي قال : بعثني مسيلمة وابن شغاف وابن النواحة الى رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فقدمنا عليه فتقدماني في الكلام وكانا أسن مني فتشهدا ثم قالا نشهد انك نبي وأن مسيلمة من بعدك ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : « ما تقول يا غلام ؟ » قلت: أشهد بما شهدت به وأكذب بما كذبت به قال : « فاني أشهد عدد تراب الدنيا أن مسيلمة كذاب » ثم قال : « خذوهما » فأخذوا وأمر بهما الى بيت كيسان ، فشفع فيهما رجل من أصحابه فخلى عنهما .

من اسمه واقد

.... ـ واقد مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم

..... (٤١٣) حدثنا عبيد العجل حدثنا ابراهيم بن سعيد الجوهري ثنا حسين بن محمد المرودي عن الهيثم بن جماز عن الحارث بن حسان عن زاذان عن واقد مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : « من أطاع الله عز وجل فقد ذكره وان قلت صلاته وصيامه وتلاوته للقرآن ، ومن عصى الله فلم يذكره وان كثرت صلاته وصيامه وتلاوته للقرآن » .

باب الهاء

من اسمه هند

.... ـ هند بن أبي هالة التميمي

وهو هند بن أبي هالة واسم أبي هالة هند بن النباش بن زرارة بن وقدان

---

٤١٣ ـ قال في المجمع (   ) وفيه الهيثم بن جماز وهو متروك .

سکین نمبر47 صفحہ نمبر45 پر دیکھئے

الشفا

بتعريف حقوق المصطفى

للقاضي عياض
أبي الفضل عياض بن موسى بن عياض اليحصبي
٤٧٦-٥٤٤هـ

تقديم وتحقيق
طه عبد الرؤوف سعد
من علماء الأزهر الشريف
خالد بن محمد بن عثمان

الجزء الثاني

مركز أهل السنة بركات رضا
شارع الإمام أحمد رضا، فوربندر، غوجرات (الهند)

سکین نمبر 48 صفحہ نمبر 46 پر دیکھئے

وأجمعت الأمة على حمل هذا الكلام على ظاهره، وأن مفهومه المراد منه دون تأويل ولا تخصيص؛ فلا شك في كفر هؤلاء الطوائف كلها قطعًا إجماعًا وسمعًا.

وكذلك وقع الإجماع على تكفير كل من دافع نص الكتاب، أو خص حديثًا مجمعًا على نقله مقطوعًا به، مجمعًا على حمله على ظاهره؛ كتكفير الخوارج بإبطال الرّجْم؛ ولهذا نكفر من دان بغير ملة المسلمين من الملل، أو وقف فيهم، أو شك، أو صحح مذهبهم، وإن أظهر مع ذلك الإسلام، واعتقده، واعتقد إبطال كل مذهب سواه؛ فهو كافرٌ بإظهاره ما أظهر من خلاف ذلك.

كذلك نقطع بتكفير كل قائل قال قولاً يتوصل به إلى تضليل الأمة وتكفير جميع الصحابة؛ كقول الكميلية من الرافضة بتكفير جميع الأمة بعد النبي ﷺ؛ إذ لم تقدم عليًا. وكفرت عليًا، إذ لم يتقدم ويطلب حقه في التقديم؛ فهؤلاء قد كفروا من وجوه، لأنهم أبطلوا الشريعة بأسرها؛ إذ قد انقطع نقلها ونقل القرآن؛ إذ ناقلوه كفرةٌ على زعمهم؛ وإلى هذا ـ والله أعلم ـ أشار مالك في أحد قوليه بقتل من كفر الصحابة.

ثم كفروا من وجه آخر بسبهم النبي ﷺ على مقتضى قولهم وزعمهم أنه عهد إلى عليّ ـ رضي الله عنه ـ وهو يعلم أنه يكفر بعده على قولهم، لعنة الله عليهم، وصلى الله على رسوله وآله.

وكذلك نُكَفِّر بكل فعل أجمع المسلمون أنه لا يصدرُ من كافر وإن كان صاحبه مصرحًا بالإسلام مع فعله ذلك الفعل؛ كالسجود للصنم، وللشمس والقمر، والصليب والنار، والسعي إلى الكنائس والبيع مع أهلها بزيهم: من شد الزنانير، وفحص الرؤوس؛ فقد أجمع المسلمون على أن هذا الفعل لا يوجد إلا من كافر، وأن هذه الأفعال علامة على الكفر وإن صرح فاعلها بالإسلام.

وكذلك أجمع المسلمون على تكفير كل من استحل القتل أو شرب الخمر أو الزنا مما حرم اله بعد علمه بتحريمه؛ كأصحاب الإباحة من القرامطة وبعض غلاة المتصوفة.

وكذلك نقطع بتكفير كل من كذب وأنكر قاعدة من قواعد الشرع، وما عرف يقينًا بالنقل المتواتر من فعل الرسول، ووقع الإجماع المتصل عليه؛ كمن أنكر وجوب الخمس الصلوات أو عدد ركعاتها وسجداتها؛ ويقول: إنما أوجب الله علينا في كتابه الصلاة على الجملة؛ وكونها خمسًا، وعلى هذه الصفات والشروط لا أعلمه؛ إذ لم يرد فيه في القرآن نص جلي، والخبر به عن ﷺ خبر واحد.

سکین نمبر 48 صفحہ نمبر 46 پر دیکھئے

جائزة دبي الدولية للقرآن الكريم
وحدة البحوث والدراسات

سلسلة دراسات السيرة النبوية



الشِّفا
بتعريف حقوق المصطفى ﷺ

تأليف
العلامة القاضي أبي الفضل عياض بن موسى اليحصبي
٤٧١ - ٥٤٤ هـ



حقق نصوصه وخرج أحاديثه وعلق عليه
عبده علي كوشك

لنفسه ، أو جوّزَ اكتسابَها والبلوغَ بصَفَاءِ القَلْب إلى مَرْتَبَتِها ، كالفلاسفة وغُلاة المتصوّفة .

وكذلك من ادَّعَى منهم أنه يُوحَى إليه وإنْ لم يدَّعِ النبوّة ، أو أنه يَصْعَدُ إلى السماء ويدخل الجنة ، ويأكُلُ من ثمارها ، ويعانِقُ الحورَ العين ، فهؤلاء كلُّهم كفّارٌ مكذِّبون للنبي ﷺ ، لأنه أخبر ـ عليه السلام ـ أنه خاتَمُ النبيين ، لا نبيَّ بعده ، وأخبر أيضاً عن الله [تعالى] أنه خاتمُ النبيين ، وأنه أُرسل إلى كافَّةِ النَّاسِ[١].

وأجمعت (٢١٣/أ) الأمةُ على حَمْل هذا الكلام على ظاهِره ، وأنَّ مفهومَه المراد منه دونَ تأْويل ولا تخصيص ، فلا شكَّ في كُفْرِ هؤلاء الطوائف كلِّها قَطْعاً ، إجماعاً وسَمْعاً .

وكذلك وقع الإجماعُ على تكفير كلِّ مَنْ دافَعَ نَصَّ الكتاب[٢]، أو خصَّ حديثاً مُجْمعاً على نَقْله ، مقطوعاً به ، مُجْمَعاً على حَمْله على ظاهرة ، كتَكْفِير الخوارج بإبطال الرَّجْم[٣] ، ولهذا نكفِّر مَنْ دانَ بغيرِ مِلَّةِ المسلمين من المِلَلِ ، أو وقف فيهم ، أو شكَّ ، أو صَحح مَذْهبَهم ، وإنْ أَظْهَرَ مع ذلك الإسلامَ ، واعتقده ، واعتقد إبطالَ كلِّ مذهبٍ سِوَاه ، فهو كافرٌ بإظهارِ ما أَظْهره من خلاف ذلك .

وكذلك نَقْطَعُ بتكفير كلِّ قائل قال قولاً يُتَوَصَّلُ به إلى تَضْليل الأمة ، وتكفير جميع الصحابةِ ، كقول الكُمَيْلِيَّةِ[٤] من الرافضة بتكفير جميع الأُمة بعد

= وهذه الطائفة ـ كالبابيّة والبهائية ـ خارجة عن الملّة. انظر كتاب العقيدة الإسلامية والفكر المعاصر للدكتور البوطي ص (٨٧ ـ ٨٩) ، وكتاب الثقافة الإسلامية في الهند ص (٢٣٠).

(١) في المطبوع: «وأنه أرسل كافة للناس» ، وهو الأفصح. انظر معجم الأغلاط الشائعة ص (٢١٨ ـ ٢١٩).

(٢) دافع نصَّ الكتاب: أي منع ونازع فيما جاء صريحاً في القرآن ، كبعض جهلة المتصوفة .

(٣) للزاني المحصن .

(٤) (الكُميلية): فرقة من غلاة الشيعة. تقول: بتناسخ الأرواح ، والحلول. وهم أصحاب أبي كامل. أكفر جميع الصحابة بتركها بيعة علي رضي الله عنه ، وطعن في علي أيضاً بتركه طلب=

٨٥١

الدر المختار

تأليف

محمد بن علي بن محمد بن علي بن عبد الرحمن الحنفي الحصكفي

المتوفى سنة ١٠٨٨هـ

شرح

تنوير الأبصار وجامع البحار

للشيخ محمد بن عبد الله بن أحمد الغزي الحنفي التمرتاشي

المتوفى سنة ١٠٠٤هـ

في فروع الفقه الحنفي

حققه وضبطه

عبد المنعم خليل إبراهيم

تنبيه:

ميزنا نص «تنوير الأبصار» بوضعه ضمن قوسين باللون الأسود الغامق

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

سکین نمبر 49 صفحہ نمبر 47 پر دیکھئے

وموسوس، وصبيٍّ لا يعقل، وسَكْران، ومكره عليها؛ وأما البلوغ والذكورة فليسا بشرط. «بدائع». وفي «الأشباه»: لا تصح ردة السَّكْران، إلاّ الردة بسبِّ النبي ﷺ، فإنَّه يقتل ولا يعفى عنه **(من ارتد عرض)** الحاكم **(عليه الإِسْلام استحباباً)** على المَذْهب لبلوغه الدعوة **(وتكشف شبهته)** بيان لثمرة العرض **(ويحبس)** وجوباً، وقيل ندباً **(ثلاثة أيام)** يعرض عليه الإِسْلام في كل يوم منها. «خانية» **(إن استمهل)** أي طلب المهلة، وإلاّ قتله من ساعته، إلاّ إذا رجي إسلامه. «بدائع»؛ وكذا لو ارتد ثانياً لكنّه يضرب، وفي الثالث يحبس أيضاً حتى تظهر عليه التوبة، فإن عاد فكذلك. «تاترخانية». قُلْتُ: لكن نقل في «الزَّواهر» عن آخر حدود الخانية معزياً للبلخي ما يفيد قتله بلا توبة، فتنبه **(فإن أَسْلَمَ)** فيها **(وإلاّ قتل)** لحديث: «مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ». **(وإسْلامه أن يتبرأ عن الأديان)** سوى الإِسْلام **(أو عما انتقل إليه)** بعد نُطْقِهِ بالشَّهادتين، وتمامه في «الفتح»؛ ولو أتى بهما على وجه العادة لم ينفعه ما لم يتبرأ.. «بزازية» **(وكره)** تنزيهاً لما مرَّ **(قتله قبل العرض بلا ضمان)** لأن الكفر مبيح للدَّم، قيد بإسْلام المرتد لأنَّ الكفَّارَ أَصْناف خمسة: من ينكر الصَّانع كالدَّهرية، ومن ينكر الوَحْدانية كالثنوية، ومن يقرُّ بهما لكن ينكر بعثة الرسل كالفلاسفة، ومن ينكر الكل كالوثنية، ومَنْ يقرُّ بالكل، لكن ينكر عموم رسالة المصطفى ﷺ كالعيسوية، فيكتفي في الأولين بقول لا إله إلا اللّه، وفي الثَّالث محمَّد رسول اللّه، وفي الرَّابع بأحدهما، وفي الخامس بهما مع التبري عن كل دين يخالف دين الإِسْلام، «بدائع» وآخر «كراهية الدرر». وحينئذ فيستفسر من جهل حاله، بل عمم في «الدرر» اشْتراط التبري من كل يهودي ونصراني، ومثله في فتاوى المصنِّف وابن نجيم وغيرهما. وفي زَمَن «فتاوى قارىء الهداية»: كذا أفتى علماؤنا. والذي أفتى به صحته بالشهادتين بلا تبري، لأنَّ التلفّظ بها صار علامة على الإِسْلام فيقتل إن رجع ما لم يعد.

(و) اعلم أنّه **(لا يفتى بكُفْر مُسْلم أمكن حمل كلامه على محمل حسن أو كان في كفره خلاف ولو)** كان ذلك **(رواية ضعيفة)** كما حرَّره في «البَحْرِ»، وعزاه في «الأَشْباه» إلى الصُّغْرى. وفي «الدرر» وغيرها: إذا كان في المَسْألة وجوه توجب الكفر وواحد يمنعه، فعلى المفتي الميل لما يمنعه، ثم لو نيته ذلك فمسلم، وإلاّ لم ينفعه حمل المفتي على خلافه، وينبغي التعوّذ بهذا الدعاء صباحاً ومساء، فإنه سبب العصمة من الكفر بوعد الصادق الأمين ﷺ: «اَللّهُمَّ إِنّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ شَيْئاً وَأَنَا أَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لاَ أَعْلَمُ، إِنَّكَ أَنْتَ عَلاَّمُ الغُيُوبِ». وتوبة اليأس مقبولة دون إيمان اليأس. «درر». وفيها أيضاً شهد نصرانيان على نصراني أنّه أَسْلم وهو ينكر لم تقبل شهادتهما، وكذا لو شهد رجل وامرأتان من المُسْلمين. وفي «النَّوازل»: تقبل شهادة رجل وامرأتين على الإِسْلام وشهادة نصرانيين على نصراني بأنَّه أَسْلم اهـ.

(وكل مسلم ارتد فتوبته مقبولة إلاّ) جماعة: من تكررت ردته على ما مرَّ، و**(الكافر بسبِّ نبي)** من الأنبياء فإنه يقتل حداً ولا تقبل توبته مطلقاً، ولو سبَّ اللّه تعالى قبلت لأنّه حقّ اللّه تعالى، والأول حق عبد لا يزول بالتوبة، ومن شك في عذابه وكفره كفر، وتمامه

سکین نمبر 49 صفحہ نمبر 47 پر دیکھئے

الدر المختار

تأليف

محمد بن علي بن محمد بن علي بن عبد الرحمن الحنفي الحصكفي

المتوفى سنة ١٠٨٨هـ

شرح

تنوير الأبصار وجامع البحار

للشيخ محمد بن عبد الله بن أحمد الغزي الحنفي التمرتاشي

المتوفى سنة ١٠٠٤هـ

في فروع الفقه الحنفي

حققه وضبطه

عبد المنعم خليل إبراهيم

تنبيه:

ميزنا نص "تنوير الأبصار" بوضعه ضمن قوسين باللون الأسود القاتم

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

سکین نمبر 50 صفحہ نمبر 47 پر دیکھئے

في جامع اللغة. قُلْتُ: وظاهره دخول ثمن الحور ونحوه في الغلة فيحرر.

(وبصوف غنمه وولدها ولبنها له ما) بقي **(في وقت موته سواء قال أبداً أو لا)** لأنَّ المعدومَ منها لا يستحق بشيء من العقود فكذا بالوصية بخلاف الثمرة بدليل صحة المساقاة.

(أوصى بجعل داره مَسْجداً ولم تخرج من الثلث، وأجازوا أن تجعل مَسْجداً) لزوال المانع بإجازتهم وإن لم يجيزوا يجعل ثلثها مَسْجداً لرعاية الوارث والوصية **(وبظَهرِ مركبه في سبيل الله بطلت)** لأنَّ وقفَ المنقول باطل عنده، فكذا الوصية. وعندهما: يجوزان. «درر». وقال المصنف: وفيه نظر لأنَّ الوصيةَ اصح حيثُ لا يصحُّ الوقف في مواضع كثيرة، كالوصية بالغلة والصُّوف ونحو ذلك كما مرّ.

(أوصى بشيء للمَسْجد لم تجز الوصية) لأنَّه لا يملك، وجوزها محمد، قال المصنف: وبقول محمد أفتى مولانا صاحب «البَحْر» **(إلاَّ أنْ يقولَ)** الموصي **(ينفق عليه)** فيجوز اتفاقاً.

(قال: أوصيت بثلثي لفلان أو فلان بطلت) عند أبي حنيفة لجهالة الموصى له وعند أبي يوسف: لهما أنْ يصطلحا على أخذ الثلث. وعند محمد: يخيَّر الورثة فأيهما شاؤوا أعطوا.

فَصْلٌ في وَصَايَا الذِّمِّيِّ وَغَيرِهِ

(ذمي جعل داره بيعة أو كنيسة) أو بيت نار **(في صحته فمات فهي ميراث)** لأنَّه كوقف لم يسجل، وأما عندهما فلأنَّه مَعْصية، وليس هو كالمَسْجد لأنَّهم يسكنون ويدفنون فيه موتاهم، حتى لو كان المسجد كذلك يورث قَطْعاً، قاله المصنف وغيره لأنَّه حينئذ لم يصر محرراً خالصاً لله تعالى. **(وإن أوصى الذمي أن يبني داره بيعة أو كنيسة لمعينين فهو جائز من الثلث ويجعل تمليكاً، وإن)** أوصى **(بداره أن تبنى كنيسة)** أو بيعة **(في القرى)** فلو في المصر لم يجز اتفاقاً **(لقوم غير مسمين صحت)** عنده لا عندهما لما مرَّ أنَّه معصية. وله أنَّهم يتركون وما يدينون فتصح. **(كوصية حربي مستأمن)** لا وارث له هنا **(بكل ماله لمسلم أو ذمي)** كذا في «الوقاية»، ولا عبرة بمن ثمة لأنَّهم أموات في حقنا. ولو أوصى بنصفه مثلاً نفذ ورد باقيخ لورثته لا إرثاً، بل لأنَّه لا مستحق له في دارنا، وكذا لو أوصى لمستأمن مثله. ولو أعتق عبده عند الموت أو دبر نفذ من الكل لما قلنا. ولو أوصى له مسلم أو ذمي جاز على الأَظْهر. «زيلعي». **(وصاحب الهوى إذا كان لا يكفر فهو بمنزلة المسلم في الوصية)** لأنا أمرنا ببناء الأَحْكام على ظاهر الإِسْلام **(وإنْ كانَ يكفر فهو بمنزلة المرتد)** فتكون موقوفة عنده نافذة عندهما. «شرح المجمع».

(والمرتد في الوصية كذمية) في الأصحّ لأنها لا تقتل **(الوصية المطلقة)** كقوله هذا القدر من مالي أو ثلث مالي وصية **(لا تحل للغني)** لأنها صدقة، وهي على الغنيّ حرام **(وإن عممت)** كقوله يأكل منها الغني والفقير، لأنَّ أكلَ الغني منها إنَّما يصح بطريق

سکین نمبر 50 صفحہ نمبر 47 پر دیکھئے

(الجزء الثاني)

من الفتاوى العالمكيرية المعروفة بالفتاوى الهندية

في مذهب الامام الاعظم أبي حنيفة النعمان

صاحب القدر الافخم نفعنا الله ببركته

ومنحنا اتباع طريقته

امين

وبهامشه فتاوى قاضيخان * وهو للامام فخر الدين حسن بن منصور الاوزجندي الفرغاني الحنفي المتوفى سنة ٢٩٥ وهي مشهورة مقبولة معمول بها متداولة بين العلماء والفقهاء وهي نصب عين من تصدر للحكم والافتاء وذكر في هذا الكتاب جملة من المسائل التي يغلب وقوعها وتمس الحاجة اليها وتدور عليها واقعات الامة وترتيبه على ترتيب الكتب المعروفة بين العلماء فرعا واصلا وما كثرت فيه الاقاويل من المتأخرين اقتصر منه على قول أو قولين وقدم ما هو الاظهر كما قال في خطبته ووضع له فهرستا اه من كشف الظنون

﴿الطبعة الثانية﴾

بالمطبعة الكبرى الاميرية ببولاق مصر المحمية

سنة ١٣١٠

هجرية

سکین نمبر5 صفحہ نمبر47 پر دیکھئے

لو اشترى شيأ مغيبا في الارض كالثوم والجزر والبصل ونحو ذلك كل ما اشتراه جزافا فاخراج ذلك يكون على المشترى * ولو اشترى كيليا مكايلة أو موزونا موازنة فكال البائع بحضرة المشترى قال الشيخ الامام أبو بكر محمد بن الفضل رحمه الله تعالى يكتفيه كيل البائع ويجوز له أن يتصرف فيه قبل أن يكيله * وقوله عليه الصلاة والسلام حتى يجرى فيه صاعان محمول على ما اذا كانت الحنطة سلما أو غناء على رجل فاشترى المديون كرا من رجل آخر وأمر صاحب الدين بقبض الكر من غريمه فان صاحب الدين يحتاج الى الكيل مرتين مرة لبائعه ومرة لنفسه * ولو كان هذا في الذرعيات اذا باع مذارعة فلم يذرع البائع وقبض المشترى بغير ذرع جاز له أن يتصرف فيه من غير ذرع وفي العدديات روايتان في رواية عن أبي حنيفة رحمه الله تعالى هو والذرعى سواء وفي رواية هو والكيلي والوزني سواء * ولو اشترى حنطة على أنها كر فقال له البائع هي كر كلتها الآن لفلان فلم يأخذها (٣٦٤) فخذها بعشرة فأخذها على ذلك قالوا لا يجوز له أن يتصرف فيه حتى يكيل مرة أخرى وكذلك الموزون فان لم يكله حتى باع من غيره بعد القبض أو طحنها وأكل الخبز قالوا لا يطيب له لنهي النبي عليه الصلاة والسلام وقال الشيخ الامام أبو بكر محمد ابن الفضل رحمه الله تعالى النهي محمول على ما اذا لم يكن المشترى حاضرا وقت كيل البائع فان كان حاضرا ورأى رأي العين لا يحتاج الى الكيل بعد ذلك قال وكذلك الجواب في القصاب والخباز اذا قال وزنت الآن لفلان ان لم يكن المشترى حاضرا يحتاج الى الوزن مرة أخرى وان كان حاضرا حين وزن البائع كفاه ذلك * وفي الذرعيات اذا اشترى ثوبا وقال له البائع هو عشرة أذرع ذرعته الآن وصدقه المشترى في ذلك كفاه وفي العدديات هو على الروايتين

أزوى بستانم لا يكون كفرا كذا في فتاوى قاضيخان * ولو قال [١] محمد درويشك بود أو قال جامة بيغمبر ريمناك بود أو قال قد كان طويل الظفر فقد قيل يكفر مطلقا وقد قيل يكفر اذا قال على وجه الاهانة ولو قال للنبي عليه الصلاة والسلام ذلك الرجل قال كذا وكذا فقد قيل انه يكفر ولو شتم رجلا اسمه محمد أو أحمد أو كنيته أبو القاسم وقال له يا ابن الزانية [٢] وهركه خدا برا بابن اسم أو بابن كنيه بنده است فقد ذكر في بعض المواضع أنه اذا كان ذاكرا للنبي صلى الله عليه وسلم يكفر كذا في المحيط * ولو قال كل معصية كبيرة الا معاصي الانبياء فانها صغائر لم يكفر ومن قال ان كل عمد كبيرة وفاعله فاسق وقال مع ذلك ان معاصي الانبياء كانت عمدا فقد كفر لانه شتم وان قال لم تكن معاصي الانبياء عمدا فليس بكفر كذا في اليتيمة * الرافضي اذا كان يسب الشيخين ويلعنهما والعياذ بالله فهو كافر وان كان يفضل عليا كرم الله تعالى وجهه على أبي بكر رضي الله تعالى عنه لا يكون كافرا الا أنه مبتدع والمعتزلي مبتدع الا اذا قال باستحالة الرؤية فحينئذ هو كافر كذا في الخلاصة * ولو قذف عائشة رضي الله عنها بالزنى كفر بالله ولو قذف سائر نسوة النبي صلى الله عليه وسلم لا يكفر ويستحق اللعنة ولو قال عمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم لم يكونوا أصحابا لا يكفر ويستحق اللعنة كذا في خزانة الفقه * من أنكر امامة أبي بكر الصديق رضي الله عنه فهو كافر وعلى قول بعضهم هو مبتدع وليس بكافر والصحيح أنه كافر وكذلك من أنكر خلافة عمر رضي الله عنه في أصح الاقوال كذا في الظهيرية * ويجب اكفارهم باكفار عثمان وعلي وطلحة وزبير وعائشة رضي الله تعالى عنهم ويجب اكفار الزيدية كلهم في قولهم بانتظار نبي من العجم ينسخ دين نبينا وسيدنا محمد صلى الله عليه وسلم كذا في الوجيز للكردري * ويجب اكفار الروافض في قولهم برجعة الاموات الى الدنيا وبتناسخ الارواح وبانتقال روح الاله الى الائمة وبقولهم في خروج امام باطن وبتعطيلهم الامر والنهي الى أن يخرج الامام الباطن وبقولهم ان جبريل عليه السلام غلط في الوحي الى محمد صلى الله عليه وسلم دون علي بن أبي طالب رضي الله عنه وهؤلاء القوم خارجون عن ملة الاسلام وأحكامهم أحكام المرتدين كذا في الظهيرية * في اكراه الاصل اذا أكره الرجل على أن يشتم محمدا صلى الله عليه وسلم فهذا على ثلاثة أوجه * أحدها أن يقول لم يخطر ببالي شيء وانما شتمت محمدا كما طلبوا مني وأنا غير راض بذلك ففي هذا الوجه لا يكفر وكان كالو أكره على أن يتكلم بالكفر فتكلم به وقلبه مطمئن بالايمان * الوجه الثاني أن يقول خطر ببالي رجل من النصارى اسمه محمد فأردت بالشتم ذلك النصراني وفي هذا الوجه لا يكفر أيضا * الوجه الثالث أن يقول خطر ببالي

ترجمة (١) محمد كان درويشا أو قال كانت ملابس الرسول قذرة (٢) وكل شخص هو عبد الله بهذا الاسم وبهذا الكنية

﴿فصل في المقبوض على سوم الشراء﴾

* رجل ساوم رجلا بقدح وقال لصاحب القدح ارم الى فدفعه اليه فوقع من يده على أقداح رجل فانكسرت لا يضمن القابض القدح المدفوع اليه لانه قبضه على سوم الشراء من غير بيان الثمن فلا يضمن وعليه ضمان الاقداح التي انكسرت بفعله * رجل جاء الى زجاج فقال ادفع الى هذه القارورة فأراها فقال الزجاج ارفعها فرفعها فوقعت وانكسرت لا يضمن الرافع لانه رفعها باذنه وان كان على سوم الشراء فالثمن غير مذكور والمقبوض على سوم الشراء لا يكون مضمونا الا بعد بيان الثمن في ظاهر الرواية فان كان القابض قال للزجاج بكم هذه القارورة فقال الزجاج بكذا فقال آخذها فأراها له الزجاج نعم فرفعها فوقعت من يده وانكسرت كان عليه قيمتها ولو وقعت على أقداح أخرى فانكسرت الاقداح كان عليه ضمان تلك الاقداح بين الثمن أو لم يبين هذا اذا أخذها باذن صاحبها فان أخذها بغير اذنه كان ضامنا بين الثمن أو لم يبين * رجل اشترى خلا فنظر في دن الخل فوقعت قطرة دم من أنفه

سکین نمبر5 صفحہ نمبر47 پر دیکھئے

الدر المختار

تأليف

محمد بن علي بن محمد بن علي بن عبد الرحمن الحنفي الحصكفي

المتوفى سنة ١٠٨٨هـ

شرح

تنوير الأبصار وجامع البحار

للشيخ محمد بن عبد الله بن أحمد الغزي الحنفي التمرتاشي

المتوفى سنة ١٠٠٤هـ

في فروع الفقه الحنفي

حققه وضبطه

عبد المنعم خليل إبراهيم

تنبيه:

ميزنا نص «تنوير الأبصار» بوضعه ضمن قوسين باللون الأسود الغامق

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

سکین نمبر 53 صفحہ نمبر 48 پر دیکھئے

(و) اعلم أنَّ (كلَّ مسلم ارتدّ فإنه يقتل إن لم يتب إلا) جماعة (المرأة والخنثى، ومن إسلامه تبعاً، والصبيّ إذا أسلم، والمُكره على الإسلام، ومن ثبت إسلامه بشهادة رجلين ثمَّ رجعا) زاد في «الأشباه»: ومن ثبت إسلامه بشهادة رجل وامرأتين. انتهى. ولو شهد نَصْرانيان على نصراني: أنّه أَسْلَمَ وهو ينكر لم تقبل شهادتهما، وقيل تقبل؛ ولو على نصرانية قبلت اتفاقاً، وتمامه في آخر كراهية «الدرر». ويلحق بالصّبيّ من ولدته المرتدة بيننا إذا بلغ مرتداً، والسكران إذا أسلم، وكذا اللقيط لأنَّ إسلامَه حكمي لا حقيقي، وقيد في «الخانية» وغيرها المكره بالحربي. أما الذمي المستأمن فلا يصح إسلامه. انتهى، لكن حمله المصنف في كتاب الإكراه على جواب القياس. وفي «الاستِحسان» يصح، فليحفظ، وحينئذ فالمستثنى أربعة عشر.

(شهدوا على مسلم بالرِّدَّة وهو منكر لا يتعرّض له) لا لتكذيب الشُّهود العدول بل (لأن إنكاره توبة ورجوع) يعني فيمتنع القتل فقط. وتثبت بقية أحكام المرتد كحبط عمل وبطلان وقف وبينونة زوجة لو فيما تقبل توبته، وإلاَّ قتل كالرِّدَّة بسبه عليه الصَّلاة والسّلام كما مرّ. «أشباه». زاد في «البَحر»: وقد رأيت من يغلط في هذا المحل وأقرّه المصنِّف، وحينئذ فالمستثنى أربعة عشر. وفي «شرح الوَهْبانية للشُّرنبلالي»: ما يكون كفراً اتفاقاً: يبطل العمل والنكاح وأولاده أولاد زنا، وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النّكاح (ولا يترك) المرتدّ (على ردته بإعطاء الجزية، ولا بأمان مؤقت، ولا بأمان مؤبد، ولا يجوز استرقاقه بعد اللحاق) بدار الحرب، بخلاف المرتدة. «خانية» (والكفر) كله (ملة واحدة) خلافاً للشّافعي. (فلو تنصر يهودي أو عكسه ترك على حاله) ولم يجبر على العود (ويزول ملك المرتد عن ماله زوالاً موقوفاً، فإن أسلم عاد ملكه، وإن مات أو قتل على ردته) أو حكم بلحاقه (ورث كسب إسلامه وارثه المسلم) ولو زوجته بشَرْط العدَّة. «زيلعي» (بعد قضاء دين إسلامه، وكسب ردته فيء بعد قضاء دين ردته) وقالا: ميراث أيضاً ككسب المرتدة (وإن حكم) القاضي (بلحاقه عتق مدبره) من ثلث ماله (وأم ولده) من كل ماله (وحل دينه) وقسم ماله ويؤدي مكاتبه إلى الورثة، والولاء للمُرْتد لأنّه المعتقُ. «بدائع». وينبغي أن لا يصح القضاء به إلا في ضمن دعوى حق العبد. «نهر». (و) اعلم أن تصرفات المرتد على أربعة أقسام، فـ (ينفذ منه) اتفاقاً ما لا يعتمد تمام ولاية، وهي خمس: (الاستيلاد، والطّلاق، وقبول الهبة، وتسليم الشفعة، والحجر على عبده المَأذون. (ويبطل منه) اتفاقاً ما يعتمد الملة وهي خمس: (النكاح، والذّبيحة، والصّيد، والشّهادة، والإرث، ويتوقف منه) اتفاقاً ما يعتمد المساواة، وهو (المفاوضة) أو ولاية متعدية (و) هو (التصرف على ولده الصّغير، و) يتوقف منه عند الإمام وينفذ عندهما كل ما كان مبادلة مال بمال أو عقد تبرّع كـ (ـالمبالغة) والصّرف والسلم (والعتق والتدبير والكتابة والهبة) والرّهْن (والإجارة) والصُّلْح عن إقرار وقبض الدين، لأنّه مبادلة حكمية (والوصية) ويقي أمانه وعقله ولا شكَّ في بطلانهما. وأما إيداعه واستيداعه والتقاطه ولقطته فينبغي عدم جوازها. «نهر» (إن أسلم نفذ، وإن هلك) بموت أو قتل (أو لحق بدار الحرب

سکین نمبر 53 صفحہ نمبر 48 پر دیکھئے

الدر المختار

تأليف

محمد بن علي بن محمد بن علي بن عبد الرحمن الحنفي الحصكفي

المتوفى سنة ١٠٨٨هـ

شرح

تنوير الأبصار وجامع البحار

للشيخ محمد بن عبد الله بن أحمد الغزي الحنفي التمرتاشي

المتوفى سنة ١٠٠٤هـ

في فروع الفقه الحنفي

حققه وضبطه

عبد المنعم خليل إبراهيم

تنبيه:

ميّزنا نصّ «تنوير الأبصار» بوضعه ضمن قوسين باللون الأسود القاتم

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

سکین نمبر52 صفحہ نمبر48 پر دیکھئے

(و) اعلم أنّ **(كلُّ مسلم ارتدّ فإنه يقتل إن لم يتب إلا)** جماعة **(المرأة والخنثى، ومن إسلامه تبعاً، والصبيّ إذا أسلم، والمُكره على الإسلام، ومن ثبت إسلامه بشهادة رجلين ثمّ رجعا)** زاد في «الأشباه»: ومن ثبت إسلامه بشهادة رجل وامرأتين. انتهى. ولو شهد نصرانيان على نصراني: أنّه أسلَمَ وهو ينكر لم تقبل شهادتهما، وقيل تقبل؛ ولو على نصرانية قبلت اتفاقاً، وتمامه في آخر كراهية «الدرر». ويلحق بالصّبيّ من ولدته المرتدة بيننا إذا بلغ مرتداً، والسكران إذا أسلم، وكذا اللقيط لأنّ إسلامَه حكمي لا حقيقي، وقيد في «الخانية» وغيرها المكره بالحربي. أما الذمي المستأمن فلا يصح إسلامه. انتهى، لكن حمله المصنف في كتاب الإكراه على جواب القياس. وفي «الاستحسان» يصح، فليحفظ، وحينئذ فالمستثنى أربعة عشر.

(شهدوا على مسلم بالرِّدّة وهو منكر لا يتعرّض له) لا لتكذيب الشُّهود العدول بل **(لأن إنكاره توبة ورجوع)** يعني فيمتنع القتل فقط. وتثبت بقية أحكام المرتد كحبط عمل وبطلان وقف وبينونة زوجة لو فيما تقبل توبته، وإلاّ قتل كالرِّدّة بسبه عليه الصّلاة والسّلام كما مرّ. «أشباه». زاد في «البحر»: وقد رأيت من يغلط في هذا المحل وأقرّه المصنّف، وحينئذ فالمستثنى أربعة عشر. وفي «شرح الوَهْبانية للشُّرنبلالي»: ما يكون كفراً اتفاقاً: يبطل العمل والنكاح وأولاده أولاد زنا، وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النّكاح **(ولا يترك)** المرتدّ **(على ردته بإعطاء الجزية، ولا بأمان مؤقت، ولا بأمان مؤبد، ولا يجوز استرقاقه بعد اللحاق)** بدار الحرب، بخلاف المرتدة. «خانية» **(والكفر)** كله **(ملة واحدة)** خلافاً للشّافعي. **(فلو تنصر يهودي أو عكسه ترك على حاله)** ولم يجبر على العود **(ويزول ملك المرتد عن ماله زوالاً موقوفاً، فإن أسلم عاد ملكه، وإن مات أو قتل على ردته)** أو حكم بلحاقه **(ورث كسب إسلامه وارثه المسلم)** ولو زوجته بشَرْط العدَّة. «زيلعي» **(بعد قضاء دين إسلامه، وكسب ردته فيء بعد قضاء دين ردته)** وقالا: ميراث أيضاً ككسب المرتدة **(وإن حكم)** القاضي **(بلحاقه عتق مدبره)** من ثلث ماله **(وأم ولده)** من كل ماله **(وحل دينه)** وقسم ماله ويؤدي مكاتبه إلى الورثة، والولاء للمُرْتد لأنّه المعتقُ. «بدائع». وينبغي أن لا يصح القضاء به إلا في ضمن دعوى حق العبد. «نهر». (و) اعلم أن تصرفات المرتد على أربعة أقسام، فـ **(سينفذ منه)** اتفاقاً ما لا يعتمد تمام ولاية، وهي خمس: **(الاستيلاد، والطّلاق، وقبول الهبة، وتسليم الشفعة، والحجر على عبده)** المَأذون. **(ويبطل منه)** اتفاقاً ما يعتمد الملة وهي خمس: **(النكاح، والذّبيحة، والصّيد، والشّهادة، والإرث، ويتوقف منه)** اتفاقاً ما يعتمد المساواة، وهو **(المفاوضة)** أو ولاية متعدية (و) هو **(التصرف على ولده الصّغير، و)** يتوقف منه عند الإمام وينفذ عندهما كل ما كان مبادلة مال بمال أو عقد تبرّع كـ **(ـالمبالغة)** والصّرف والسلم **(والعتق والتدبير والكتابة والهبة)** والرَّهْن **(والإجارة)** والصُّلح عن إقرار وقبض الدين، لأنّه مبادلة حكمية **(والوصية)** ويقي أمانه وعقله ولا شكّ في بطلانهما. وأما إيداعه واستيداعه والتقاطه ولقطته فينبغي عدم جوازها. «نهر» **(إن أسلم نفذ، وإن هلك)** بموت أو قتل **(أو لحق بدار الحرب**

سکین نمبر52 صفحہ نمبر48 پر دیکھئے

الدر المختار

تأليف
محمد بن علي بن محمد بن علي بن عبد الرحمن الحنفي الحصكفي
المتوفى سنة ١٠٨٨هـ

شرح

تنوير الأبصار وجامع البحار

للشيخ محمد بن عبد الله بن أحمد الغزي الحنفي التمرتاشي
المتوفى سنة ١٠٠٤هـ

في فروع الفقه الحنفي

حققه وضبطه
عبد المنعم خليل إبراهيم

تنبيه:
ميزنا نص "تنوير الأبصار" بوضعه ضمن قوسين باللون الأسود القاتم

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

سکین نمبر 54 صفحہ نمبر 49 پر دیکھئے

(و) اعلم أنَّ (**كلَّ مسلم ارتدّ فإنه يقتل إن لم يتب إلا**) جماعة (**المرأة والخنثى، ومن إِسْلامه تبعاً، والصبيّ إذا أسلم، والمُكْره على الإِسْلام، ومن ثبت إِسْلامه بشهادة رجلين ثمّ رجعا**) زاد في «الأشباه»: ومن ثبت إِسْلامه بشهادة رجل وامرأتين. انتهى. ولو شهد نَصْرانيان على نصراني: أنّه أَسْلَمَ وهو ينكر لم تقبل شهادتهما، وقيل تقبل؛ ولو على نصرانية قبلت اتفاقاً، وتمامه في آخر كراهية «الدرر». ويلحق بالصَّبيّ من ولدته المرتدة بيننا إذا بلغ مرتداً، والسكران إذا أسلم، وكذا اللقيط لأنَّ إِسْلامَه حكمي لا حقيقي، وقيد في «الخانية» وغيرها المكره بالحربي. أما الذمي المستأمن فلا يصح إِسْلامه. انتهى، لكن حمله المصنف في كتاب الإِكْراه على جواب القياس. وفي «الاسْتِحْسان» يصح، فليحفظ، وحينئذ فالمستثنى أربعة عشر.

(**شهدوا على مسلم بالرِّدّة وهو منكر لا يتعرّض له**) لا لتكذيب الشُّهود العدول بل (**لأن إنكاره توبة ورجوع**) يعني فيمتنع القتل فقط. وتثبت بقية أحكام المرتد كحبط عمل وبطلان وقف وبينونة زوجة لو فيما تقبل توبته، وإلاَّ قتل كالرِّدّة بسبه عليه الصَّلاة والسَّلام كما مرّ. «أشباه». زاد في «البَحْر»: وقد رأيت من يغلط في هذا المحل وأقرّه المصنِّف، وحينئذ فالمستثنى أربعة عشر. وفي «شرح الوَهْبانية للشُّرنبلالي»: ما يكون كفراً اتفاقاً: يبطل العمل والنكاح وأولاده أولاد زنا، وما فيه خلاف يؤمر بالاسْتغفار والتوبة وتجديد النِّكاح (**ولا يترك**) المرتدّ (**على ردته بإعطاء الجزية، ولا بأمان مؤقت، ولا بأمان مؤبد، ولا يجوز استرقاقه بعد اللحاق**) بدار الحرب، بخلاف المرتدة. «خانية» (**والكفر**) كله (**ملة واحدة**) خلافاً للشَّافعي. (**فلو تنصر يهودي أو عكسه ترك على حاله**) ولم يجبر على العود (**ويزول ملك المرتد عن ماله زوالاً موقوفاً، فإن أسلم عاد ملكه، وإن مات أو قتل على ردته**) أو حكم بلحاقه (**ورث كسب إسلامه وارثه المسلم**) ولو زوجته بشَرْط العدَّة. «زيلعي» (**بعد قضاء دين إِسْلامه، وكسب ردته فيء بعد قضاء دين ردته**) وقالا: ميراث أيضاً ككسب المرتدة (**وإن حكم**) القاضي (**بلحاقه عتق مدبره**) من ثلث ماله (**وأم ولده**) من كل ماله (**وحل دينه**) وقسم ماله ويؤدي مكاتبه إلى الورثة، والولاء للمُرْتد لأنّه المعتقُ. «بدائع». وينبغي أن لا يصح القضاء به إلا في ضمن دعوى حق العبد. «نهر». (و) اعلم أن تصرفات المرتد على أربعة أقسام، فـ (**سينفذ منه**) اتفاقاً ما لا يعتمد تمام ولاية، وهي خمس: (**الاسْتيلاد، والطَّلاق، وقبول الهبة، وتسليم الشفعة، والحجر على عبده**) المَأذون. (**ويبطل منه**) اتفاقاً ما يعتمد الملة وهي خمس: (**النكاح، والذَّبيحة، والصَّيد، والشَّهادة، والإرث، ويتوقف منه**) اتفاقاً ما يعتمد المساواة، وهو (**المفاوضة**) أو ولاية متعدية (و) هو (**التصرف على ولده الصَّغير، و**) يتوقف منه عند الإِمام وينفذ عندهما كل ما كان مبادلة مال بمال أو عقد تبرّع كـ (**سالمبالغة**) والصَّرف والسلم (**والعتق والتدبير والكتابة والهبة**) والرَّهْن (**والإجارة**) والصُّلْح عن إِقْرار وقبض الدين، لأنه مبادلة حكمية (**والوصية**) وبقي أمانه وعقله ولا شكَّ في بطلانهما. وأما إيداعه واسْتيداعه والتقاطه ولقطته فينبغي عدم جوازها. «نهر» (**إن أسلم نفذ، وإن هلك**) بموت أو قتل (**أو لحق بدار الحرب**

سکین نمبر 54 صفحہ نمبر 49 پر دیکھئے

اللباب

فی شرح الكتاب

تأليف

الشيخ عبد الغنى الغنيمى ، الدمشقى ، الميدانى ، الحنفى
أحد علماء القرن الثالث عشر

على المختصر المشتهر باسم « الكتاب » الذى صنفه الإمام أبو الحسين
أحمد بن محمد ، القدورى ، البغدادى ، الحنفى ، المولود فى عام ٣٦٢
والمتوفى فى عام ٤٢٨ من الهجرة

من حفظ هذا الكتاب فهو أحفظ
أصحابنا ، ومن فهمه فهو أفهم أصحابنا .
أبو على الشاشى

حققه ، وفصله ، وضبطه ، وعلق حواشيه
محمد محيى الدين عبد الحميد
عفا الله تعالى عنه

الجزء الرابع

المكتبة العلمية
بيروت - لبنان

فإنْ أسْلَمَ عادَتْ عَلَى حَالِهَا ، وَإنْ مَاتَ أوْ قُتِلَ عَلَى رِدَّتِهِ انتَقَلَ مَا كَانَ اكْتَسَبَهُ فِى حَالِ الْإسْلَامِ إلَى وَرَثَتِهِ الْمُسْلِمِينَ ، وَكَانَ مَا اكْتَسَبَهُ فِى حَالِ رِدَّتِهِ فَيْئاً ، فإنْ لَحِقَ بِدَارِ الْحَرْبِ مُرْتَدّاً وحَكَمَ الْحَاكِمُ بِلَحَاقِهِ عَتَقَ مُدَبَّرُوهُ وأُمَّهاتُ أوْلَادِهِ وَحَلَّتِ الدُّيُونُ التى عَلَيْهِ ، وَنُقِلَ مَا اكْتَسَبَهُ فِى حَالِ الإسْلَامِ إلَى وَرَثَتِهِ الْمُسْلِمِينَ ،

فيقتل (فإن أسلم عادت) حرمة أمواله (على حالها) السابق ، وصار كأنه لم يرتد (وإن مات ، أو قتل على ردته) أو لحق بدار الحرب وحكم بلحاقه (انتقل ما كان اكتسبه فى حال إسلامه إلى ورثته المسلمين) ؛ لوجوده قبل الردة ، فيستند الإرث إلى آخر جزء من أجزاء إسلامه ؛ لأن ردته بمنزلة موته ، فيكون توريث المسلم من المسلم (وكان ما اكتسبه فى حال ردته فيئا) للمسلمين ، فيوضع فى بيت المال ؛ لأن كسبه حال ردته كسب مباح الدم ليس فيه حق لأحد، فكان فيئا كال الحربى. قال الزاهدى : وهذا عند أبى حنيفة ، وقالا : كلاهما لورثته ، والصحيح قول الإمام ، واختار قوله البرهانى ، والنسفى ، وصدر الشريعة ، تصحيح .

(وإن لحق بدار الحرب مرتدا وحكم الحاكم بلحاقه عتق مدبروه) من ثلث ماله (وأمهات أولاده) من كل ماله ، وأما مكاتبه فيودى مال الكتابة إلى ورثته ويكون ولاؤه للمرتد ، كما يكون للميت ، جوهرة (وحلت الديون التى عليه ونقل ما) كان (اكتسبه فى حال الإسلام إلى ورثته المسلمين) ، لأنه باللحاق صار من أهل الحرب ، وهم أموات فى حق أحكام المسلمين ؛ لانقطاع ولاية الإلزام ، كما هى منقطعة عن الموتى ، فصار كالموت ، إلا أنه لا يستقر لحاقه إلا بقضاء القاضى لاحتمال العَوْدِ إلينا ، فلابد من القضاء ، وإذا تقرر موته ثبتت الأحكام المتعلقة به ، وهى

الدر المختار

تأليف

محمد بن علي بن محمد بن علي بن عبد الرحمن الحنفي الحصكفي

المتوفى سنة ١٠٨٨ هـ

شرح

تنوير الأبصار وجامع البحار

للشيخ محمد بن عبد الله بن أحمد الغزي الحنفي التمرتاشي

المتوفى سنة ١٠٠٤ هـ

في فروع الفقه الحنفي

حققه وضبطه

عبد المنعم خليل إبراهيم

تنبيه:

ميزنا نص «تنوير الأبصار» بوضعه ضمن قوسين باللون الأسود القاتم

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

سکین نمبر56 صفحہ نمبر51 پر دیکھئے

(و) اعلم أنّ (كلّ مسلم ارتدّ فإنه يقتل إن لم يتب إلا) جماعة (المرأة والخنثى، ومن إسلامه تبعاً، والصبيّ إذا أسلم، والمُكره على الإسلام، ومن ثبت إسلامه بشهادة رجلين ثمّ رجعا) زاد في «الأشباه»: ومن ثبت إسلامه بشهادة رجل وامرأتين. انتهى. ولو شهد نصْرانيان على نصراني: أنّه أسْلَمَ وهو ينكر لم تقبل شهادتهما، وقيل تقبل؛ ولو على نصرانية قبلت اتفاقاً، وتمامه في آخر كراهية «الدرر». ويلحق بالصّبيّ من ولدته المرتدة بيننا إذا بلغ مرتداً، والسكران إذا أسلم، وكذا اللقيط لأنّ إسلامَه حكمي لا حقيقي، وقيد في «الخانية» وغيرها المكره بالحربي. أما الذمي المستأمن فلا يصح إسلامه. انتهى، لكن حمله المصنف في كتاب الإكراه على جواب القياس. وفي «الاستِحْسان» يصح، فليحفظ، وحينئذ فالمستثنى أربعة عشر.

(شهدوا على مسلم بالرِّدّة وهو منكر لا يتعرّض له) لا لتكذيب الشّهود العدول بل (لأن إنكاره توبة ورجوع) يعني فيمتنع القتل فقط. وتثبت بقية أحكام المرتد كحبط عمل وبطلان وقف وبينونة زوجة لو فيما تقبل توبته، وإلاّ قتل كالرّدّة بسبه عليه الصّلاة والسّملا كما مرّ. «أشباه». زاد في «البَحر»: وقد رأيت من يغلط في هذا المحل وأقرّه المصنّف، وحينئذ فالمستثنى أربعة عشر. وفي «شرح الوَهْبانية للشُرنبلالي»: ما يكون كفراً اتفاقاً: يبطل العمل والنكاح وأولاده أولاد زنا، وما فيه خلاف يؤمر بالاستغفار والتوبة وتجديد النّكاح (ولا يترك) المرتدّ (على ردته بإعطاء الجزية، ولا بأمان مؤقت، ولا بأمان مؤبد، ولا يجوز استرقاقه بعد اللحاق) بدار الحرب، بخلاف المرتدة. «خانية» (والكفر) كله (ملة واحدة) خلافاً للشّافعي. (فلو تنصر يهودي أو عكسه ترك على حاله) ولم يجبر على العود (ويزول ملك المرتد عن ماله زوالاً موقوفاً، فإن أسلم عاد ملكه، وإن مات أو قتل على ردته) أو حكم بلحاقه (ورث كسب إسلامه وارثه المسلم) ولو زوجته بشَرْط العدّة. «زيلعي» (بعد قضاء دين إسْلامه، وكسب ردته فيء بعد قضاء دين ردته) وقالا: ميراث أيضاً ككسب المرتدة (وإن حكم) القاضي (بلحاقه عتق مدبره) من ثلث ماله (وأم ولده) من كل ماله (وحل دينه) وقسم ماله ويؤدي مكاتبه إلى الورثة، والولاء للمُرْتد لأنّه المعتقُ. «بدائع». وينبغي أن لا يصح القضاء به إلا في ضمن دعوى حق العبد. «نهر». (و) اعلم أن تصرفات المرتد على أربعة أقْسام، فـ (ينفذ منه) اتفاقاً ما لا يعتمد تمام ولاية، وهي خمس: (الاستيلاد، والطّلاق، وقبول الهبة، وتسليم الشفعة، والحجر على عبده) المَأذون. (ويبطل منه) اتفاقاً ما يعتمد الملة وهي خمس: (النكاح، والذّبيحة، والصّيد، والشّهادة، والإرث، ويتوقف منه) اتفاقاً ما يعتمد المساواة، وهو (المفاوضة) أو ولاية متعدية (و) هو (التصرف على ولده الصّغير، و) يتوقف منه عند الإمام وينفذ عندهما كل ما كان مبادلة مال بمال أو عقد تبرّع كـ (المبالغة) والصَّرف والسلم (والعتق والتدبير والكتابة والهبة) والرَّهْن (والإجارة) والصُّلح عن إقْرار وقبض الدين، لأنه مبادلة حكمية (والوصية) وبقي أمانه وعقله ولا شكّ في بطلانهما. وأما إيداعه واسْتيداعه والتقاطه ولقطته فينبغي عدم جوازها. «نهر» (إن أسلم نفذ، وإن هلك) بموت أو قتل (أو لحق بدار الحرب

سکین نمبر56 صفحہ نمبر51 پر دیکھئے

وحكم) بلحاقه **(بطل)** ذلك كله **(فإن جاء مسلماً قبله)** قبل الحكم **(فكأنه لم يرتد)** وكما لو عاد بعد الموت الحقيقي. «زيلعي» **(وإن)** جاء مُسْلماً **(بعده وماله مع وارثه أخذه)** بقضاء أو رضا، ولو في بيت المال لا، لأنه فيء. (نهر). **(وإن هلك)** ماله **(أو أزاله)** الوارث **(عن ملكه لا)** يأخذه ولو قائماً لصحة القضاء، وله ولاء مدبره وأم ولده، ومكاتبه له إن لم يؤد، وإن عجز عاد رقيقاً له. «بدائع» **(ويقضي ما ترك من عبادة في الإسْلام)** لأنَّ تركَ الصَّلاة والصِّيام معصية والمعصية تبقى بعد الرِّدَّة **(وما أدى منها فيه يبطل، ولا يقضي)** من العبادات **(إلاَّ الحج)** لأنه بالرِّدَّة صار كالكافر الأَصْلي، فإذا أَسْلَمَ وهو غني فعليه الحج فقط.

(مُسْلم أَصابَ مالاً أو شيئاً يجب به القصاص أو حد السَّرقة) يعني المال المَسْروق لا الحد. «خانية». وأَصْله أنّه يؤاخذ بحق العبد، وأمَّا غيره ففيه التفصيل **(أو الدية ثمَّ ارتد أو أصابه وهو مرتد في دار الإِسْلام ثم لحق)** وحاربنا زماناً **(ثم جاء مسلماً يؤاخذ به كله، ولو أَصابه بعدما لحق مرتداً فأَسْلم لا)** يؤاخذ بشيء من ذلك، لأنَّ الحربيَّ لا يؤاخذ بعد الإِسْلام بما كان أصابه حال كونه محارباً لنا.

(أخبرت بارتداد زوجها فلها التزوج بآخر بعد العدة) اسْتِحْساناً **(كما في الإِخْبار)** من ثقة **(بموته أو تطليقه)** ثلاثاً، وكذا لو لم يكن ثقة فأتاها بكتاب طلاقها وأكبر رأْيها أنه حق لا بأس بأن تعتدّ وتتزوّج «مَبْسوط». **(والمرتدة)** ولو صغيرة أو خنثى. «بحر» **(تحبس)** أبداً، ولا تجالس ولا تؤاكل حقائق **(حتى تسلم ولا تقتل)** خلافاً للشَّافعي **(وإن قتلها أحد لا يضمن)** شيئاً ولو أمة في الأصحُ، وتحبس عند مولاها لخدمته سوى الوَطْء، سواء طلب ذلك أم لا في الأصحِّ، ويتولى ضربها جمعاً بين الحقين. وليس للمرتدة التزوج بغير زوجها به يُفْتى. وعن الإمام: تسترقّ ولو في دار الإِسْلام. ولو أفتى به حسماً لقصدها السَّيىء لا بأْسَ به، وتكون قنة للزوج بالاسْتيلاء. «مجتبى». وفي «الفتح» أنها فيء للمُسْلمين، فيشتريها من الإمام أو يهبها له لو مصرفاً **(وصح تصرفها)** لأنَّها لا تقتل **(وأكسابها)** مطلقاً **(لورثتها)** ويرثها زوجها المُسْلم لو مريضة وماتت في العدَّة كما مرَّ في طلاق المريض. قُلْتُ: وفي «الزَّواهر» أنه لا يرثها لو صحيحة لأنَّها لا تقتل فلم تكن فارة؛ فتأمل.

(ولدت أمته ولداً فادعاه فهو ابنه حراً يرثه في) أمته **(المسلمة مطلقاً)** ولدته لأقل من نصف حول أو أَكْثر لإِسْلامه تبعاً لأمه، والمُسْلم يرث المرتد **(إن مات المرتد)** أو لحق بدارهم، وكذا في **(أمته النصرانية)** أي الكتابية **(إلاَّ إذا جاءت به لأَكْثر من نصف حول منذ ارتد)** وكذا لنصفه لعلوقه من ماء المرتد فيتبعه لقربه للإسْلام بالجبر عليه، والمرتد لا يرث المرتد **(وإن لحق بماله)** أي مع ماله **(وظهر عليه فهو)** أي ماله **(فيء)** لا نفسه، لأنَّ المُرْتَد لا يسترق **(فإن رجع)** أي بعدما لحق بلا مال سواء قضى بلحاقه أوّلاً في ظاهر الرِّواية وهو الوَجْه. «فتح» **(فلحق)** ثانياً **(بماله وظهر عليه فهو لوارثه)** لأنَّه باللَّحاق انتقل لوارثه فكان مالكاً قديماً، وحُكْمه ما مرَّ أنه له **(قبل قسمته بلا شيء وبعدها بقيمته)** إنْ شاءَ، ولا يأخذه

سکین نمبر 56 صفحہ نمبر 51 پر دیکھئے

تب وہ شخص زندہ ہوکر ایک روشن اور چمکتے ہوئے چہرہ کے ساتھ اس کے سامنے آجائے گا اور اس کی الوہیّت سے انکار کرے گا سو دجّال اِسی قسم کی گمراہ کرنے کی کوشش میں لگا ہوا ہوگا کہ ناگہاں مسیح بن مریم ظاہر ہوجائے گا اور وہ ایک منارہ سفید کے پاس دمشق کے شرقی طرف اُترے گا مگر ابن ماجہ کا قول ہے کہ وہ بیت المقدس میں اُترے گا اور بعض کہتے ہیں کہ نہ بیت المقدس اور نہ دمشق بلکہ مسلمانوں کے لشکر میں اترے گا جہاں حضرت مہدی ہوں گے۔

اور پھر فرمایا کہ جس وقت وہ اُترے گا اُس وقت اس کی زرد پوشاک ہوگی۔ یعنی زرد رنگ کے دو کپڑے اُس نے پہنے ہوئے ہوں گے (یہ اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ اُس وقت اُس کی صحت کی حالت اچھی نہیں ہوگی) اور دونوں ہتھیلی اُس کی دو فرشتوں کے بازوؤں پر ہوں گی۔ مگر بخاری کی ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مریم کو بجائے دو فرشتوں کے دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر طواف کرتے دیکھا۔ پس اِس حدیث سے نہایت صفائی سے یہ بات کھلتی ہے کہ دمشقی حدیث میں جو دو فرشتے لکھے ہیں وہ دراصل وہی دو آدمی ہیں کہ دوسری حدیث میں بیان کئے گئے ہیں اور اُن کے کندھوں پر ہاتھ رکھنے سے مطلب یہ ہے کہ وہ مسیح کے مددگار اور انصار ہو جائیں گے۔

اور پھر فرمایا کہ جس وقت مسیح اپنا سر جھکائے گا تو اُس کے پسینہ کے قطرات مترشح ہوں گے اور جب اُوپر کو اُٹھائے گا تو بالوں سے قطرے پسینہ کے چاندی کے دانوں کی طرح گریں گے جیسے موتی ہوتے ہیں اور کسی کافر کے لئے ممکن نہیں ہوگا کہ اُن کے دم کی ہوا پا کر جیتا رہے بلکہ فی الفور مر جائے گا اور دم اُن کا اُن کی حدِّ نظر تک پہنچے گا۔ پھر حضرت ابن مریم دجّال کی تلاش میں لگیں گے اور لُدّ کے دروازہ پر جو بیت المقدس کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے اس کو جا پکڑیں گے اور قتل کر ڈالیں گے۔ تمّت ترجمة الحدیث۔ یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام مسلم صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین

سکین نمبر 49 صفحہ نمبر 47 پر دیکھئے

امام محمد اسمٰعیل بخاری نے چھوڑ دیا ہے اس جگہ حیرانی کا یہ مقام ہے کہ جو کچھ دجّال کے حالات وصفات اس حدیث میں لکھے گئے ہیں اور جس طرز سے اُس کے آنے کی خبر بتائی گئی ہے یہ بیان دوسری حدیثوں کے بیان سے بالکل منافی اور مبائن اور مخالف پایا جاتا ہے کیونکہ صحیحین میں یہ حدیث بھی ہے وعن محمد بن المنکدر قال رأیت جابر ابن عبداللّٰہ یَحلف باللّٰہ ان ابن صیّاد الدجال قلت تحلف باللّٰہ قال انی سمعت عمر یحلف علٰی ذلک عند النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلم ینکرہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم متفق علیہ اور ایک دوسری حدیث یہ بھی ہے عن نافع قال کان ابن عمر یقول واللّٰہ ما اشک ان المسیح الدجّال ابن صیّاد رواہ ابوداؤد والبیھقی فی کتاب البعث والنشور۔

پہلی حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ محمد بن منکدر تابعی سے روایت ہے کہ کہا کہ میں نے جابر بن عبداللہ کو دیکھا کہ خدائے تعالیٰ کی قسم کھاتا تھا کہ ابن صیّاد ہی دجّال معہود ہے اور محمد بن منکدر کہتا ہے کہ میں نے جابر کو کہا کہ کیا تو خدائے تعالیٰ کی قسم کھاتا ہے یعنی یہ امر تو ظنّی ہے نہ یقینی پھر قسم کیوں کھاتا ہے۔ جابر نے کہا کہ میں نے عمر کو بحضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی بارہ میں قسم کھاتے سُنا یعنی عمر رضی اللہ عنہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوبرو قسم کھا کر کہا کرتا تھا کہ ابن صیّاد ہی دجّال معہود ہے۔ پھر دوسری حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ نافع سے روایت ہے کہ ابن عمرؓ کہتے تھے کہ مجھے قسم ہے اللہ کی کہ میں ابن صیّاد کے مسیح دجّال ہونے میں شک نہیں کرتا۔ پھر ایک اور حدیث میں جو شرح السنہ میں لکھی ہے یہ فقرہ درج ہے لم یزل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم مشفقًا انہ ھو دجّال یعنی ہمیشہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس خوف میں تھے کہ ابن صیّاد، دجّال ہوگا یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمیشہ گمان غالب یہی رہا کہ ابن صیّاد ہی دجّال ہے۔ اب جبکہ خاص صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بیان سے ثابت ہوگیا ابن صیّاد ہی دجّال معہود ہے بلکہ صحابہ نے

دجال اُسی دجّال کے رنگ میں ہوکر قوت کے ساتھ خروج کر رہا ہے اور گویا مثالی اور ظلّی وجود کے ساتھ وہی ہے اور جیسا کہ وہ اوّل زمانہ میں گرجا میں جکڑا ہوا نظر آیا تھا اب وہ اس بند سے مَخلصی پا کر عیسائیوں کے گرجا سے ہی نکلا ہے اور دنیا میں ایک آفت برپا کر رہا ہے۔

ایسا ہی یاجوج ماجوج کا حال بھی سمجھ لیجئے۔ یہ دونوں پرانی قومیں ہیں جو پہلے زمانوں میں دوسروں پر کھلے طور پر غالب نہیں ہوسکیں اور اُن کی حالت میں ضعف رہا لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ آخری زمانہ میں یہ دونوں قومیں خروج کریں گی یعنی اپنی جلالی قوت کے ساتھ ظاہر ہوں گی۔ جیسا کہ سورۂ کہف میں فرماتا ہے وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ[1] یعنی یہ دونوں قومیں دوسروں کو مغلوب کر کے پھر ایک دوسرے پر حملہ کریں گی اور جس کو خدائے تعالیٰ چاہے گا فتح دے گا۔ چونکہ ان دونوں قوموں سے مراد انگریز اور رُوس ہیں اس لئے ہر یک سعادتمند مسلمان کو دعا کرنی چاہیئے کہ اُس وقت انگریزوں کی فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں۔ اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے۔ جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خدائے تعالیٰ کے بھی ناشکرگزار ہیں کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیر سایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پا سکتے۔ ہرگز نہیں پا سکتے۔

ایسا ہی دابۃ الارض یعنی وہ علماء و واعظین جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے ابتدا سے چلے آتے ہیں لیکن قرآن کا مطلب یہ ہے کہ آخری زمانہ میں ان کی حد سے زیادہ کثرت ہو گی اور اُن کے خروج سے مراد وہی اُن کی کثرت ہے۔

اور یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جیسی ان چیزوں کے بارے میں جو آسمانی قوت

وہ قتل کریں اور یہی ایک خدمت تھی جو اُن کے سپرد کی گئی تھی۔ اس سوال کا جواب ہم بجُز اس صورت کے اور کسی طور سے دے نہیں سکتے کہ آخری زمانہ میں دجّال معہود کا آنا سراسر غلط ہے۔ اب حاصل کلام یہ ہے کہ وہ دمشقی حدیث جو امام مسلم نے پیش کی ہے خود مسلم کی دوسری حدیث سے ساقط الاعتبار ٹھہرتی ہے اور صریح ثابت ہوتا ہے کہ نواس راوی نے اس حدیث کے بیان کرنے میں دھوکہ کھایا ہے یہ فرض صاحب مسلم کے سر پر تھا کہ وہ اپنی ذکر کردہ حدیث کا تعارض اپنی قلم سے رفع کرتے مگر انہوں نے جو ایسے تعارض کا ذکر تک نہیں کیا تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وُہ محمد بن المنکدر کی حدیث کو نہایت قطعی اور یقینی اور صاف اور صریح سمجھتے تھے اور نواس بن سمعان کی حدیث کو از قبیل استعارات و کنایات خیال کرتے تھے اور اُس کی حقیقت حوالہ بخدا کرتے تھے۔

غرض اے بھائیو! اِن حدیثوں پر نظر ڈال کر ہر یک آدمی سمجھ سکتا ہے کہ کبھی صدر اوّل کے لوگوں نے دجّال معہود کے بارہ میں ہرگز اس بات پر اتفاق نہیں کیا کہ وہ آخری زمانہ میں آئے گا اور مسیح ابن مریم ظہور فرما کر اُس کو قتل کرے گا بلکہ وہ تو ابن صیّاد کو ہی دجّال معہود سمجھتے رہے اور یہ بات خود ظاہر ہے کہ جب انہوں نے ابن صیّاد کو دجّال معہود یقین کیا اور پھر یہ بھی اپنی زندگی میں دیکھ لیا کہ وہ مشرف باسلام ہو گیا اور پھر یہ بھی دیکھ لیا کہ وہ مدینہ منورہ میں فوت بھی ہو گیا اور مسلمانوں نے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی پھر ایسی صورت میں اُن بزرگوں کا اس بات پر کیوں کر ایمان یا اعتقاد ہو سکتا تھا کہ مسیح ابن مریم آخری زمانہ میں دجّال معہود کے قتل کرنے کے لئے آسمان سے اُتریں گے کیونکہ وہ بزرگوار لوگ تو پہلے ہی دجّال معہود کا فوت ہو جانا تسلیم کر چکے تھے پھر اس اعتقاد کے ساتھ یہ دوسرا اعتقاد کیوں کر جوڑ کھا سکتا ہے کہ اُن کو مسیح ابن مریم کے آسمان سے اُترنے اور دجّال معہود کے قتل کرنے کی انتظار لگی ہوئی تھی یہ تو صریح اجتماع ضدّین ہے اور کوئی دانشمند اور قائم الحواس آدمی ایسے دو متضاد اعتقاد ہرگز نہیں رکھ سکتا۔

اب اس کے برخلاف اگر یہ دعویٰ کیا جائے کہ حضرت عیسیٰ بنی اسرائیلی جس پر انجیل نازل ہوئی تھی وہی دنیا میں دوبارہ آ کر امتی بن جائیں گے تو یہ ایک نیا دعویٰ ہے جو ظاہر نص کے برخلاف ہے اس لئے قوی ثبوت کو چاہتا ہے کیونکہ دعویٰ بغیر دلیل کے قابل پذیرائی نہیں اور ایک دوسرا قرینہ اس پر یہ ہے کہ صحیح بخاری میں جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہلاتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حُلیہ سُرخ رنگ لکھا ہے جیسا کہ عام طور پر شامی لوگوں کا ہوتا ہے ایسا ہی اُن کے بال بھی خمدار لکھے ہیں۔ مگر آنے والے مسیح کا رنگ ہر ایک حدیث میں گندم گوں لکھا ہے اور بال سیدھے لکھے ہیں اور تمام کتاب میں یہی التزام کیا ہے کہ جہاں کہیں حضرت عیسیٰ نبی علیہ السلام کے حلیہ لکھنے کا اتفاق ہوا ہے تو ضرور بالالتزام اُسکو احمر یعنی سُرخ رنگ لکھا ہے اور اس احمر کے لفظ کو کسی جگہ چھوڑا نہیں۔ اور جہاں کہیں آنے والے مسیح کا حلیہ لکھنا پڑا ہے تو ہر ایک جگہ بالالتزام اس کو آدم یعنی گندم گوں لکھا ہے یعنی امام بخاری نے جو لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لکھے ہیں جس میں ان دونوں مسیحوں کا ذکر ہے وہ ہمیشہ اس قاعدہ پر قائم رہے ہیں جو حضرت عیسیٰ بنی اسرائیلی کے لئے احمر کا لفظ اختیار کیا ہے اور آنے والے مسیح کی نسبت آدم یعنی گندم گوں کا لفظ اختیار کیا ہے۔ پس اس التزام سے جس کو کسی جگہ صحیح بخاری کی حدیثوں میں ترک نہیں کیا گیا بجز اس کے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک عیسیٰ ابن مریم بنی اسرائیلی اور تھا۔ اور آنے والا مسیح جو اسی امت میں سے ہو گا اور ہے ورنہ اس بات کا کیا جواب ہے کہ تفریق حُلیتین کا پورا التزام کیوں کیا گیا۔ ہم اس بات کے ذمہ وار نہیں ہیں اگر کسی اور محدث نے اپنی ناواقفی کی وجہ سے احمر کی جگہ آدم اور آدم کی جگہ احمر لکھ دیا ہو مگر امام بخاری جو حافظِ حدیث اور اول درجہ کا نقّاد ہے اُس نے اِس بارے میں کوئی ایسی حدیث نہیں لی جس میں مسیح بنی اسرائیلی کو آدم لکھا گیا ہو یا آنے والے مسیح کو احمر لکھا گیا ہو۔ بلکہ امام بخاری نے نقل حدیث کے وقت اِس شرط کو عمداً لیا ہے اور برابر اوّل سے آخر تک اس کو ملحوظ رکھا ہے۔ پس جو حدیث امام بخاری کی

شرط کے مخالف ہو وہ قبول کے لائق نہیں۔

اور منجملہ ان دلائل کے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا قرآن شریف کی یہ آیت ہے۔ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ [1]۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ تم بہترین امت ہو جو اس لئے نکالی گئی ہو کہ تا تم تمام دجالوں اور دجال معہود کا فتنہ فرو کر کے اور اُن کے شر کو دفع کر کے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچاؤ۔ واضح رہے کہ قرآن شریف میں النّاس کا لفظ بمعنی دجال معہود بھی آتا ہے اور جس جگہ ان معنوں کو قرینہ قویہ متعین کرے تو پھر اور معنے کرنا معصیت ہے چنانچہ قرآن شریف کے ایک اور مقام میں الناس کے معنے دجّال ہی لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ [2]۔ یعنی جو کچھ آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں اسرار اور عجائبات پُر ہیں دجّال معہود کی طبائع کی بناوٹ اس کے برابر نہیں۔ یعنی گو وہ لوگ اسرار زمین و آسمان کے معلوم کرنے میں کتنی ہی جانکاہی کریں اور کیسی ہی طبع وقّاد لاویں پھر بھی ان کی طبیعتیں ان اسرار کے انتہا تک پہنچ نہیں سکتیں۔ یاد رہے کہ اس جگہ بھی مفسرین نے الناس سے مراد دجال معہود ہی لیا ہے دیکھو تفسیر معالم وغیرہ اور قرینہ قویہ اِس پر یہ ہے کہ لکھا ہے کہ دجال معہود اپنی ایجادوں اور صنعتوں سے خدا تعالیٰ کے کاموں پر ہاتھ ڈالے گا اور اس طرح پر خُدائی کا دعویٰ کرے گا اور اس بات کا سخت حریص ہوگا کہ خدائی باتیں جیسے بارش برسانا اور پھل لگانا اور انسان وغیرہ حیوانات کی نسل جاری رکھنا اور سفر اور حضر اور صحت کے سامان فوق العادت طور پر انسان کے لئے مہیا کرنا اِن تمام باتوں میں قادرِ مطلق کی طرح کارروائیاں کرے اور سب کچھ اس کے قبضۂ قدرت میں ہو جائے اور کوئی بات اس کے آگے انہونی نہ رہے اور اِسی کی طرف اِس آیت میں اشارہ ہے اور خلاصہ مطلب آیت یہ ہے کہ زمین آسمان میں جس قدر اسرار رکھے گئے ہیں جن کو دجّال بذریعہ علم طبعی اپنی قدرت میں کرنا چاہتا ہے وہ اسرار اُس کے اندازۂ جودت طبع اور مبلغِ علم سے بڑھ کر ہیں۔ اور جیسا کہ آیت ممدوحہ میں النّاس کے لفظ سے

مولف کی دیگر مطبوعات

اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جھوٹا بہتان لگانا بہت عظیم گناہ ہے

اور یہ گناہ مرزا غلام قادیانی نے اپنی کتب میں جا بجا کیا

مرزا غلام قادیانی کے شہرہ آفاق

200 جھوٹ

مولف

مفتی سید مبشر رضا قادری

منتظم اعلیٰ ختم نبوت فورم

مولف کی دیگر مطبوعات

مرزا غلام قادیانی کی روحانی خزائن جلد 1، 2، 3 پر مشتمل جھوٹی، ضعیف، موضوع
احادیث کا جامع انسائیکلوپیڈیا

مرزا قادیانی کی بیان کردہ

ضعیف احادیث

مصنف
مبشر شاہ
منتظم اعلیٰ: ختم نبوت فورم

یادداشت

یاداشت

یاداشت